رسالہ اوم" دہلی کا بھگوت پریم انک بابت ماہ جنوری ۱۹۶۲ء

ایڈیٹر
گورکھ ناتھ نندہ



چندہ سالانہ
-/۷ روپے

قیمت فی جلد -/۸/۲ روپے

(شری گورکھ ناتھ نندہ ایڈیٹر پروپرائٹر نے شری برہمانند پرنٹر پبلشر نے گلشن لیتھو پریس چاوڑی بازار دہلی سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم اندر دہلی (اجمیری گیٹ دہلی ۶) سے شائع کیا۔

تصاویر

بھومکا

پیارے سجنو! "پریم انک" جس کی عرصہ سے آپکو انتظار تھی۔ مکمل ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

فی زمانہ اس پریم کے راگ کو الاپنا گو عوام میں بے وقت راگ ہی تصور ہوگا۔ جبکہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو کہ موجودہ مذاہب کے نفرت آمیز پرچار سے متنفر ہوکر ایشور کو بھی ایک بے بنیاد فرضی ہوّا اور جاہلانہ انسانی خیال مانتے ہیں۔ جنکا اعتقاد ہی ایشور سے اٹھ چکا ہے۔ وہ بھلا ایشوری پریم کے راگ کو کیوں سُنینگے۔ (۲) اسوقت جبکہ بڑی بڑی سلطنتیں میدان جنگ کیلئے تیاری کر رہی ہوں ایک قوم دوسری قوم کے ملیا میٹ کرنے میں تلی بیٹھی ہو۔ ایک مذہب دوسرے مذہب کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہو خود کو خدا پرست اور دوسرے کو کافر گردانتا ہو۔ تو ایسے وقت میں پریم پریم کی صدا کو بلند کرنا بالکل بے سود ہے۔ (۳) جبکہ خانہ جنگیاں کثیر التعداد میں نظر آئیں۔ والدین اور اولاد میں جائیدادوں کے جھگڑے ہوں۔ باپ بیٹا۔ خاوند بیوی اور بھائی بھائی مقدمہ بازی پر تلے ہوں۔ وہاں بھگوان رام اور بھرت کے تیاگ کی شاندار کتھا کو اس گھور کلجگ کے زمانے میں کون سُنے گا۔ (۴) جبکہ مذاہب کے ٹھیکیدار محض اپنی پیٹ پوجا کے لئے کمزور اور بے زبان جانوروں کو موت کے گھاٹ اتار کر خون کی ندیاں بہا رہے ہوں اور انسانیت سے بعید افعال کو مذہبی رنگ دے کر بہشت کا نقشہ پیش کر رہے ہوں۔ اور اس قتل و غارت کو اُس ذاتِ پاک خدا کے نام پر قربانی جتلا رہے ہوں۔ وہاں اپنے عزیز بیٹے (نفس) کو قربان کرنے کی تلقین کرنا۔ اور ہر ایک ذی رُوح کے ساتھ پریم کا سبق سکھانا نیز "جیسے پران اپنے آپ کو پیارے ہیں۔ ویسے ہی اور جیووں کو بھی پیارے ہیں"۔ "اہنسا پرمو دھرما" وغیرہ کا اُپدیش کون پسند کریگا۔ جب اعلانیہ یہ پرچار ہو رہا ہو کہ "جس کی لاٹھی اُس کی بھینس" "کمزور دُنیا میں نہیں رہ سکتے"۔ "بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھانے کیلئے ہی ہے"۔ وغیرہ وغیرہ تو وہاں حضرت محمدؐ کے شاندار اُپدیش کو کون سُنیگا۔ "اے پیاری بیٹی بی بی فاطمہ! یہ نہ سمجھنا کہ تم میری بیٹی ہو اس لئے تمہیں گناہ معاف ہیں۔ ہرگز نہیں۔ قدرتی قانون اٹل ہے انسان کے اعمال ہی اُس کے ساتھ جائیں گے۔ اور اُن کا ثمر لازمی طور پر ہر ایک کو ملیگا۔ آخرت میں کسی کا لحاظ نہیں ہوگا" وغیرہ وغیرہ

ان حالات کی موجودگی میں کیا سچ مچ "پریم پریم" کی کوک سنانا دیوانہ (بیفائدہ) عمل ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ہمارا یقین ہے۔ اور واثق یقین ہے کہ دنیا کی قائمی ہی پریم اور سچائی پر انحصار رکھتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جب رجوگن اور تموگن کا زور ہوجاتا ہے تو ستوگن دب جاتا ہے اور ایسا پرتیت ہوتا ہے۔ کہ گویا اُس کی ہستی ہی نہیں رہی۔
لیکن پیارے سجنو! یہ ناممکن بات ہے کہ سچائی حرفِ غلط کی طرح مٹ جائے۔ کیونکہ سچ سچ ہی ہے اور جھوٹ جھوٹ ہی۔ جگت گورو نانک فرماتے ہیں "کوڑ نکھٹے نانکا اوڑک سچ رہی"۔ وید کہتا ہے "ستیہ میو جیتے ناانرتم"
"सत्य मेव जयते नानृतम्"
دُنیا کی ہسٹری شاہد ہے۔ کہ جب رجوگن اور تموگن سے پیدا شدہ لوگوں میں نفرت، حسد، بغض، کینہ، لڑائیاں، فساد، ہنگامے، خونریزیاں، بیجا حمائت، غرضیکہ تمام بداعمال شروع ہوجاتے ہیں۔ تو دُنیا میں تباہی شروع ہوجاتی ہے۔ بدطینت لوگ آپس میں لڑ بھڑ کر ختم ہوجاتے ہیں۔ اس کے بعد نیک لوگ میدانِ عمل میں آتے ہیں۔ اور دُنیا کو ست مارگ پر چلا کر شانتی امن اور پریم کا راجیہ ستھاپت کرتے

ہیں۔ گویا جب رنج اور غم کا راجیہ ہوتا ہے تب ست یعنی سچائی معدوم سی نظر آتی ہے۔ لیکن اُس کا بیج ناش کبھی بھی نہیں ہوتا۔ نیک لوگ ایسے گھور سمے میں بھی اپنی شکتی کے مطابق ست، برہم ودیا کا اُپدیش کرتے ہی رہتے ہیں۔ وہ دُنیا کی آوازوں کی پرواہ نہیں کرتے اور شانتی پوروک اس اعلیٰ اور انسانی مقصد کو سر انجام دیتے ہیں۔

یہ "پریم انک" البتہ پریم کو پرگٹ کرنے کیلئے تمام قوموں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے تمام مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر لانے اور سچی وحدانیت کی تعلیم کے پرچار کرنے کیلئے نیز دُنیا میں شانتی اور پریم کا راجیہ قائم کرنے کیلئے عمل میں آیا ہے چونکہ پریم کا بیج شدھ انتہ کرن (صاف شفاف قلب) روپی زمین میں ہی اُگ سکتا ہے۔ اس لئے اس کے پہلے صفحات میں "او نکار اُپاسنا" درج کیگئی ہے کیونکہ اُپاسنا سے ہی انتہ کرن (یعنی قلب) کے مل اور وکشیپ دوش دُور ہو سکتے ہیں۔ اونکار اُپاسنا مانڈوکیہ اُپنشد کا سار ہے۔ جو سجن پُرش اس کو دوبارہ سہ بارہ پڑھ کر عمل کرینگے اُنکے انتہ کرن کی شُدھی ہو کر بُدھی گیان کے قابل ہو جائیگی۔ اور وہ پریم کے مضمون کو اپنے دلمیں بخوبی دھارن کر سکیں گے۔ اس "پریم انک" میں کافی سے زیادہ اُن مہا پُرشوں کی سوانح حیات درج کی گئی ہیں کہ جن کے پاٹھ سے انسان کا عملی جیون بنتا ہے۔ غرضیکہ یہ چھوٹی سی پستک ست مارگ کے خواہشمند اصحاب کیلئے ایک مفید چیز ہے۔ اس کے تیار کرنے میں کئی قابل مصنفوں نے اپنے تجربکی بنا پر اور پراچین گرنتھوں کے آدھار پر لیکھ تیار کر کے جگیاسو پُرشوں پر بہت اُپکار کیا ہے۔ ہم ایسے تمام مصنفوں کا دھنیواد کرتے ہیں کہ جنہوں نے اس شُبھ کام میں ہمارا ہاتھ بٹایا ہے۔ کئی مہانوبھاووں کے مضامین دیر سے پہنچنے یا گنجائش نہ ہونے کے سبب درج نہیں ہو سکے۔ اُن سے ہم نہایت پریم سے کشما مانگتے ہیں اور آشا رکھتے ہیں کہ اُن کے ارسال کردہ مضامین اوم کی آئندہ اشاعت میں درج کئے جاویں گے۔ اس پونیہ یگیہ میں مالی امداد کرنے والے سجن پُرشوں کا دھنیواد کرتے ہیں۔ کہ جنہوں نے نہایت فراخدلی سے اس دھارمک مشن کے علمبردار رسالہ "اوم" کی وقتاً فوقتاً امداد فرمائی۔

سنت ہری سنگھ جی جوکہ روحانی ست سنگ کے پردھان اور خاص نشٹھک پُرش ہیں انہوں نے جہاں پریم انک کے لئے مانڈوکیہ اُپنشد کا شاندار ترجمہ کیا ہے وہاں "اوم" کے خریدار بنانے میں بھی کافی امداد فرمائی ہے ہم اُنکا ہاردک دھنیواد کرتے ہیں۔ ہماری اپیل کو مدنظر رکھتے ہوئے جن جن اصحاب نے ہمیں اس موقعہ پر دو دو خریداران کا چندہ بھیجکر ہماری مالی مشکلات کو دُور کیا ہے۔ اور جن خریداران نے اپنی معیاد سے پہلے ہی ہمیں چندہ ارسال کر دیا ہے ہم اُن اصحاب کا خاص طور پر دھنیواد کرتے ہیں۔ ایسے پریمی سجنوں کے آسرا سے ہی دُنیا میں دھارمک سنستھائیں قائم ہیں۔ جن پریمیوں نے ہماری دو دو خریدار بنانے کی اپیل پر ابھی تک دھیان نہیں دیا۔ اُن سے ہم دوبارہ درخواست کرینگے۔ کہ اگر وہ رسالہ ہذا کے اغراض و مقاصد سے اتفاق رکھتے ہیں۔ تو اُن کا فرض ہے کہ رسالہ "اوم" کی اشاعت کو بڑھانے میں توجہ دیں۔ اس وقت جبکہ ملک کی فضا فرقہ وارانہ اور مذہبی تعصبات سے مکدر ہو رہی ہے اور عوام محسوسات اور وشے وکاروں کی رَو میں بڑی تیزی سے بہے جا کر نت نئی بیچیدگیاں اور تفکرات کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اُنکے سامنے انسانیت کا روحانی آدرش پیش کیا جاوے اور خود شناسی اور خدا شناسی کی تعلیم دے کر انہیں اپنے آپ میں جگایا جاوے۔ یہ تمام کام "اوم" کے ذریعہ پُورا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن درست معنوں میں اس کام میں اسی حالت میں سپھلتا ہو سکتی ہے۔ جبکہ اسکا حلقہ اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو۔ اور دانی پُرش ہمیں مالی امداد بہم پہنچاتے رہیں۔ اوم شانتی شانتی شانتی

سب کا آتما:- گورکھ ناتھ نندہ

ایڈیٹر

پریم کی مہما

از
شری لوکناتھ دل

۱۔ پریم کے وش میں برہم کو ہم نے۔ بالک بن کر آتے دیکھا
گالی کے بھی کومل پگ تلوؤں سے سوئم دباتے دیکھا

۲۔ شو برنچ کو جب کی پربھوتا کا کچھ پار نہ پاتے دیکھا
انہیں کو اوکھل سے بندھ کر نینوں سے نیر بہاتے دیکھا

۳۔ ترلوکی میں جس کو ہم نے نیائے ادھیش کہاتے دیکھا
انہیں کو برج منڈل میں دودھ دہی گورس نونیت چراتے دیکھا

۴۔ کھشیر سمندر میں کملا کو جن کے پد کمل دباتے دیکھا
کنٹک پتھ پر ننگے پاؤں۔ گئوئیں انہیں چراتے دیکھا

۵۔ جنکو یوگیوں کے ہردیہ میں۔ ہم نے کبھی نہ آتے دیکھا
جمنا پلن پر اُن کو سکھیوں کے سنگ راس رچاتے دیکھا

۶۔ جنکو ہم نے اکھل وشو میں وشومبھر کہلاتے دیکھا
اُن کو برج کے گوالوں سے نت جوٹھن مانگ کے کھاتے دیکھا

۷۔ جنکی مہما گاتے گاتے ویدوں کو تھک جاتے دیکھا
اُن کو مرلی کی تانوں میں رادھے رادھے گاتے دیکھا

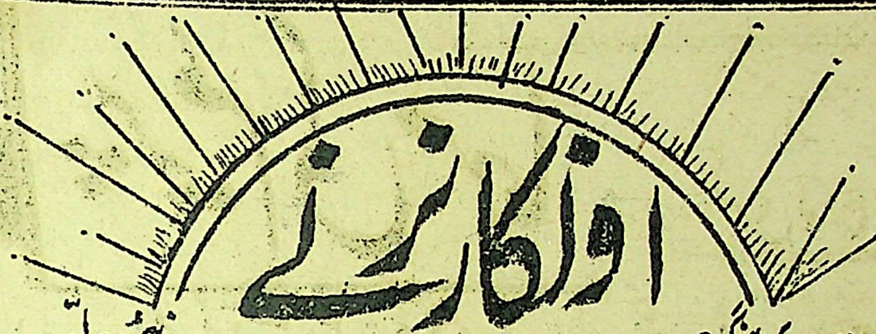
۸۔ جنکے چرن کمل کا منیوں کو نت دھیان لگاتے دیکھا
اُن کو بھانو دلاری کے چرنوں پہ مکٹ جھکاتے دیکھا

۹۔ جنکو جگت نچاون کارن۔ مرلی سدا بجاتے دیکھا
گوپیوں کو چھچھیا بھر چھاچھ پہ اُنہیں کو ناچ نچاتے دیکھا

(۱۰)

ہم نے اے دل البیلا دھر کو لیلا عجب دکھاتے دیکھا
اپنا مان گھٹے گھٹ جائے بھگت کا مان بڑھاتے دیکھا

بھگوت پریم انک دو ماہ کا پرچہ تصور کیا جائے ماہ فروری میں کوئی علیحدہ پرچہ شائع نہ ہوگا۔



اونکار نرنے

از- سنت ہری سنگھ جی نئی دلی

یعنی

مانڈوکیہ اپنشد سار

ओंकारं बिन्दु संयुक्तं नित्यं ध्यायंति योगिना: ।
कामदम् मोक्षदम् चैव ओंकाराय नमो नम: ॥

ارکھ- بندو کے سہت اونکار کو یوگی نت ہی دھیان کرتے ہیں۔ یہ کامناؤں اور موکھش کے دینے والا ہے۔ اسلئے اونکار کے پرتی نمسکار ہو۔

ویدوں کے اندر اونکار کی اُپاسنا کو اور اور اُپاسناؤں سے بہت وشیشتا حاصل ہے۔ یہ اُپاسنا ویدک اُپاسنا ہے۔ پورانک اُپاسنا نہیں۔ پرانوں کے اندر رام۔ کرشن آدی اوتاروں یا وشنو آدی دیوتاؤں کی ہی اُپاسنا کا نردیش ہے۔ مگر ویدوں میں اور نیز پران آدی تمام اُپاسناؤں سے بڑھ چڑھ کر اونکار کی اُپاسنا ہی سب سے سریشٹھ ہے۔ اِس کا سبب یہ ہے۔ کہ بھگوت ناموں کے اندر پرنو یعنی اونکار نام ہی سب سے اُتم اور سریشٹھ آلمبن اپنشدکاروں نے مانا ہے۔

آلمبن کے معنی آشرے کے ہیں۔ یعنی جس کو آشرے یعنی نمت بنا کر ایشور اُپاسنا کی جا سکے۔ اُسے آلمبن بولتے ہیں۔ اور وہ "نام" ہی ہے۔ یعنی "نام" کو ہی آلمبن کہا جاتا ہے۔ اور اِسی کو "واچک" یا "ابھیدان" وغیرہ ناموں سے بھی گرنتھ کاروں نے بولا ہے۔ چونکہ نام یعنی واچک۔ کا نامی یعنی واچیہ سے ہمیشہ ابھید ہوتا ہے۔ اسلئے نام یعنی واچک ہی ایشور اُپاسنا میں آلمبن مانا ہے۔ ہم یہاں مثال کے طور پر ایسے یوں بیان کرتے ہیں جس سے نام اور نامی کے ایک ہونے کی ٹھیک ٹھیک تصدیق ہو جاوے گی۔ دیکھئے "گھٹ" یہ ایک شبد یعنی نام ہے جس سے ہم کو مٹی سے بنے ہوئے ایک استھول اور گول آکار والی وستو کا گیان ہوتا ہے، جسے گھٹ کہتے ہیں۔ اگر اُس گھٹ وستو کو ہم گھٹ نام کے بغیر جاننا چاہیں تو نہیں جان سکتے۔ کیونکہ ایک گھٹ نام ہی ہے جس سے ہم کو استھول اور گول شکل والی گھٹ وستو کا گیان ہو سکتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے مان لو۔ کہ ہمارے پاس یہ نام موجود نہیں ہے۔ تو ہم کسی صورت سے بھی اُس کی پہچان نہیں کر سکتے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ وستو عین نام مات ہی ہے اور جس طرح نام کے بنا نامی کی پہچان محال ہے۔ ٹھیک اسی طرح نامی کے بغیر نام کی تصدیق

بھی نہیں ہو سکتی۔ جان لو۔ کہ انجان بچے کے سامنے ایک استھول اور گول آکار والی وستو ہے۔ جس کے نام سے وہ تب تک واقف نہ تھا۔ اب وہ اس وستو کو کس شبد سے ووہار کرے۔ "یہ کچھ ہے" "یہ کچھ ہے" اتنا ماتر تو وہ جان لے گا۔ لیکن اتنے سے ووہار کی ٹھیک سدھی نہیں ہوتی جب تک کہ اُس کے نام سے پریچے نہ ہو۔ چنانچہ اس سے بھی تصدیق اس امر کی ہوتی ہے کہ نامی سے بھی نام کوئی جدا نہیں۔ اور یہ بالکل صاف ہے۔ کہ کوئی نام کبھی بھی کسی نامی کے بغیر نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ ہمیشہ کسی چیز کا ہی کوئی نام ہوتا ہے۔ بغیر چیز کے نام نہیں۔ بس اس طریقے سے نام سے نامی اور نامی سے نام ابھن ہیں اور جیسا کہ مثال بالا سے ہم نے ظاہر کر ہی دیا ہے۔ کہ نام اور نامی کا بھید نہیں۔ بس نام کی اُپاسنا سے نامی کا ساکھشا تکار بھی ہو جاتا ہے۔ اور یہ بالکل صاف ہے کہ اگر ہم کسی کو اُس کے نام سے بُلاویں۔ تو وہ جھٹ سامنے آتا ہے۔ یا اگر کسی چیز کو اُس کے نام سے یاد کریں۔ تو وہ ہماری آنکھوں کے سامنے گھومتی پھرتی نظر آتی ہے۔ ٹھیک اسی ہی سدھانت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے شاستروں کے اندر بھگونت کے کئی ناموں کا تذکرہ ہوا ہے۔ اور اُن میں سے کسی بھی نام کو اگر آشرے یعنی آلمبن بنا لیا جاوے۔ تو اُس سے بھگوت کا جس کے کہ وہ نام ہیں۔ ساکھشات ہو جاتا ہے۔ اور ایسی بے شمار مثالیں ہمارے گرنتھوں میں بھری پڑی ہیں۔ کہ کیول نام سے ہی نامی کے درشن ہوتے ہیں۔ اور چونکہ یہاں نام سے بھی کوئی خاص واسطہ نہیں ہوتا محض اُسے آلمبن رکھ کر اُس کے نامی کا ہی ساکھشیات کار کرنا مطلوب ہوتا ہے۔ اس لئے بعض لوگ جو بھگوت کے ناموں پر ہی اعتراض کرتے ہیں سراسر بھول میں ہیں۔ اگر ایک ہی چیز کے کئی نام ہوں۔ تو سدھ ہے۔ کہ نامی کو کسی نام سے ہی کیوں نہ پکارا جائے وہی ملے گا مثلاً گھٹ کمبھ گھڑا وغیرہ ذالک۔ اسی طرح بھگوت کو بھی ہمارے آچاریوں نے کئی ناموں سے نامی کیا ہے۔ مثلاً پرماتما، ایشور، خدا، واہگورو۔ رام۔ کرشن، وشنو، شو، شکتی وغیرہ وغیرہ۔ اب غور کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ کس قدر جہالت کا مقام ہے۔ اگر ان ناموں پر ہی مذہب کے لوگ جھگڑا کریں۔ جب ایک ہی سچدانند بھگوان کے انیک نام ہیں۔ تو سب کوئی اپنی اپنی خواہش کے مطابق کسی بھی ایک نام کو ایشور آرادھن کا ذریعہ بنا سکتا ہے کسی کو کوئی حق نہیں کہ وہ دوسرے کے نام پر جس پر کہ اُس کا اعتقاد جما ہوا ہو نقطہ چینی کر کے اُسے شردھا سے بھرشٹ کرے بلکہ بہتر ہے کہ اُس کی اُسی ہی نام میں اور شردھا بڑھاوے۔ اگرچہ وہ خود کسی اور نام کے ذریعے اُپاسنا کرتا ہو۔ اور یہ تجربہ انوبھو میں آتی ہے۔ کہ ہی ایک وستو میں ہی پیار کے بل سے انیک نام ہو جایا کرتے ہیں۔ مگر اُس سے نامی میں انیک روپتا نہیں ہو جاتی۔ اور نامی ایک کا ہی ایک رہتا ہے۔

اگر اس پریوجن کو جو ہم نے اُوپر بیان کیا ہے۔ چھوڑ دیا جائے۔ تو محض نام کی اُپاسنا سے کچھ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ نام اکیلا جڑ ہے۔ اس لئے پہلے نام اور نامی کا ابھید گیان لازمی طور پر واجب ہے۔ اور اتنا ہی نام کی اُپاسنا سے مطلب ہے۔ ادھک نہیں۔ چونکہ اُن تمام ناموں سے بھی "اوم" نام کی مہماں مہان ہے۔ اور اُس کی اُپاسنا بھی وید اور اُپنشدوں میں جگہ جگہ دکھلائی ہے بلحاظ ہم ذیل میں چند اُپنشد کی شرتیوں کو اس امر کی تصدیق میں دکھلاتے ہیں جن سے اس "اوم" نام کی ایشور روپ سے اُپاسنا کا نیز ایشور اُپاسنا میں بہترین آلمبن ہونے کا پورا پورا اشارہ ملیگا

यश्छन्दसामृषभो विश्वरूपः। छन्दोभ्योऽध्यमृतात्संबभूव।
स मेन्द्रो मेधया स्पृणोतु। अमृतस्य देव धारणो भूयासम्।

शरीरं मे विचर्षणम्। जिह्वा मे मधुमत्तमा। कर्णाभ्यां भूरि विश्रुवम्। ब्रह्मणः कोषोऽसि मेधया पिहितः। तै: उप: शि: ४-१

ارتھ- جو اونکار ویدوں میں شریشٹ اور پردھان ہے۔ اور سرب روپ ہے۔ نیز ویدروپ امرت سے پردھان روپ سے پرگٹ ہوا ہے۔ وہ اونکار روپ سرب کاماؤں کا دینے والا اندر مجھے میدھا سے پرسن کرے۔ ہے (اونکار) دیو میں امرت تتو کے سادھن بھوت برہم گیان کو دھارن کرنے والا ہو جاؤں میرا شریر آروگیہ ہو۔ میری زبان اتینت میٹھا بولنے والی ہو جائے۔ میں کانوں سے خوب شرون کروں ہے اونکار تو برہم کا کوش ہے۔ اور لوکک بدھی سے ڈھکا ہوا ہے۔

एतदालम्बनं श्रेष्ठमेतदालम्बनं परम्।
एतदालम्बनं ज्ञात्वा ब्रह्मलोके महीयते॥ कठ उप: १-२-१७

ارتھ- یہی سرشریشٹ آلمبن ہے۔ یہی پرم آلمبن ہے۔ اس آلمبن کو جان کر پرش برہم لوک میں مہان کو پراپت ہوتا ہے۔

اور یہ بھی جان لینا چاہیئے۔ کہ اونکار ہر دو نرگن اور سگن یعنی نراکار اور ساکار پرماتما کا آلمبن ہو سکتا ہے۔ مطلب یہاں یہ ہے کہ اس کو ذریعہ کر کے نرگن برہم کی اپاسنا اور سگن برہم کی اپاسنا دونوں کی جاتی ہیں۔ اور پھل بھی ہر دو اپاسنا دن کا اپاسک کو نرگن برہم بھاؤ کی پراپتی اور سگن برہم روپ پتا ہوتا ہے۔ یہ اپاسک کی اپنی خواہش پر ہے۔ کہ دونو میں سے کس سروپ میں اسے آلمبن بنائے۔ چنانچہ سگن برہم کے اپاسک تو اونکار میں اسنھت "ا" "و" اور "م" یعنی اکار اُکار اور مکار تین ماترا ہیں۔ انہیں سمشٹی جگت میں وراٹ ہرنیہ گربھ اور اویاکرت۔ اور ویشٹی جگت میں وشو تیجس اور پراگیہ یا اسی طرح استھول سوکھشم اور کارن یا اتپتی استھتی اور لے روپ جان کر اونکار کو سرب میں جان لیتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اونکار سمپورن ایشور تتو جیو تتو اور سرشٹی تتو کا مجسم سروپ اور پنڈ ہے۔ اور سرب جگت کے وستار اس کے ہی اندر ہیں۔

اور اس درشٹی سے تمام سرشٹی اور اس کا کارن ایشور بھی عین اونکار کا ہی سروپ نشچے کرتا ہے۔ مگر اونکار کو نرگن برہم کے پرتی آلمبن بنا کر بھجنے والا پرش تو اکار اُکار مکار استھانی جو وراٹ ہرنیہ گربھ اور اویاکرت یا وشو تیجس اور پراگیہ یا اسی طرح استھول سوکھشم اور کارن یا اتپتی استھتی اور لے ہیں۔ انہیں محض مایک کے وکار اور وہمیہ تصور کر کے تین ماترا اور تین ماتری روپ آتما جو اونکار کی چوتھی ماترا کے استھان پر ہے یا جسے "اماترید" بھی آگے مانڈوکیہ اپنشد کی ویاکھیا میں کہیں گے۔ اپرودھش کر لیتا ہے۔ یہاں نرگن برہم اپاسنا پرکرن میں اونکار سے اتنا ہی ہمارا مطلب ہے۔ کہ اپاسک کو اونکار کے اچارن سمے میں جو اونکار شبد اور اکار اُکار اور مکار ماتروں کے تیاگ دینے پر کیول ایک اکھنڈ گیان سروپ وستو کا بھان ہوتا ہے۔ وہ انوبھو روپ وستو ہی اونکار کا نج سروپ ہے۔ اور ٹھیک اسے ہی وہ پرماتما کا سروپ نیز اپنا بھی شدھ روپ جان کر کرتیہ کرتیہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آگے چل کر روشن ہوگا مگر یہ جان لینا چاہیئے۔ کہ اس قسم کے نرگن برہم کا اپاسک

بہت کم ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے اس اونکار کا پیرا یا سگن برہم کی اپاسنا میں ہی ودھان ہوتا ہے۔ اور سگن برہم کا
اپاسک اونکار کے اچارن سمے میں اکار میں سرشٹی کی اتپتی کو، اکار میں استھتی کو اور مکار میں پرلے کو جانتا ہے۔ کیونکہ
اکار کے اچارن کال میں منہ کھلتا ہے۔ اور یہ ہی اتپتی کے سمان ہے۔ اسی طرح اکار بولتے وقت کھلے ہوئے منہ میں
جگت کی استھتی کو جانتا ہے۔ اور مکار کہتے سمے تو سنسار کا پرلے سمجھتا ہے۔ کیونکہ تب منہ بند ہو جاتا ہے اور یہ ہی
سنسار کی پرلے ہے۔ پھر جب کئی بار اس طرح اچارن ہوتا ہے۔ تو اسے پھر نئی سرشٹی کی اتپتی استھتی اور پرلے کا ہونا
سمجھتا ہے۔ اس طرح سرشٹی کی اتپتی استھتی اور پرلے یہ تمام اونکار ماتر ہی ہیں۔ ایشور۔ جیو اور مایا۔ بھوت بھوشت
اور ورتمان۔ رگ یجو اور سام۔ استھول سوکھشم اور کارن۔ ست رج اور تم۔ سکھ دکھ اور موہ۔ دہرم ادہرم اور
پرماد۔ جاگرت سوپن اور سکھپتی، وشٹا، ورایشہ اور وردش، بھوگتا، بھوگیہ اور بھوگ۔ کرتا کرم اور کرن۔ آتما
اناتما اور ان کا سمبندھ اسی طرح انیک تین تین پدارتھ یعنی ترپٹی تمام اکار اکار اور مکار روپ اونکار کے ہی
سروپ ہیں۔ اونکار کے سروپ سے جدا ان کا کوئی اپنا وجود نہیں اور اس پرکار کے بودھ میں ہی اونکار کی سگن
برہم اپاسنا کا اختتام ہے۔ ہم یہاں بھی کٹھ اور پرشن اپنشد کی شرتیوں کو دکھلاتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوگا کہ
اونکار سگن اور نرگن دونوں پرکار کی اپاسنا میں پرتیک یعنی آلمبن ہو سکتا ہے۔

एतद्ध्येवाक्षरं ब्रह्म एतद्ध्येवाक्षरं परम्।
एतद्ध्येवाक्षरं ज्ञात्वा यो यदिच्छति तस्य तत्॥ कठ उप: १-२-२६

ارتھ۔ یہ اکشر (اونکار) ہی (سگن) برہم ہے۔ اور یہ اکشر (اونکار) ہی پربرہم ہے۔ اس اونکار روپ
اکشر کو سگن اتھوا نرگن روپ سے جان کر جو کچھ چاہتا ہے۔ اسے پا لیتا ہے۔

तस्मै स होवाच एतद्वै सत्यकाम परं चापरं च ब्रह्म यदोङ्कारः।
तस्माद्विद्वाने तेनैवायतने नैकतरमन्वेति॥ प्र: उप: ५-२

ارتھ۔ اس شوی کے پتر ستیہ کام کے لئے وہ پرسدھ پپلاد منی بولے۔ ہے ستیہ کام۔ یہ جو اونکار ہے
یہ ہی نشچے کر کے پر یعنی نرگن اور اپر یعنی سگن برہم ہے۔ اس لئے ودوان اسی اونکار کے آشرے
سے ان دونوں میں سے کسی ایک (برہم) کو پراپت کر لیتا ہے۔

اگرچہ اونکار کی مہماں اور بڑائی سارے ہی اپنشد شاستر میں بھری ہوئی ہے۔ مگر صرف اسی کو ہی لکھش
کر کے مانڈوکیہ میں جس کا ترجمہ آگے چل کر ہو گا۔ اس کا وشیش وستار ہے۔ تمام اپنشدوں کے اندر نہایت
مختصر بلکہ مشکل بھی یہ ہی اپنشد مانی گئی ہے۔ کیونکہ اس اپنشد کے محض بارہ منتر ہیں۔ جن کے اندر سارے ہی وید
کا نچوڑ رکھا ہوا ہے۔ مکتیک اپنشد میں دکھلایا ہے۔ کہ یہ ہی مول اپنشد ہے۔ اور باقی تمام اپنشدیں اسی ہی کی
ویاکھیا سروپ ہیں۔ اسے جاگرت اوستھا سے آرمبھ کر کے آخر میں تریا اوستھا جس میں تمام کا فناہ ہے
ختم کیا گیا ہے۔ یہ اپنشد ویدانت سدھانت کے وورت یعنی مایاواد کی آخری بھومی ہے۔ شری شنکراچاریہ
کے پرم گورو بھگوان گوڑپاد نے اسے تمام ویدانت فلاسفی کا مرکز اور مول منتر بیان کیا ہے۔ چنانچہ اسی

اُپنشد کو ہی نمت رکھ کر مانڈوکیہ کاریکا بھگوان گوڑپاد نے لکھی ہے۔ جس میں اجات واد کا پرم سدھانت نروپن ہُوا ہے۔ اب ہم اس اُپنشد کے منتروں کو بالترتیب کھولتے ہیں۔

ओमित्येतदक्षर मिदं सर्वं तस्योप व्याख्यानं भूतं
भवद्भविष्यदिति सर्वमोङ्कार एव। यच्चान्यत्त्रिकालातीतं
तदप्योङ्कार एव ॥ १ ॥

اَرتھ۔ "اوم" یہ اکھشر سب کچھ ہے۔ یہ جو کچھ بھوت بھوشیت اور ورتمان ہے۔ اُسی کی ویاکھیا ہے۔ اس لئے یہ سب اونکار ہی ہے۔ اس کے سوائے تین کال اتیت جو مایا ہے۔ وہ بھی اونکار ہی ہے۔

بھاوارتھ:۔ یہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ کہ نام اور نامی کا ابھید ہوتا ہے۔ چنانچہ نام سرُوپی چتنا کریدارتھ سمُوہ ہے وہ اپنے نام یعنی واچک سے الحِن ہونے کے سبب نام ماتر ہی ہے
सर्वं हीदं नामानि
یہ سب نام ہی ہے۔ اس شرتی سے سدّھ ہے۔ پھر چونکہ تمام نام بھی اونکار سے جُدا نہیں کیونکہ
प्रकारो
اس شرتی کے مطابق تمام واکیہ یعنی نام جب اکار رُوپ ہیں۔ جو اونکار کی پہلی ماترا ہے۔ वै सर्वः वाक्
تب سب کے سب نام اونکار کیسے نہیں ہوں گے۔ اس ریتی سے تمام جگت کی اونکار سروپتا ہی ہے۔ اور بھوت بھوشیت اور ورتمان ان تینوں کالوں میں جو کچھ بھی استھول اور سوکھشم جگت ہے۔ وہ بھی اسی نیائے کے مطابق اونکار سرُوپ ہی ہے۔ اور اس کے سوائے تینوں کالوں سے پرے اپنے کاریہ سے ہی انومان کی جانے والی آدی پرکرتی اودیا کرت مایا شکتی بھی اونکار سرُوپ ہی ہے۔

"اوم" یہ اکھشر ہی سب کچھ ہے"۔ یہاں شرتی بھگوتی نے مسئلہ "نیتی نیتی" کا بھی اشارہ دیا ہے۔ چونکہ اوم بھی محض ایک نام ہی تو ہے۔ نام سے جُدا کچھ نہیں۔ اور وہ اوم ہی سب کچھ ہے۔ یہ شرتی کہتی ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ سب کچھ نام ماتر ہی ہے۔ یعنی نام ارتھات شبد سے زائد کچھ نہیں۔ اسی سدھانت کو چھاندوگیہ اُپنشد کے چھٹے باب میں اُدیالک رشی نے اپنے فرزند شویت کیتو کے پاس دکھلایا ہے۔ جہاں اُس نے مٹی۔ سونا اور لوہا کی تین مثالیں دے کر ثابت کیا ہے۔ کہ جس طرح مٹی سے بنے ہوئے برتن یا سونے سے تیار کئے ہوئے زیور یا لوہے کے ہتھیار بالترتیب مٹی سونا اور لوہے سے کچھ جُدا وجود نہیں رکھتے۔ محض معدومی المعلوم ہیں۔ اور صرف مٹی سونا اور لوہا ہی امر وجودی ہیں۔ اسی طرح تمثیل میں پرماتما سے رچے ہوئے جگت کے پدارتھ بھی محض رُوپ اور نام ماتر ہی ہیں۔ اور پرماتما ہی فی الواقع ست ہے۔ پرماتما سے جُدا اُن کی کوئی اپنی ہستی نہیں۔ اسی طرح یہاں پر مانڈوکیہ شرتی بھی تمام کو اونکار ماتر کہتی ہوئی اس بات کو بھی سدّھ کرتی معلوم دیتی ہے۔ کہ نام یا شبد سے زیادہ اس جگت کا کچھ بھی وجود نہیں۔ کیونکہ جیسا اوپر بیان ہُوا ہے۔ "اوم" بھی تو محض ایک نام ہی ہے۔ اور جب سب کی "اوم" ماترتا کو شرتی کہتی ہے۔ تو مطلب صاف ہے۔ کہ سب کی نام سروپتا کا ہی بیان دیتی ہے یعنی نام یا شبد سے زائد اس جگت کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔

نام کی پردھانتا سے "اوم" ہی یہ سب کچھ ہے" اس پرکار اوپر اُپنشد کے پہلے منتر میں نروپن ہُوا۔ چونکہ نام اور

نامی کا ابھید ہے جیسے ہم اچھی طرح واضح کر آئے ہیں۔ اس لئے اب نامی کی پردھانتا سے بھی اسی بات کو اگلے منتر دوارہ کہتے ہیں۔ کیونکہ محض نام کی ہی پردھانتا کہنے پر اور نامی کی پردھانتا سے نہ کہے ہوئے نام کو ہی پردھانتا ہوگی۔ تب نامی گون ہو جاوے گا۔ اور یہ سدھانت کے بالکل برخلاف ہے کیونکہ نامی کر کے ہی تو نام کی مہماں ہے۔ اکیلا نام کچھ نہیں۔ اگر "ادم" یہ اکھشر برہم کا پرتیک یا آلمبن نہ ہوتا تو اس کی بھی مہماں نہ تھی۔ چونکہ ادم پد پرماتما کا پرتی ندھی ہے اور ایسا وید کہتا ہے۔ ब्रह्मणः कोशोऽसि ارتھات ہے اونکار۔ تو برہم کا کوش ہے۔

ارتھات تس برہم کا کہنے والا یعنی واچک پرنو یعنی اونکار ہے۔ तस्य वाचकः प्रणवः ایسے بھگوان پتنجلی کا یوگ سوتر بھی اس امر کی شہادت ہے۔ اس لئے برہم کا آلمبن ہونے کے سبب اس کا مہتو شاستروں میں پرسدھ ہے۔ خود بخود نہیں۔ سروپ بھوت مہماں تو نامی یعنی پرماتما کی ہی ہے۔ اس لئے جس بات کو اوپر والے منتر میں نام کی پردھانتا سے کہا ہے "کہ یہ سب ادم ماتر ہی ہے" اسے نامی کی پردھانتا سے "یہ سب برہم ہی ہے" ایسے اگلی شرتی بیان کرتی ہے

सर्वं ह्येतद्ब्रह्मायमात्मा ब्रह्म सोऽयमात्मा चतुष्पात् ॥ २ ॥

ارتھ۔ یہ سب ہی برہم ہے، یہ آتما بھی برہم ہے۔ اور وہ آتما چار پادوں یعنی انشوں والا ہے۔

بھاوارتھ۔ یہ سب ہی برہم ہے۔ ارتھات یہ سب جو اوپر پہلے منتر میں اونکار ماتر کہا گیا ہے۔ وہ سب ہی برہم ہے۔ "یہ سگن برہم اپاسنا سوتر ہے" اسی کو اور اور جگہ پر دکھش گیان کے نام سے بھی نامزد کیا گیا ہے۔ اور کئی اسے ودانت اپاسنا کے نام سے بولتے ہیں۔ مگر اسے کچھ ہی نام کیوں نہ دیا جائے۔ یہ اپاسنا چت کی شدھی اور بھگوت کرپا کی پرم سوچک ہے۔ ہر ایک جگت میں برہم بھاؤنا پرگٹ ہونے پر چت راگ دویش ہرش شوک آدی دوندوں سے مکت ہوتا ہوا اپروکھش گیان کے جسے دیدار حق بھی بولتے ہیں۔ لائق ہو جاتا ہے۔ اور مہاواکیہ یعنی اسم اعظم کی سماعت کا ادھکاری بن جاتا ہے اور جب تک اس قسم کی بھاؤنا من میں نہیں جاگتی۔ قلب صاف نہیں سمجھا جاتا۔ اور نہ ہی آتم ساکھشات کار کے قابل ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ شرتی سگن برہم کی اپاسنا کو ہی دکھاتی ہے۔

پچھلے منتر میں نام کی پردھانتا سے سب جگت کو اونکار روپ شرتی نے کہا اور اس منتر میں نامی کی پردھانتا سے سب کو برہم روپ کہا۔ اس میں شرتی بھگوتی کا یہ ہی آشے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے نام اور نامی کی ایکتا کو انوبھو کر کے پیچھے واچک واچیہ دونوں کو جو آپس میں متضاد ہیں چھوڑ کر یعنی لین کر کے ان سے ولکھشن من اور بانی سے پرے آتم برہم کو پراپت کیا جائے۔ اور چونکہ فی الفور واچیہ پد میں پرویش پانا مشکل ہے۔ اس لئے اپاسنا کے طور پر شرتی نے پہلے اونکار یعنی نام کی اپاسنا کو کہا۔ اور پیچھے تو برہم یعنی نامی کی اپاسنا کو بتلایا۔ مطلب شرتی کا یہ ہے کہ بعد میں ان ہر دو کو چھوڑ کر پرے سے پرے سوکھشم سے سوکھشم تر اپادھک اور نروشیش آتم تتو کو پراپت کیا جائے۔ چنانچہ اس کا اشارہ آگے ملے گا۔ جب سرب اپادھیوں سے رہت نرگن برہم کا نروپن ساتویں منتر میں ہوگا۔ یا جہاں ماترا رہت اونکار کو اسی اپنشد کے آخری منتر میں دکھلائیں گے۔

اب جس برہم کو اوپر پروکھش روپ سے بتلایا ہے۔ اسی کو اپروکھش اور پرتیکھش دکھلانے کے لئے "اینگ آتما برہم" یہ شرتی ہے۔ چونکہ آتما سب کے پرتیکھش ہے۔ اور برہم تو سروپ سے ہی پروکھش اور گپت ہے اگر ان دونوں

کی ایکتا کی جائے گی۔ تو سُروپ سے پروکھش برہم کا بھی اپروکھش ہوگا۔ اور ٹھیک ہے۔ کہ آتم رُوپ سے ہی جاناہؤا برہم ساکھیات ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور یہی وید کا مہاواکیہ ہے۔ جس کو اردو داں اسمِ اعظم بولتے ہیں۔ ایسے ویدوں میں چار مہاواکیہ ہیں۔ ان کی بڑائی اور بزرگی بھی اسی سبب مانی ہے۔ کہ یہ جیو اور برہم کی ایکتا کو کہتے ہیں۔ جو کہ ایک مہان وگیان ہے۔ مگر بعض لوگوں نے اِس سدھانت پر کافی اختلاف رکھا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ جیو برہم سُروپ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر نگاہ غور سے دیکھا جائے تو جیو برہم ہی ہے۔ کیونکہ برہم اپنے سبھاؤ اور نیچر سے ہی اپنے میں انش انشی بھاؤ جیسے فرق جز و کل بھی بولتے ہیں۔ نہیں رکھتا۔ اب جبکہ کسی حصّوں میں منقسم نہیں کیا جا سکتا۔ برہم سے جُدا کس طرح پر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حصّوں میں اُسی ہی چیز کو تقسیم کر سکتے ہیں۔ جس کے اجزا ہوں۔ اور جس کی شکل وصورت ہو۔ مگر برہم چونکہ نراکار اور نروئیو ہے۔ جیو اِس کا انش نہیں ہو سکتا۔ تو بھی اُسے اگر انش کیا گیا ہے۔ جیسے ममैव प्रा-शो जीवलोके یعنی لوک میں جیو میرا انش ہے ایسے بھگوت گیتا کہتی ہے۔ تو یہاں بھی اسی طرح ہی انش سمجھنا چاہیئے۔ جس طرح گھٹ کا خلا (آکاش) مہاں آکاش سے جُدا بولا جاتا ہے۔ اور ایسا کہنے ماتر ہے کیونکہ آکاش نِروئیو پدارتھ ہے اُس کے اجزا نہیں ہو سکتے۔ اور چونکہ یہ چاروں واکیہ ایک الوکک اور بڑے سدھانت کو کہتے ہیں۔ جو عام فہم نہیں ہے۔ انہیں مہاواکیہ کہا جاتا ہے۔

اِس کے آگے برہم آتما کی سرب رُوپتا کو کہنے کیلئے، "سو یہ آتما چار پادو والا ہے" اِس پرکریا کو اُٹھاتے ہیں۔ یہاں بھی آتما کے چار پاد اِس طرح نہیں سمجھنے چاہئیں جس طرح گئو کے چار پاؤں ہوتے ہیں۔ بلکہ اُس طرح ہی اِس کے چار پاد ہیں۔ جس پرکار رُوپیہ میں چار چونّی یا سیر میں چار پاؤ ہوتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ رُوپیہ سے چونّی یا سیر سے پاؤ کوئی جُدا وجود والے نہیں۔ اسی طرح جن چار پادوں کی آتما میں آگے کلپنا ہوگی۔ وہ آتما سے الگ نہیں۔ بلکہ یہ مثال بھی بالکل مکمل نہیں۔ کیونکہ مثال میں رُوپیہ یا سیر (وزن) پھر بھی شکل اور صورت رکھتے ہیں۔ اس لئے اُن میں بھی تقسیم جائز ہو سکتی ہے۔ مگر تمثیل میں آتما میں کوئی شکل وصورت نہیں۔ کیونکہ وہ بے چوں وچرا ہے۔ اس لئے اُس میں چار پادوں کی کلپنا اُسی طرح ہی سمجھنی چاہیئے۔ جس طرح چمکتے ہوئے ریگ میں آب یا آکاش میں نیلتا دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نہ ریگ میں پانی ہے۔ اور نہ ہی خلا میں نیل رنگ ہے۔ اُسی طرح آتما میں وشو، تیجس، پراگیہ اور تری یہ چار پاد بھی محض فرضی اور ادھیاروپ ماتر ہی ہیں۔ مگر شرُتی بھگوتی پھر بھی آتما کی سرب رُوپتا کے کہنے کے لئے اِس کے پاد بیان کرتی ہے۔ پرتھم پاد نروپن

जागरितस्थानो बहिष्प्रज्ञः सप्ताङ्ग एकोनविंशति मुखः –
स्थूल भुग्वैश्वानरः प्रथमः पादः ॥ ३ ॥

ارتھ۔ جاگرت اوستھا جس کا استھان ہے۔ جو باہر پدارتھوں کو پرکاش کرنے والا ہے۔ جس کے سات انگ اور اُنیس ۱۹ منہ ہیں۔ جو استھول وشیوں کا بھوگتا ہے۔ وشوانر نامی وہ پہلا پاد ہے۔

بھاؤارتھ۔ اِس پاد کے نروپن میں شرُتی نے جو اُسے جاگرت استھان والا کہا ہے۔ اُس کا مطلب ہے کہ جاگرت ہی اِس کا ابھمان ہے۔ یعنی جاگرت اوستھا کے اندر جو اِس کے سات انگ اور اُنیس ۱۹ منہ ہیں۔ اُن کے اندر ہی اُس کا "میں اور میرا" ہے۔ اور وہ سات انگ اور اُنیس منہ اُس کے یہ ہیں۔ سورگ سر ہے، سورج آنکھ ہے، ہوا

پران ہے۔ آکاش جسم کا درمیانہ حصہّ ہے۔ جل مُوتر استھان ہے۔ پرتھوی پاؤں ہیں۔ اور آگ ہی منہ ہے۔ یہ تو سات انگ ہیں۔ اسی طرح پانچ کرم اندریاں۔ پانچ گیان اندریاں۔ پانچ پران۔ من۔ بُدھی۔ چیت اور اہنکار یہ اُنیس منہ ہیں۔ یہ منہ اس لئے کہلاتے ہیں۔ کہ ان کے ذریعہ یہ وِشیوں کو بھوگتا ہے۔ چونکہ اس کے بھوگنے کی ہستی استھول ہے۔ اس لئے یہ باہر پدارتھوں کے پرکاش کرنے والا ہے۔ اور اسی لئے یہ استھول کا بھوگتا مانا گیا ہے۔ اگرچہ سات انگ جو اُوپر کہے ہیں۔ وہ جزوی آتما وِشو یعنی وِشوانر کے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ تو کلّی آتما وِراٹ کے ہی انگ ہیں۔ تو بھی شُرتی بھگوتی جزوی آتما اور کلّی آتما کے اندر کوئی تفاوت کا تصوّر نہ رکھتی ہوئی وِراٹ کے ہی اُن سات انگوں کو وِشوانر کے سات انگ کہتی ہے اور اس میں ذرا بھی شک نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہم اُوپر اچھی طرح پر واضح کر آئے ہیں۔ کہ آتما بے چُون وچرا ہے۔ اور اس میں کوئی دست و پا یا عضو یا شکل نہیں ہے۔ اور یہ جزوی اور کلّی کے تمام تعینات اُس پر مثل سراب کے ہیں۔ چونکہ کلپنا کے اندر پہلے وِشوانر کا ہی ذکر ہُوا ہے۔ اِس لئے یہ آتما کا پہلا پاد ہے۔

دُوسرا پاد نروپن

स्वप्नस्थानो ऽन्तः प्रज्ञः सप्ताङ्ग एकोन विंशति मुखः —
प्रविविक्त भुक्तैजसो द्वितीयः पादः ॥ ४ ॥

ارتھ۔ خواب ہی جس کا استھان ہے۔ جو اندر کے پدارتھوں کو پرکاش کرنے والا ہے۔ جس کے سات انگ اور اُنیس منہ ہیں۔ جو سوکھشم وِشیوں کا بھوگتا ہے۔ وہ تیجس ہے۔ اور وہ دُوسرا پاد ہے۔

بھاؤارتھ۔ اِس پاد کے پرسنگ میں شُرتی نے جو اُسے سوپن اوستھا والا کہا ہے۔ اُس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جاگرت اوستھا کے سنسکاروں سے پیدا ہُوا جو خواب اور اُس کے پدارتھ ہیں۔ اُن میں ہی اُس کا ابھمان یعنی خودی کا تصوّر ہے۔ ارتھات خواب کے اندر جو اُس کے منو کلپت سات انگ اور اُنیس منہ ہیں۔ اُن میں ہی اُس کا "میں میرا" پڑا ہُوا ہے۔ یہاں سات انگ اور اُنیس منہ جو اُوپر وِشو کے کہے ہیں۔ وہ ہی یہاں بھی جان لینے۔ محض وہاں وہ سب استھول ہیں۔ اور یہاں سوکھشم اور منومئی ہیں۔ اتنا ہی بھید ہے۔ چونکہ یہ کیول من کے ہی رچے ہوئے وِشیوں کا بھوگتا ہے۔ اسلئے شُرتی اس کو سوکھشم پدارتھوں کا بھوگتا ہے۔ ایسا نام دیتی ہے۔ اور کلپنا یا ادھیاروپ کے اندر اُس کا تذکرہ چونکہ دُوسری جگہ پر ہے۔ اس لئے یہ آتما کا دُوسرا پاد ہے۔

تیسرے پاد کا نروپن

यत्र सुप्तो न कञ्चन कामं कामयते न कञ्चन स्वप्नं पश्यति
तत्सुषुप्तम् सुषुप्तस्थान एकीभूतः प्रज्ञानघन एवानन्दमयो-
ह्यानन्द भुक् चेतो मुखः प्राज्ञस्तृतीयः पादः ॥ ५ ॥

ارتھ۔ جس اوستھا میں سویا ہُوا کسی بھوگ کی خواہش نہیں کرتا۔ اور نہ ہی کوئی خواب دیکھتا ہے۔ اُسے سُشُپتی کہتے ہیں۔ وہ سُشُپتی گہری نیند ہی جس کا استھان ہے۔ جو ایکی بھوت۔ پرگیان گھن

آنند مے۔ آنند کا بھوگتا اور چیتو مکھ ہے۔ وہ پراگیہ ہے۔ اور تیسرا پاد ہے۔

بھاؤ ارتھ۔ تیسرے پاد کے نروپن کرنے سے پہلے شرتی بھگوتی پراگیہ نام والے جیو کی اوستھا کو بیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ جس حالت میں سویا ہوا یہ آتما کسی بھی خواب کو نہیں دیکھتا۔ اور نہ ہی کچھ خواہش کرتا ہے۔ وہ ہی سکھپتی اوستھا یعنی گہری نیند ہے۔ یہاں خواب کا نشیدھ صاف طور پر موجود ہی ہے۔ اور "جہاں کچھ بھی خواہش نہیں کرتا" ان پدوں سے جاگرت یعنی بیداری کا ہی نشیدھ شرتی کرتی ہے۔ یہ ہی جان لینا۔ گویا شرتی اس جاگرت اور سوپن یعنی عالم بیداری اور عالم مثال سے جدا ہی غرق نیند کو کہتی ہے۔ اس اوستھا میں ہی اِکھمان ہونے کے سبب اس کو سکھپتی ستھان والا کہا گیا ہے۔ اگرچہ اس حالت میں جیو کا تصور "خودی یعنی اِکھمان جس طرح کہ جاگرت اور سوپن میں صاف اور پر نکھش ہوتا ہے۔ یہاں اس حالت میں نہیں ہے۔ تاہم بعد "نیند میں اگیانی تھا" میں کچھ نہیں جانتا تھا"۔ اس قسم کا جہل کے ساتھ تفرق جیو آتما کا ظاہری ہے۔ اگر جہل کے ساتھ آتما کا تفرق ہونا نہیں مانا جائے گا۔ تو "میں نے تب کچھ نہ جانا" اسے کیونکر ثابت کریں گے۔ لہٰذا یہ ماننا ہی پڑے گا۔ کہ سکھپتی کی حالت میں جہل میں ہی اس آتما کی خودی ہوتی ہے۔ اور اس سبب شرتی بھگوتی بھی اُسے سکھپتی حالت والا بیان کرتی ہے جس طرح رات کے اندھیرے میں پدارتھ چھپ جاتے ہیں۔ اسی طرح سکھپتی کی حالت میں جاگرت اور سوپن کے تمام استھول اور سوکھشم بھاؤ پدارتھ اگیان میں ڈھک جاتے ہیں۔ اس لئے شرتی بھگوتی اسے "اکی بھوت" اس نام سے پکارتی ہے۔ اس طرح جس سکھپتی کی حالت میں جاگرت اور سوپن کے تمام برتی گیان برف کی طرح گھن ہو جاتے ہیں۔ اور جس سبب کہ یہ اوستھا ایک سروپ ہی ہے۔ اس لئے شرتی بھگوتی اسے "پرگیان گھن" نام دیتی ہے۔ پھر چونکہ اس سکھپتی کی حالت میں عیریت بالکل نہیں۔ جو کہ دکھ اور مصیبت کا موجب ہو۔ نیز اس لئے بھی۔ کہ اس حالت میں من کا پھرنا نہیں ہوتا جو باعث تکلیف ہو شرتی بھگوتی اسے "آنند مے" نام سے بلاتی ہے۔ جہاں "آنند مے" سے آنند کی زیادتی ہی جاننی۔ یہ اوستھا آنند سروپ نہیں۔ کیونکہ آنے اور جانے والی ہونے کے سبب یہ بھی متھیا اور اَست ہے۔ اس میں مثال اس آدمی کی جان لو۔ جس کو تھوڑی دیر کے لئے بوجھ اترنے سے آرام پہنچتا ہے۔ اب یقین ہے کہ اسے اس وقت کے لئے اگرچہ آرام اور سکھ ہوتا ہے۔ مگر وہ مکمل آرام اور سکھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ بوجھ تو اس کا جیوں کا تیوں موجود ہے۔ ٹھیک ہے۔ اسی طرح یہ بھی ایک ویسی ہی حالت ہے جس میں یہ سکھ کو تو پاتا ہے۔ مگر وہ پرم سکھ نہیں۔ اس لئے تب وہ سکھ سروپ نہیں ہوتا۔ تاہم یہ جیو کی پرم آرام کی جگہ ہے۔ جس میں جا کر تمام تھکاوٹ کو دور کئے ہوئے نو بر نو اور تازہ ہوا پھر جاگرت اوستھا میں اُترتا ہے۔ اسی سبب برہدارنیک اپنشد پراگیہ کی اس اوستھا کو پرم آنند کہتی ہے۔

एषो ऽस्य परम आनन्दः ॥

سوپن اور جاگرت کے پھرنے کے پرتی اس اوستھا کو دوار سروپ ہونے کے سبب شرتی بھگوتی اسے "چیتو مکھ" اس نام سے یاد کرتی ہے۔ پھر چونکہ بھوت بھوشت اور ورتمان کا نیز تمام استھول اور سوکھشم پرپنچ کا گیاتا یہ ہی ہے۔ شرتی بھگوتی اسے پراگیہ کہتی ہے۔ آتما کے پاد نروپن پرکرن میں تیسری جگہ پر اس کا وچار ہوا ہے۔ لہٰذا یہ تیسرا پاد ہے۔

اس کے بعد اس پراگیہ کی ہی سرب کارنتا اور ایشور سروپتا کو بیان کرنے کے لئے چھٹے منتر کو کہتے ہیں

एष सर्वेश्वर एष सर्वज्ञः एषोऽन्तर्याम्येष योनिः सर्वस्य
प्रभवाप्ययौ हि भूतानाम् ॥ ६ ॥

انوشد۔ یہ سب کا ایشور ہے، سروگیہ ہے۔ یہ انتریامی ہے۔ اور سمپورن جیووں کی اُتپتی اور پرلے کا ستھان ہونے کے کارن یہ سب کا آدی کارن بھی ہے۔

بھاوارتھ۔ یہاں یہ تعجب نہ کرنا چاہیئے۔ کہ جیو کی اوستھا وشیش یعنی سُکھپتی میں خودی کا تصوّر رکھنے والے چیتن (پراگیہ) کی ایشور سروپتا کو شرتی کیوں اور کس لئے بیان کرتی ہے۔ کیونکہ پراگیہ اور ایشور دو نہیں۔ جن گنوں اور لکھشنوں سے شرتی نے یہاں پراگیہ نام والے جیو کو کہا ہے۔ وُہی گُن اور لکھشن ایشور کی تعریف میں آتے ہیں۔ اور غور کی نگاہ سے دیکھا بھی جائے تو پراگیہ کی عین ایشور سروپتا ہے۔ دیکھیے جس طرح ایشور تمام دُنیا کا کارن یعنی علّت ہے۔ اُسی طرح جزوی جاگرت اور سوپن کا مبدا لئے پراگیہ ہے۔ پھر جس طرح ایشور میں کوئی دکھ نہیں اُسی طرح پراگیہ بھی سُکھ رُوپ ہی ہے۔ ایشور جس پرکار ایک ہے۔ پراگیہ بھی ایک ہے۔ یہاں یہ سوال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ جس طرح جاگرت اور سوپن کے ابھمانی وشو اور تیجس جیو متعدد ہیں۔ اُسی طرح سُکھپتی میں خودی کا تصوّر رکھنے والے پراگیہ بھی متعدد ہوں گے۔ بیداری اور خواب میں تعین انیک ہونے کے سبب جیو انیک معلوم ہوتے ہیں۔ مگر عالم جہل یعنی سُکھپتی میں بھید کے دھرم کوئی نہ رہنے کے سبب پراگیہ انیک نہیں ہو سکتے۔ اور یہ سب پر ثابت ہے۔ کہ جاگرت اور سوپن کی سرشٹی سب کی اپنی اپنی ہے۔ مگر سُکھپتی میں اکیلا جہل ہونے کے سبب اور غیریت کی بُو تک بھی نہ رہنے کے باعث سُکھپتی عین واحد ہے۔ اور سُکھپتی کے ایک ہونے کی وجہ سے پراگیہ بھی ایک ہی ہے اور وُہ ایشور ہی ہے۔ اُس سے جُدا نہیں۔ اس لئے شرتی بھگوتی اس پراگیہ کو ہی ایشور کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اور یہ بالکل درست ہے۔ اس میں شک نہ کرنا چاہیئے۔

اپنے سروپ میں استھت ہوا ہی یہ پراگیہ سرو ایشور ہے۔ یعنی سب کا شاسن کرنے والا ہے، تمام کے بھیتر استھت ہوا یہ سب کا جاننے والا ہے اس لئے سروگیہ ہے۔ پرانیوں کے اندر پرویش پاکر ترنگ میں جل کی طرح پریرنا دینے والا ہے۔ اس لئے انتریامی ہے، تمام کے اُتپتی اور پرلے کا کارن بھی یہ ہے۔ اس لئے سروئونی ہے۔

چوتھا پاد نروپن

تینوں پادوں کے نروپن کے بعد اب آتما کا چوتھا پاد بھی بتلایا جاتا ہے۔ چونکہ وُہ پاد سرب شبد کی پرورتی کے نِمت سے رہت ہے۔ اس لئے شبد سے اُس کا ورنن کرنا بالکل ناممکن ہے۔ اس لئے شرتی بھگوتی سمپورن اپادھیوں کا نشیدھ کرکے تُری رُوپ آتما کے چوتھے پاد کے کہنے میں اب پرورت ہوتی ہے

नान्तः प्रज्ञं न बहिष्प्रज्ञं नोभयतः प्रज्ञं न प्रज्ञान घनं
न प्रज्ञं नाप्रज्ञम। ऽदृष्टम ऽव्यवहार्यम ग्राह्यम –
लक्षणम चिन्त्यम ऽव्यपदेश्यमेकात्म प्रत्ययसा। ७ –

प्रपञ्चोपशमं शान्तं शिवमद्वैतं चतुर्थं मन्यन्ते -
स आत्मा स विज्ञेय: ॥ ७ ॥

ارتھ۔ ودوان لوگ تُریہ کو ایسا مانتے ہیں کہ وُہ (نہ انتر پرگیا والا ہے۔ نہ باہر پرگیا والا ہے۔ نہ اندر باہر پرگیا والا ہے۔ نہ گھن پرگیا والا ہے۔ نہ ایک ہی بار سب پرگیا والا ہے۔ نہ پرگیا سے رہت ہے۔ وُہ ادرشٹ ہے۔ ویوہار کرنے اور گرہن کئے جانے کے ایوگیہ ہے۔ لکھشن سے پرے اور چنتن اور کتھن میں نہ آنے والا ہے ایک انتہ کرن کی ورتی رُوپ پرمان والا ہے۔ پرپنچ سے شونیہ شانت شِو اور ادویت تو ہے۔ وُہی آتما ہے۔ اور وہی ساکھیات کرنے کے یوگیہ ہے۔

بھاوارتھ۔ اس موقع پر یہ سوال نہ کرنا چاہئیے۔ کہ جہاں شُرتی بھگوتی اس منتر میں استھول سوکھشم اور کارن تینوں اپادھیوں کا اور اُن میں خودی کا تصور رکھنے والے تینوں وشو تیجس اور پراگیہ جیوؤں کا بھی نشیدھ کر رہی ہے تب سب کے بادھ ہو جانے پر پیچھے محض شونیہ ہی رہتا ہے۔ شونیہ کے سوائے اور کچھ نہیں جسے پرماتما یا آتما سمجھا جائے۔ اگر بیچ یہی بات ہوتی تو شُرتی بھگوتی ہرگز ہرگز اور اور جگہ پر اُسے

तत्सत्यं स आत्मा ।	یعنی وُہ ست ہے وُہ آتما ہے
अयमात्मा ब्रह्म ।	یعنی یہ آتما ہی برہم ہے
यत साक्षाद प्रोक्षात् ब्रह्म ।	یعنی جو ساکھشات اپروکھش برہم ہے
आत्मैवेदं सर्वं ।	یعنی یہ سب آتما ہی ہے
सबाह्याभ्यंतरो ह्यज: ॥	یعنی وُہ باہر اور اندر کی کلپنا سے رہت اجنما ہے

ان شبدوں سے اُسے موصوف نہ کرتی۔ اور ٹھیک ہے۔ کہ عدم یعنی شونیہ کے کہنے میں شُرتی بھگوتی کی سپھلتا بھی نہیں ہے اور ایسا کہنے سے کسی مطلب کی بھی سدھی نہیں ہوتی۔ اس لئے یہاں اگرچہ شُرتی نے سب کے نشیدھ سے ہی اس جگہ بھی باد کا نروپن کیا ہے۔ مگر یہ اُس کا اشارہ کسی امر عدمی یا شونیہ تتو کی طرف مطلق نہیں ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں کلپت اور فرضی اُپادھیوں کو جو کسی شے میں وہم کی وجہ سے عائد ہوتی ہوں۔ اگر دُور کر دیا جائے تو اُن کے دُور ہونے پر اصل شے خود بخود حاضر ہو آتی ہے۔ مثلاً اگر کسی کو رسن میں سانپ کا وہم ہوا ہو تو ظاہر ہے۔ کہ روشنی کے سبب سے موہوم سانپ کے دُور ہو جانے پر اصل شے جو رسن ہے۔ خود بخود سامنے آتی ہے۔ اس طرح شُدھ آتم تتو پر بوجہ وہم جو کلپت اور فرضی اُپادھیوں کے تعین عائد ہو رہے ہیں۔ اگر انہیں دُور کر دیا جائے تو آتما کا اصل سروپ اپروکھش ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا کرتی ہوئی ہی شُرتی بھگوتی اُس کے اصل سروپ کو اس منتر میں دکھلا رہی ہے۔ اس سے سمجھ جانو کہ یہاں شُرتی بھگوتی نے کسی امر عدمی یا امر وجودی کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ پرماتما کی اصل ذات کو جو امر وجودی سے بتلایا ہے۔ اس کے علاوہ جس طرح سیپی کے گیان ہونے پر اُس میں کلپت چاندی کے نشیدھ ہوتے چاندی سمبندھی ترشنا وغیرہ ہو جاتی ہے۔ ایسی پرماتما آتما کے ساکھشات کار ہونے پر اناتم سنسار سمبندھی تمام خواہشات مٹ جاتی ہیں۔ اس وجہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ کسی امر عدمی کے لئے یہاں شُرتی نے سب اناتم دھرموں کی نفی نہیں کی۔ بلکہ کسی ایک امر وجودی یعنی وجود رکھنے والی شے کو ہی جو اصل ذات پرماتما کی ہے۔ اور تمام نفی کی اودھی

سُروپ ہے۔ باقی رکھتا ہے۔ اور سچ ہے۔ کہ آتما کے چار پادوں کے نِروپن پرکرن میں تین پاد مائیک اور متھیا ہیں۔ اور یہ چوتھا پاد ہی امائیک اور ستیہ ہے۔ چونکہ جن جن تعینات کے عائد ہونے کی وجہ سے آتما وشو، تیجس اور پراگیہ نام والا ہوتا ہے۔ وہ تمام مایا کے ہی کاریہ ہونے کی وجہ سے مایا رُوپ ہی ہیں۔ اسلئے شرتی بھگوتی نے اُن تمام کی نفی کر کے اصل ذات جو پرماتما کی ہے۔ اُسے باقی رکھتا ہے۔ اور نفی کے طریقہ پر دکھلایا ہے۔ اس لئے یہ ہرگز خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ تمام کے نشیدھ کر دینے پر پیچھے شونیہ تو ہی رہتا ہے۔ اور یہی سُکھپتی اور سمادھی کا بھید ہے۔ سُکھپتی میں تمام استھول اور سوکھشم پرپنچ اپنے کارن اگیان میں لین ہو جاتا ہے۔ اس لئے اُس حالت کو بےخبری کی حالت یا شونیہ اوستھا بولا جا سکتا ہے۔ مگر سمادھی اوستھا میں اگیان میں لے نہ ہو کر محض گیان سُروپ پرماتما میں ہی سب کا بادھ ہو جاتا ہے۔ اسی سبب اس حالت کو شونیہ نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ عین نور اور عین سرور والی حالت ہے۔ جیسے عارفین نے تُریا یہ نام دیا ہے۔ اور یہی آتما کا شُدھ سُروپ ہے۔ جیسے شرتی بھگوتی اس طرح بیان کرتی ہے۔ اور یہ امر بھی فی الواقع جان لو کہ صاف اور پاک آتما کے سروپ کا نِروپن بھی نفی کی ریتی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے ہی وید بھگوان स एष आत्मा नेति नेति ارتھات سو یہ آتما "یہ نہیں ہے" "یہ نہیں ہے" اس طرح تمام کلپناؤں کو ہٹا کر وستو ماتر کو باقی رکھتا ہے۔ اور اسی ہی بات کو یہ اُوپر والا منتر بیان کرتا ہے۔ اب ہم ذیل میں اس منتر کے بھاؤارتھ کو کہتے ہیں۔

وہ انتر پرگیا والا نہیں۔ ایسا کہہ کر تیجس کا نشیدھ ہوا ہے۔ وہ باہر پرگیا والا نہیں۔ اس سے وشو کا نشیدھ ہوا ہے۔ وہ نہ انتر باہر پرگیا والا ہے۔ اس سے جاگرت اور سوپن کی درمیانی حالت کا نشیدھ ہوا ہے۔ وہ پرگیان گھن نہیں۔ اس سے سُکھپتی کی حالت کا نشیدھ ہوا ہے۔ وہ ایک ہی بار سب کچھ جاننے والا نہیں۔ اس سے الپشودبھاؤ کا بھی نشیدھ ہوا ہے۔ وہ پرگیا سے شونیہ ہے۔ اس سے جڑتا کا نشیدھ ہوا ہے۔ وہ ادرشیہ ہے۔ اس سے تمام گیان اندریوں کا نشیدھ ہوا ہے۔ وہ ویوہار کرنے کے یوگیہ نہیں۔ اس سے تمام سوکھشم استھول انتہکرن باہیہ کرن کا نشیدھ ہوا ہے۔ وہ اگراہیہ ہے۔ اس سے تمام کرم اندریوں کا نشیدھ ہوا ہے۔ وہ الکشن رہتا ہے۔ اس سے اُس میں سب پرمانوں کا نشیدھ ہوا ہے۔ وہ چنتن کے یوگیہ نہیں۔ اس سے انتہکرن کا نشیدھ ہوا ہے۔ اس طرح تمام انتر اور باہر یعنی انتہکرن اور باہر اندریوں دوارہ نہ گرہن کئے جانے کے سبب وہ آتم تتو شونیہ ہی ہوگا۔ یعنی تب وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ یا ہے ہی نہیں۔ اس قسم کا شک نا کسی کے من میں نہ گذرے شرتی بھگوتی اُسے سُروپ سے ہی موجود یعنی بالذات بتلانے کے لئے کہتی ہے۔ کہ تینوں اوستھاؤں یعنی جاگرت سوپن اور سُکھپتی کے اندر ایک ہی آتما ہے۔ اس پرکار جو انتہکرن کی برتی ہے۔ اُس کے دوارہ ہی وہ انوسندھان کرنے یوگیہ ہے۔ اور پرپنچ سے رہت شانت شِو اور ادویت تتو ہے۔ ان صفتوں سے اس میں تمام جگت کے دھرموں کا نشیدھ ہوا ہے۔ پہلے تین پادوں کی اپیکھشا چونکہ یہ پاد چوتھا ہے۔ اس لئے شرتی نے اس کو چوتھا کہا ہے۔ اور اسی کو آتما یعنی وہ آپ تو بھی کہتے ہیں۔ اور یہی جاننے یوگیہ ہے۔ اگرچہ سب کا اپنا آپ ہونے کے سبب اسے جاننے کی یوگتا نہیں ہو سکتی۔ تاہم جب تک اُسے آتم رُوپ سے اپروکھش نہ کیا جائے۔ تب تک وہ جاننے یوگیہ ہی ہے۔ اگرچہ بعد ساکھیات کار نہیں۔

یہاں تک آتما کے وشو، تیجس، پراگیہ اور تُریا چار پادوں کا نِروپن شرتی میں ہوا ہے۔ اس کے بعد اونکار کی اکار اُکار۔ مکار اور اردھ بندو چار ماتروں کو آتما کے چار پادوں سے ایکتا کرنے کے لئے نِروپن کرتے ہیں۔

सोऽयमात्मा अध्यक्षर मोङ्कारोऽधिमात्रं पादा मात्रा
मात्राश्च पादा अकार उकारो मकार इति ॥ ८ ॥

ارتھ۔ سویہ آتما اکھشر درشٹی سے اونکار ہے۔ اور ماتروں کو ادھیکار کر کے استھت ہے۔ پاد ہی ماترا ہیں۔
اور ماترا ہی پاد ہیں۔ اور وہ ماترا اکار، اُکار اور مکار ہیں۔

بھاؤارتھ۔ سویہ آتما ادھیکشر ہے۔ اکھشر کا آشرے لے کر جس کا نام کی پردھانتا سے ورنن کیا جائے۔ اُسے ادھیکشر بولتے ہیں۔ اس پر اگر سوال کیا جائے کہ وہ کون اکھشر ہے جس کے سبب آتما ادھیکشر بولا جاتا ہے! اس پر شرتی خود ہی کہتی ہے کہ وہ اکھشر اونکار ہے۔ مگر یہی اونکار ماترا کو آشرے کر کے ورتمان ہوا ادھی ماتر بولا جاتا ہے۔ اور وہ بھی اس لیے کہ آتما کے جو پاد ہیں۔ وہ اونکار کی ماترا ہیں۔ پھر اگر یہ بھی پوچھا جائے کہ وہ اونکار کی ماترا کون ہیں۔ اس پر شرتی بھگوتی پھر فرماتی ہے۔ کہ وہ اکار، اُکار اور مکار تین ماترا ہیں۔
اب سب سے پہلے آتما کے پرتھم پاد اور اونکار کی پہلی ماترا کی ایکتا کو شرتی کہتی ہے۔

जागरित स्थानो वैश्वानरोऽकारः प्रथमा मात्राऽऽप्तेरादिमत्त्वाद्वाप्नोति ह वै सर्वान्कामानादिश्च भवति य एवं वेद ॥ ९ ॥

ارتھ جس کا جاگرت استھان ہے۔ ایسا جو وشوانر ہے وہ ویاپتی اور پرتھمتا کے کارن اونکار کی پہلی ماترا اکار روپ ہے۔ جو اُپاسک اس پرکار جانتا ہے وہ سب کامناؤں کو پالیتا ہے اور مہان پرشوں کی گنتی میں پردھان ہوتا ہے۔

بھاؤارتھ۔ جو جاگرت میں ابھیمان رکھنے والا وشوانر ہے۔ وہ اونکار کی پہلی ماترا اکار ہے۔ کیونکہ جس طرح "وشوانر" نے تمام جگت کو پورن کیا ہوا ہے۔ اسی طرح اونکار کی پہلی ماترا اکار نے بھی تمام واکیہ جگت کو ویاپت کیا ہے۔
اس شرتی کے مطابق اکار ہی تمام واکیوں میں انوسوت اور پرویا ہوا ہے۔ अकारो वै सर्वा वाक
اس کے علاوہ جس طرح وشوانر آتما پاد گنتی کے اندر پہلا ہے اسی طرح اکار بھی اونکار کی ماترا گنتی کے اندر پہلا ہے۔ ان دونوں طرح کی سمتا کے سبب وشوانر آتما اور اکار ایک ہی ہیں۔ ایسی اُپاسک کو بھاؤنا کرنی لازم ہے۔ چنانچہ جو اُپاسک ان دونوں کی ایکتا کو جانتا ہے۔ وہ تمام خواہشات کو پالیتا ہے۔ اور مہاں پرشوں کی سبھا میں آدر پاتا ہے۔ یہاں شرتی بھگوتی نے اُپاسک کو جو پھل بتلایا ہے۔ وہ پردھان پھل نہیں بلکہ گون پھل ہے۔ پردھان پھل تو تمام استھول پرپنچ کی اکار سُرُدیتا کا بودھ ہی ہے۔ جو کہ انتہ کرن کی شدھی کا ایک جزو ہے۔ کیونکہ مکمل قلب کی شدھی تو تب ہی کہی جا سکتی ہے جس وقت تمام استھول سوکھشم اور کارن جگت کی اونکار سُرُدیتا کا اپروکش بودھ ہوتا ہے۔
اب اس کے بعد آتما کے دوسرے پاد اور اونکار کی دوسری ماترا کی ایکتا کو شرتی کہتی ہے۔

स्वप्नस्थानस्तैजस उकारो द्वितीया मात्रोत्कर्षादुभयत्वा –

द्वात्कर्षति ह वै ज्ञान सन्ततिं समानश्च भवति नास्या-
ब्रह्मवित्कुले भवति, य एवं वेद ॥ १० ॥

ارتھ: جس کا سوپن استھان ہے۔ ایسا جو تیجس ہے۔ وُہ سوکھشم ہونے کے کارن اور دونوں کے درمیان میں ٹھہرنے کے کارن اونکار کی دُوسری ماترا اُکار سُروپ ہے۔ جو اُپاسک اس پرکار جانتا ہے۔ وُہ اپنی گیان سنتان کو بڑھاتا ہے۔ سب کے پاس یکساں ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی کُل میں کوئی بھی اگیانی نہیں ہوتا۔

بھاؤ ارتھ: جو سوپن میں ابھیمان رکھنے والا تیجس ہے۔ وُہ اونکار کی دوسری ماترا اُکار ہے۔ کیونکہ جس طرح تیجس وشوا کی نسبت سوکھشم اور سرلشیٹ ہے۔ اُسی طرح اُکار بھی اکار کی نسبت سوکھشم اور سرلشیٹ ہے۔ اور یہ بالکل صاف ہے کیونکہ اونکار کے اُچارن سمے میں جس طرح اکار کی آواز پھیلتی ہے۔ اُس طرح اُکار کی نہیں پھیلتی۔ اس کے علاوہ جس طرح تیجس آتما وشوا اور پراگیہ کے درمیان میں واقع ہے۔ اُسی طرح اُکار ماترا بھی اکار اور مکار کے درمیان میں ٹھہرا ہوا ہے۔ اس سمتا کے سبب دونوں کی ایکتا ہے۔ جو اس طرح جانتا ہے۔ اُس کے گیان میں بڑھتی ہوتی ہے۔ اور وُہ سب کے پاس یکساں ہو جانے کی وجہ سے اُس کے دوست دُشمن کوئی نہیں رہتا نیز اُس کے کُل میں کوئی اگیانی نہیں ہوتا۔

آتما کا دُوسرا پاد اور اونکار کی دُوسری ماترا کی ایکتا نروپن کرنے کے بعد اب تیسرے پاد اور تیسری ماترا کی ایکتا کو شرتی بھگوتی کہتی ہے۔

सुषुप्तस्थान: प्राज्ञो मकारस्तृतीया मात्रा मितेरपीतेर्वा
मिनोति ह वा इदं सर्वमपीतिश्च भवति य एवं वेद ॥ ११ ॥

ارتھ: جس کا سُشُپتی استھان ہے۔ ایسا جو پراگیہ ہے۔ وُہ ہر دو وشوا اور تیجس کو ماپ لینے اور اپنے میں لین کر لینے کے سبب اونکار کی تیسری ماترا مکار سُروپ ہے۔ جو اُپاسک ایسا جانتا ہے۔ وُہ اس تمام جگت کو ماپ لیتا ہے۔ اور سب کا لے استھان یعنی کارن ہو جاتا ہے۔

بھاؤ ارتھ: جو سُشُپتی یعنی اگیان میں ابھیمان رکھنے والا پراگیہ ہے۔ وُہ اونکار کی تیسری ماترا مکار ہے۔ کیونکہ "ماپنے کے آلے" کی طرح یہ پراگیہ آتما وشوا اور تیجس کو وناش اور اُتپتی کال میں اپنے میں پرویش اور باہر نکالنے کے دوارہ جس طرح ماپ لیتا ہے۔ اسی طرح یہ مکار ماترا بھی اکار اور اُکار کو اونکار اُچارن سمے میں اپنے میں لین کر لیتا ہے اور باہر بھی نکال دیتا ہے۔ کیونکہ اونکار اُچارن کی سماپتی پر تو اکار اور اُکار اس میں پرویش کر جاتے ہیں۔ اور پھر دوبارہ اُچارن کئے جانے پر مانو اُس سے باہر نکل آتے ہیں۔ یہ ہی پراگیہ اور مکار کی ایکتا میں سمتا ہے۔ اس کے علاوہ جس طرح سُشُپتی یعنی گہری نیند کے آنے پر وشوا اور تیجس پراگیہ میں لین ہو کر مکار رُوپ ہوئے ایکی بھوت ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی پراگیہ اور مکار کی ایکتا میں سمانتا ہے۔ ان ہر دو کی ایکتا کو جو اُپاسک جانتا ہے۔ وُہ اس سمپورن جگت کو ماپ لیتا ہے۔ یعنی اس سنسار کا ٹھیک ٹھیک سروپ جان لیتا ہے۔ نیز تمام جگت کا کارن ہو جاتا ہے۔ یہاں ان تینوں منتروں کے آخر میں جو گون پھلوں کو شرتی نے کہا ہے۔ وُہ

پردھان پھل کی اُستتی کے لئے ہے۔ اور پردھان پھل کو تو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ کہ وہ تمام استھول سوکھشم اور کارن پرپنچ کی اونکار سُروپنیا کا اپرودھش بودھ ہی ہے۔ بس اس طریقہ پر یہی آتما کے تینوں پاد وشو تیجس اور پراگیہ اونکار کی تینوں ماترا اکار۔ اُکار اور مکار سروپ ہیں۔ اور اسی لئے یہ آتما بھی اونکار سروپ ہے اس اُپاسنا کی تعریف میں ذیل کا شلوک پرمان روپ ہو سکتا ہے۔

त्रिषु धामसु यस्तुल्यं सामान्यं वेत्ति निश्चित:।
स पूज्य: सर्व भूतानां वन्द्यश्चैव महा मुनि:॥ मा: उप: क: १-२२

ارتھ:- جو پُرش تینوں ستھانوں میں یعنی آتما کے تینوں پادوں اور اونکار کی تینوں ماتروں کے اندر مبتلائی ہوئی ایکتا اور سمتا کو نشچے پوربک جانتا ہے۔ وہ مہا منی ہے۔ سب کا پوجیہ ہے اور نمسکار کرنے یوگیہ ہے۔

اب اُپاسنا کے چوتھے استھان پر آتما کے چوتھے پاد اور اونکار کی چوتھی ماترا کی ایکتا کو شرتی کہتی ہے

अमात्रश्चतुर्थो ऽव्यवहार्य: प्रपञ्चोपशम: शिवो ऽद्वैत एवमोङ्कार
आत्मैव संविशत्यात्मनात्मानं, य एवं वेद ॥ १२ ॥

ارتھ:- ماترا رہت اونکار نِرگُن روپ آتما ہی ہے۔ وہ وِوہار کے ایوگ پرپنچ سے رہت شِو اور ادوّیت ہے اس پرکار اونکار آتما ہی ہے۔ جو اُسے اس پرکار جانتا ہے۔ وہ اپنے آپ سے اپنے آپ میں پرویش کر جاتا ہے۔

بھاوارتھ:-

جس کی ماترا نہیں ہیں۔ وہ اماترا اونکار کیول نِرگُن روپ آتما ہی ہے۔ من اور بانی کا وشے ہونے کے کارن وہ کسی پرکار کے بھی وِوہار کے یوگ نہیں ہے۔ سمپورن پرپنچ کے نشیدھ کی اودھی سروپ ہے۔ اور اتی منگل مے ادوّیت سروپ ہے۔ اس پرکار اُپاسک کرکے جانا ہوا تین ماترا والا اونکار تین پاد والا آتما ہی ہے جو اُپاسک اس طرح جان لیتا ہے۔ وہ سگُن اُپاسنا دوارہ سگن برہم بھاو پراپتی کو سدھ کرتا ہوا پیچھے شدھ بدھ مکت سبھاو نِرگُن اور پارمارتھک آتما کو اپنا ہی سروپ جان کر بیج بھاو یعنی اگیان کو بھی دگدھ کرتا ہوا مکت ہو جاتا ہے۔ اور اسے پھر جنم نہیں ہوتا جنم کا کارن کیول اگیان ہے۔ اور وہ اس کا نشٹ ہو جاتا ہے۔ نِرگُن روپ آتما اسنگ ہونے کے سبب کسی کا بھی کارن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ اس اسنگ آتما کے گیان سے کرتارتھ ہو جاتا ہے۔ جس طرح ٹھیک ٹھیک پہچان ہو جانے پر رسی میں سانپ گم ہو جاتا ہے۔ اور پھر نظر نہیں آتا۔ اس طرح پارمارتھک شدھ نِرگُن آتما کے اپرودھش ہو جانے پر استھول سوکھشم اور کارن اُپادھی والے وشو تیجس اور پراگیہ اور وراٹ ہرنیہ گربھ اور اویاکرت تمام متھیا اور اسَت نشچے ہو جاتے ہیں۔ مگر جو مدھم درجے کے ادھیکاری تیز سادھنوں میں سنلگن ہوتے درمیانی اوستھا کے جگیاسو ہوتے ہیں۔ اُن کے لئے تو وشو تیجس اور پراگیہ سروپ اکار۔ اکار اور مکار والے اونکار کی سگن اُپاسنا ہی نِرگُن برہم بھاو پراپتی کے لئے کلیان کا مارگ ہوتی ہے

اس ارتھ میں پرم گورو بھگوان گوڑپاد کے یہ چھ شلوک بیان کئے جاتے ہیں

ओङ्कारं पादशो विद्यात्पादा मात्रा न संशयः।
ओङ्कारं पादशो ज्ञात्वा न किंचिदपि चिन्तयेत्॥ १॥

ارتھ - اونکار کو ایک ایک پاد کر کے جانے۔ پاد ہی ماترا ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ اس پرکار اونکار کو آتما کے پادوں دوارہ جان کر کچھ بھی چنتن نہ کرے۔ ارتھات اس طریقے سے چت کی ایکاگرتا کو سمپادن کرے۔

युञ्जीत प्रणवे चेतः प्रणवो ब्रह्म निर्भयम्।
प्रणवे नित्य युक्तस्य न भयं विद्यते क्वचित्॥ २॥

ارتھ: چت کو اونکار میں سماہت کرے۔ اونکار نربھے برہم پد ہے۔ اونکار میں نت سماہت رہنے والے پرش کو کہیں بھی بھے نہیں ہوتا۔

प्रणवो ह्य परं ब्रह्म प्रणवश्च परः स्मृतः।
अपूर्वोऽनन्तरोऽबाह्योऽनपरः प्रणवोऽव्ययः॥ ३॥

ارتھ:- اونکار ہی پر (نرگن) برہم ہے۔ اونکار ہی اپر (سگن) برہم مانا گیا ہے۔ وہ اونکار اکارن ہے انتر باہر سے شونیہ اکاریہ اور اوناشی ہے۔

सर्वस्य प्रणवो ह्यादिर्मध्यमन्तस्तथैव च।
एवं हि प्रणवं ज्ञात्वा व्यश्नुते तदनन्तरम्॥ ४॥

ارتھ:- پرنو (اونکار) ہی سب کا آد مدھ اور انت ہے۔ پرنو (اونکار) کو اس پرکار جاننے والا اونکار میں ہی ابھید بھاؤ سے پرویش کر جاتا ہے۔

प्रणवं हीश्वरं विद्यात्सर्वस्य हृदि संस्थितम्।
सर्व व्यापि नमोङ्कारं मत्वा धीरो न शोचति॥ ५॥

ارتھ - پرنو (اونکار) کو ہی سب کے ہردے میں ٹھہرا ایشور روپ جانے۔ اس پرکار سرب ویاپی اونکار کو جان کر بدھی مان پرش شوک نہیں کرتا۔

अमात्रोऽनन्तमात्रश्च द्वैतस्योपशमः शिवः।
ओङ्कारो विदितो येन स मुनिर्नेतरो जनः॥ ६॥

جس نے ماترا سے رہت اور اننت ماترا والے اونکار کو نیز سمپورن پرپنچ کے اودھی سروپ اور منگل
روپ اونکار کو جانا ہے۔ وہی منی ہے دوسرا نہیں۔

اس طرح آچاریہ نے اوپر کے شلوکوں میں اونکار کی مہماں کو کتھن کیا ہے۔ جس میں اونکار کی پورن برہم روپتا
کا ہی بیان ہوا ہے۔ چونکہ وید میں جو جو پھل برہم پراپتی کے کہے ہیں۔ اُن اُن کا ہی نروپن پرم گورو نے اونکار کی پراپتی
میں کیا ہے۔ اس لئے وہ اونکار برہم روپ ہی ہے۔ وید کہتا ہے विद्वान विभेति कुतश्चन ارتھات برہم
کا گیاتا کسی سے بھی خوف نہیں کھاتا۔ یہاں بھی آچاریہ نے ایسی ہی بات کو دکھلایا ہے प्रणवे नित्य युक्तस्य
न भयं विद्यते क्वचित् । ارتھات اونکار میں نت سماہت رہنے والے پُرش کو کہیں بھی بھے نہیں ہوتا
پھر دوسری جگہ وید کی شرتی ہے तरति शोकमात्मवित् ارتھات آتما کا جاننے والا شوک کو پار کر
جاتا ہے۔ اور یہاں اونکار مہماں نروپن پرکرن میں آچاریہ نے सर्वव्यापिनमोङ्कारं मत्वा धीरो
न शोचति " ارتھات سرب ویاپی اونکار کو جان کر بدھی مان شوک نہیں کرتا۔ یہی بات کہی ہے۔ اسی طرح پھر
وید برہم کے سروپ نروپن پرکرن میں ایسے " अनन्तरोऽबाह्यः कृत्स्नः प्रज्ञानघन एव ارتھات وہ
اکھنڈ۔ اباہیہ۔ پرگیان گھن ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ اور یہاں اونکار نروپن پرکرن میں بھی پرم گورو نے अपूर्वो
ऽनन्तरोऽबाह्योऽनपरः प्रणवोऽव्ययः ارتھات وہ اونکار اکارن، انتر باہر سے شونیہ، اکاریہ اور
اوناشی ہے۔ ایسے کہا ہے۔ وید میں پھر ایک موقعہ پر برہم کو اُس کے سروپ کتھن پرسنگ میں प्रपञ्चोपशमं
शान्तं शिवमद्वैतं " ارتھات برہم پرپنچ سے رہت شانت اور شو ادویت تو ہے۔ ایسا کہا ہے اور
ادھر آچاریہ نے بھی " द्वैतस्योपशमः शिवः ارتھات دویت سے شونیہ اور شو روپ اونکار
ہے۔ ایسے بیان کیا ہے۔ اس قسم کی بے شمار شرتیاں اور وید واکیہ موجود ہیں۔ جن میں برہم اور اونکار کی ایکتا اور سمتا
کا ورنن ہوا ہے۔ اور ہم بالکل شروع پرسنگ میں کہہ آئے ہیں۔ کہ واچک اور واچیہ یعنی نام اور نامی کا بالکل ابھید ہے
اس پہلو کو ہی مدِنظر رکھتے ہوئے اونکار کی برہم روپ سے اُپاسنا ہوتی ہے۔ اور ہم نے بھی اس کی نہایت مختصر طریقے پر
ویاکھیا کی ہے۔ یہ ایک پُر مطلب اور ایسا وسیع مضمون ہے۔ جس کو چند اوراق میں کہنا یا لکھنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن
ہے۔ اور یہ اس قسم کا لذیذ اور مدھر ہے۔ کہ ہر ایک اُپنشد میں اس کا ذکر آیا ہے۔ بلکہ یوں سمجھو کہ ہر ایک اُپنشد کار نے اپنی
تصنیف کو بہتر بنانے کے لئے کچھ نہ کچھ اونکار کی تعریف میں بیان فرمایا ہے۔ کٹھ اُپنشد میں بھگوان یم نے نچکیتا کے پرتی
تو یہاں تک کہہ دیا ہے۔

सर्वे वेदा यत्पदमामनन्ति
तपांसि सर्वाणि च यद्वदन्ति ।
यदिच्छन्तो ब्रह्मचर्यं चरन्ति
तत्ते पदं संग्रहेण ब्रवीम्योमित्येतत् ॥ कठ उप: १-२-१५

ارتھ۔ سارے وید جس کا ورنن کرتے ہیں۔ سارے تپ جس کی پراپتی کے لئے کئے جاتے ہیں۔ تمام جگیاسو
اور سادھک جس کی خواہش رکھ کر برہمچریہ آدی سادھنوں کو پالتے ہیں۔ ہے نچکیتا اس پد کو میں

تم سے کہتا ہوں، اور وہ "پد" اوم" ہے
شریمد بھگوت گیتا کے اندر بھی بھگوان کرشن چندر نے اونکار کے جاپ اور اس کے ارتھ چنتن کے مہتو کو کہا ہے۔ اور وہ یہ شلوک ہے

ॐ इत्येकाक्षरं ब्रह्म व्याहरन्मामनुस्मरन् ।
यः प्रयाति त्यजन्देहं स याति परमां गतिम् ॥ भ: गी: ८-१३

ارتھ:- جو اپاسک "اوم" اس ایک اکشر برہم کو اچارن کرتا ہوا اور اس کے ارتھ سروپ مجھ شری کرشن کو چنتن کرتا ہوا شریر کا تیاگ کر جاتا ہے۔ وہ پرم گتی کو پراپت ہوتا ہے۔
اس کے علاوہ وہاں ہی وبھوتی پرکرن کے اندر آپکا فرمان ہے
ویدوں کے اندر میں ہی پرنو یعنی اونکار سروپ ہوں۔ प्रणवः सर्ववेदेषु ॥ ارتھات
مہرشی پتنجلی نے بھی اپنے یوگ سوتروں کے اندر तस्य वाचकः प्रणवः तज्जपस्तदर्थभावनम् ارتھات
تس پرماتما کا واچک یعنی نام پرنو یعنی اونکار ہے۔ اس کا زبان سے جاپ کرنا چاہیئے۔ اور من میں اس کی بھاونا ہونی چاہیئے۔ اس طرح بیان کیا ہے۔ مطلب ہمارا یہ ہے۔ کہ تمام جگہ اونکار کی مہمان بھری پڑی ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ یہ "اوم" منتر بھگتوں اور اپاسکوں کا گپت دھن ہے۔ جو لطف اس کے اچارن اور اس کے ارتھ چنتن میں بھگوت بھگتوں کو آتا ہے وہ بیان سے باہر ہے مگر یہ یاد رہے کہ اس کے اچارن کی بھی خاص ودھی ہے۔ اس لئے یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ اس کا اچارن غلط نہ ہو۔ اور یہ ظاہر ہے ——— کہ اگر کسی کو ادھورے یا غلط نام سے پکارا جائے۔ تو اس کی ناراضگی ہوتی ہے۔ اس لئے واجب ہے کہ اسے بھی درست اور ٹھیک آواز سے گایا جائے کیونکہ یہ بھی پرماتما کا نام ہے۔ پتلی پتلی آواز سے اسے اندر ہی اندر بھی گایا جا سکتا ہے اور کافی اونچی آواز سے بھی اگر گایا جائے تو کوئی ہرج نہیں اور یہ سب بولنے والے کی اپنی طبیعت اور روچی پر منحصر ہے۔ مگر یہ لازم ہے۔ کہ اچارن صحیح اور صاف ہو۔ جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ کہ اس کے اندر آ۔ او۔ اور م یعنی A. U. M تین ماترا ہیں۔ اچارن کرنے والے پر جائز ہے۔ کہ وہ اسے اس ترتیب سے گائے کہ آ۔ او۔ اور م یعنے A. U. M تینوں ماترا صاف صاف سنائی دیں "آ" کے اچارن سے منہ اچھی طرح کھل جانا چاہیئے "او" کے وقت منہ تھوڑی دیر کے لئے کھلا رہے۔ اور "م" کہتے وقت تو آہستہ آہستہ منہ بند ہو جائے گویا اس طرح دھیرے دھیرے اس جاپ کرنے پر اچارن میں بھی لذت آنے لگتی ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کے ارتھ چنتن میں بھی اپاسک کو سکھ ملتا رہتا ہے۔ اور جو بھاؤ ارتھ اس کا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ یا جیسے خود ہی مانڈوکیہ اپنشد نے اس قدر تھوڑے سے منتروں میں کھولا ہے۔ اسے بخوبی سمجھ کر گاتے وقت بار بار سمرن کرنا چاہیئے۔ اس طرح اوم کے گائن اور چنتن سے تھوڑی ہی دیر میں من ایکاگر ہو جاتا ہے۔ اور ایسی ہی چت کی یکسوئی کے سبب انتر آتما کا اپروکش بودھ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی کو اس کے اچارن میں کوئی رس نہ آئے اور کچھ بھی لذت محسوس نہ ہو تو قصور اس میں اس منتر کا نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ سب کچھ اچارن کرنے والے کے پریم اور شردھا پر مبنی ہے کیونکہ اگر اس منتر کی مہمان اور عظمت اس قدر مہان نہ ہوتی تو کیوں وید اس کے اچارن میں تاکید مزید کرتا۔ اور ہم

و اُپنشدوں کے اندر پاتے ہیں مگر کرموں کے آرمبھ میں بھی اس منتر کا اچارن ہوتا ہے۔ اور ہم یہاں تیتری اُپنشد کی چند شرتیاں پیش کرتے ہیں۔

ओमिति ब्रह्म। ओमितीदं सर्वम्।
ओमित्येतदनुकृतिर्ह स्म वा अप्योश्रावयेत्याश्रावयन्ति।
ओमिति सामानि गायन्ति। ओं शोमिति शस्त्राणि शंसन्ति।
ओमित्यध्वर्युः प्रतिगरं प्रतिगृणाति। ओमिति ब्रह्मा प्रसौति॥
ओमित्यग्निहोत्रमनुजानाति। ओमिति ब्राह्मणः प्रवक्ष्यन्नाह
ब्रह्मोपाप्नवानीति। ब्रह्मैवोपाप्नोति॥

तै: उप: व: १-८-१

ارتھ: "اوم" ہی برہم ہے۔ "اوم" ہی سرب روپ ہے۔ "اوم" یہ اوکرن یعنی سمتی سوچک سنکیت ہے۔ یہ پرسدھ ہے کہ یگیہ کرتانے "اوم" شراوئے "ایسا کہہ کر شروتی کرتے ہیں"۔ "اوم" "ایسا کہہ کر سام کا گان کرتے ہیں"۔ "اوم شوم" ایسا کہہ کر رچاؤں کا پاٹھ کرتے ہیں۔ ادھورئیو ہر ایک کرم کے پرتی "اوم" "ایسا اچارن کرتا ہے"۔ "اوم" ایسا کہہ کر پرہما آگیا دیتا ہے۔ "اوم" "ایسا کہہ کر اگنی ہوتر کے لئے آگیا دیتا ہے۔ وید کو پڑھنے والا برہمن "اوم" ایسا اچارن کرتا ہوا کہتا ہے "میں برہم کو پراپت کروں"۔ اس سے وہ برہم کو ہی پراپت کر لیتا ہے۔

نیز شری بھگوت گیتا کے اندر بھی اونکار کے اچارن پوروک ہی تمام لوک ویدک کریائیں پرورت ہوتی ہیں۔ ایسے دکھلایا ہے۔ چنانچہ وہ شلوک یہ ہے :-

तस्मात ॐ इत्युदाहृत्य यज्ञदान तपः क्रियाः।
प्रवर्तन्ते विधानोक्ताः सततं ब्रह्मवादिनाम् ॥ भ: गी: १७-२४

ارتھ: اس لئے اونکار کا اچارن کر کے برہم وادیوں کی تمام یگیہ دان اور تپ روپ کریا نرنتر ہی ودھی پوروک پرورت ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ اس سبب بھی اونکار منتر کی مہان مہان ہے کہ سرشٹی کے شروع میں سب سے پہلے برہما جی نے اس منتر کا اچارن کیا تھا۔ اور پھر اسی ہی منتر کو دھیان کر کے چاروں ویدوں کی رچنا ہوئی تھی۔ گویا چاروں وید "اوم" منتر کی ہی ویاکھیا سروپ ہیں۔ اس لئے جو "اونکار" کے گیت سدھانت کو جانتا ہے۔ وہ وید کا ویتا ہے۔ اور انت میں برہم بھاؤ کو پراپت کر کے برہم سروپ ہی ہو جاتا ہے۔

उद्गीत मेतत्परमं तु ब्रह्म तस्मिंस्त्रयं सुप्रतिष्ठाक्षरं च।
अत्रान्तरं ब्रह्मविदो विदित्वा लीना ब्रह्मणि तत्परा योनिमुक्ताः॥
(श्वे: उप: १-७)

ارتھ:— یہ اونکار اُدگیتھ یعنی ایک چھوٹا سا گیت ہے۔ جو کہ برہم روپ ہے۔ اس کے اندر "اچھی ریتی سے استھاپت" "آ" "او" "اور" "م" "تین اکھشر ہیں۔ اس کے تاتپریہ کو برہم ویتا جان کر جنم مرن بندھن سے رہت ہوئے پر برہم میں لین ہو جاتے ہیں۔

"اوم شم"

ماںڈوکیہ سار

برہم لین شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج

الف نمبر۱

ادم اکار اُکار ہویا تے مکار بھی اوس نوں جان پیارے
چوتھا اردھ بندو ہے سروپ اُس دا جیہڑا ست ہے سرب ادھشٹان پیارے
پہلے تین سروپ سو جان کلپت چوتھا سچد انند من مان پیارے
سوئی برہم پورن ایک اور اکرتے گوبند آتما سوئی پچھان پیارے

الف نمبر۲

ایہہ اکار سبھ وسدے جو سو سروپ اکار ہی جان پیارے
منو راج تے سوپن جو سرب بھاسے سو اکار دا روپ پچھان پیارے
مایا ادر اودیا روپ جو ہے سو مکار سروپ ہی مان پیارے
چوتھا اردھ بندو شدھ برہم آتم گوبند سوئی ہے ست ادھشٹان پیارے

الف نمبر۳

ایہہ اکار جو وسدے نے سرب بناں سنکلپ نہ جان پیارے
ایس واسطے جان سنکلپ ماتر جو کچھ دسدا ایہہ جہان پیارے
جس تھیں ہوئے سنکلپ سو جان مایا بھاؤیں اوس اودیا مان پیارے
گوبند بناں ساکھی مایا نہیں بھاسے ایس واسطے اوہی پچھان پیارے

الف نمبر۴

ایہہ اکار اُکار پاسوں جدا نہیں ایہہ بات سچ مان پیارے
ایسے واسطے سرب اکار جا نیں جدا اوس تھیں ذرا نہ جان پیارے
اتے بناں مکار اکار کچھ نہ ایسے نیئی مکار سبھ بھان پیارے
بناں برہم آتم ایہہ مکار ہے نہیں گوبند سوئی بندو ادھشٹان پیارے

الف نمبر۵

ادم اکھر منگل روپ جانو جس دا نام لیاں کلیان ہووے
چار چھ اٹھاراں دا سار ایہہ ہی جیکر ایس دا پورن بیان ہووے
سیر گن نرگن برہم دا بھید کھلے پرم ارتھ سدا جیدوں بھان ہووے
گوبند نکش اسد اجیدوں چت وچ دھارے برہم آتما و اندوں گیان ہووے

(ادم شانتی)

انسانی خدمت ایشوری پوجا ہے

از شری بھاگ مل ساہنی

ایشور پر زیادہ سے زیادہ وشواس اور اعلیٰ زندگی کا ناپ انسان کی انسان سے محبت اور پریم ہے۔ اُس انسان کا منہ ایشور کی جانب ہے جو اپنے پڑوسی اور سب کے ساتھ پریم کرتا ہے۔ مہاپُرشوں کی نظر میں خالص محبت اور پریم ہی عبادت ہے۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ دُنیا میں کام آئے انساں کے انساں

دیگر

خُدا کے بندے تو ہیں ہزاروں
بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُسکا بندہ بنوں گا جس کو
خُدا کے بندوں سے پیار ہوگا

اس تعلق میں رُوس کے مشہور ترین مہاتما کاؤنٹ ٹالسٹائی نے کیا خوب کہا ہے۔ "پرماتما کہتا ہے، اے لوگو! میں تمہارے تحائف سے ہرگز خوش نہیں ہوتا بلکہ پریم اور محبت کرتا دیکھ کر خوش ہوتا ہوں جس وقت انسانی جگت میں محبت اور پیار ہو وہی میرا مندر ہے۔" اس سلسلہ میں شری سوامی ودیکانندجی مہاراج یوں فرماتے ہیں "جس تنہا خُدا کی پرستش کرنی چاہئے وہ فقط رُوحِ انسانی ہے اور جسم اُسکا مندر ہے یوں سمجھو کہ مندروں میں تاج محل ہے اگر میں نے اسکی پرستش نہیں کی تو اور میں کس مندر میں جاکر کرونگا جس دم میں ہر ایک انسان کے سامنے ہاتھ باندھ کر عجز اور ادب سے کھڑا ہوا اور میں نے اپنی آنکھوں سے خدا کا دیدار دیکھا اُس دم مجھ پر وجد حال طاری ہو گیا، تمام بند اور زنجیریں ٹوٹ جائیں گی یعنی نجات لازوال نصیب ہوگا"۔

اس نقطۂ نگاہ کا اعادہ مہاکوی ٹیگور کے کلام میں پاتے ہیں :- "یہ منتروں کی رٹ لگانا، بھجن گانا، سمرن کے منکے گھمانا چھوڑ دے تو مندر کی تاریک خاموشی میں کس کی عبادت کرتا ہے؟ آنکھیں کھول اور دیکھ تیرا خُدا تیرے سامنے نہیں ہے وہ وہاں ہے جہاں دہقان سخت زمین اکھاڑتا ہے جہاں مزدور سڑک پر پتھر توڑتے ہیں وہاں اُن کے ساتھ دھوپ اور بارش میں رہتا ہے اور اس کا لباس گرد آلود ہے۔

اپنی پارسائی کا چولا اُتار پھینک اور اُس کی مانند تو بھی خاک آلود زمین پر اُتر آ۔ مکتی، یہ مکتی کہاں ہے؟ ہمارے مالک نے دُنیا کی پیدائش کا بندھن خوشی سے اپنے ذمہ لیا ہے وہ ہم سب کے ساتھ ہمیشہ بندھا ہُوا ہے، سادھی سے باہر نکل آ پھول اور دھوپ پرے رکھ چھوڑ کیا حرج ہے اگر تیرے کپڑے خراب اور پھٹے ہوئے ہیں تو اُس سے مل اور مشقت کا پسینہ بہاتا ہُوا اُس کے برابر کھڑا ہو جا"۔

گیتا جو رُوحانیت کا بے نظیر خزانہ ہے ارجن کو بہانہ بنا کر ہر انسان کو ہدایت کرتی ہے کہ منشیہ کی سیوا ہی ایشور کی سیوا ہے اور منشیہ سے پریم کرنا ہی ایشور سے پریم کرنا ہے۔ منشیہ کی خوشی ایشور کی خوشی ہے منشیہ کا نرادر ایشور کا نرادر ہے وہ انسان نرا دھوکے میں ہے جو ایشور سے پریم کرتا ہے اور منشیہ سے دُشمنی کرتا ہے کیونکہ منشیہ ہی ایشور پوجا کا جیتا جاگتا مندر ہے یہی شاہی راز ہم شری گورو نانک دیو جی کے کلام میں پاتے ہیں۔

"ہری مندر ایہہ شریر ہے گیان رتن پرگٹ ہوئے
من مکھ مول نہ جانئے ایہہ مانس ہری مندر ہوئے"

دیگر "ہری کا مندر تس ماہِ لعل"

منشیہ کا منشیہ سے پریم اور سیوا زندگی کا آخری
پھل ہے۔ اس سے محض ہمارا اپنا جینا ہی سپھل ہوتا ہے۔ بلکہ
سماج میں پریم اور سکھ کا سنچار ہوتا ہے۔

آجکل کویتا کا گھر گھر ادر لگی اور کوچہ کوچہ میں پاٹھ
ہوتا ہے۔ مگر زندگی کی بنیادی سچائی "منشیہ کی سیوا ہی ایشور
کی سیوا ہے" پر ہمیشہ ویچار نہیں کیا جاتا اس لئے ہمارا
قدم دیش اُنتی کرنے کی بجائے لگاتار گرتا چلا جا رہا ہے
یعنی قدم دن بدن پیچھے کو ہے آگے کو نہیں۔ چلتے پھرتے
ایشور کی گردن کشی کو سورگ کے داخلے کا یقینی ذریعہ خیال
کیا جا رہا ہے۔ دُنیا کی تاریخ انہیں خیالات کے رنگ
کے زیر اثر کئے گئے مظالم کے خون میں رنگی ہوئی ہے اور
اب بھی مختلف مقامات پر لڑائی جھگڑے اور کشت و
خون کے وحشیانہ منظر پیش ہو رہے ہیں۔

جب تمہارے دل میں سب کے لئے یکساں پریم
اور محبت ہے تبھی تم جانو کہ تمہیں ایشور سے پریم ہے کیونکہ وہ
تو کوئی خاص صورت نہیں رکھتا۔ جو انسان انسان سے بے
قید محبت کرتا ہے وہی سچے معنوں میں ایشور کا سچا پجاری
ہے ورنہ ہماری پوجا پاٹھ محض بیرونی ہے اور بھیس کے بن
ٹھن سے زیادہ قیمت نہیں رکھتا۔ سچی پوجا مندروں میں
بیٹھ کر دل کی پوجا نہیں۔ سچی پوجا کا مطلب انسان سے
بے قید محبت اور سیوا ہے بقول پنڈت جواہر لال نہرو۔
"ہمارا مذہب تو محض باورچی خانے سے ہاتھ لگانے اٹھنے
ہاتھ نہ لگانے دن رات میں کئی بار نہانے دھونے چوٹی کی
گانٹھوں، مختلف اقسام کے نشانوں۔ رسموں اور فاقہ
کشیوں سے ہی تعلق رکھتا ہے"

ایشور پوجا محض ایشور کو عقلی طور پر سمجھ لینا نہیں بلکہ
خیال جذبہ اور عمل مراد ہے۔ بقول شری کرشنا مورتی آپ کے
معائل قیاسی اور اعمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے آپ
مندروں میں تو پوجا کریں گے لیکن واپس گھر آتے ہی راستے
میں کسی سے لڑ جھگڑ کر ضرب رسید کر دیں گے۔ میرا ایک
دوست بڑی باقاعدگی اور پابندی وقت کے ساتھ پوجا
کیا کرتا ہے۔ لیکن وہ بچوں سے بگڑ کر انہیں مارنے لگ جاتا ہے
جبکہ وہ اس کی پوجا پاٹھ میں خلل انداز ہوں۔ آپ سمجھ لیجئے کہ
ان دونوں میں کونسی چیز زیادہ گہری اور پائیدار اور بڑی ہے
پوجا کرنا یا پُر محبت ہونا ہے

میرے خوش پڑھنے والو! انسانی زندگی کی شان و شوکت
محض اس بات میں نہیں کہ اس نے کس قدر عالیشان مکان بنوائے
ہیں یا کس قدر دولت جمع کی ہے یا کتنے ملکوں کو تسخیر کیا ہے
بلکہ اس بات میں نہیں ہے کہ کس قدر جانداروں میں ایک ہی
بھگوان کو جان کر انہی کے مطابق عمل کیا ہے۔ کس قدر پریم کے
پیالوں سے تمام مخلوق کو ہم نوالہ بنایا ہے کس قدر مشترکہ
بھلائی اور خوشحالی کے لئے تجاویز سوچی ہیں مار کھانے اور
بے عزتی کے معانی کے باوجود بھی کس قدر مخالفوں کی بہتری
میں مصروف رہا ہے اور کس قدر اپنے جیسا سمجھنے کے اصول پر عمل
کیا ہے۔ جو شخص تمام ساری کائنات سے روح کا رشتہ
محسوس کرتا ہے محض اس کا دل ہی پریم اور یگانگت کے
شیریں جذبات میں تڑپتا ہے نثار ہونے کا موقع ملے تو اپنے مخالف
کے لئے قربان ہو جاتا ہے ہر کس و ناکس کے ساتھ آزادیٔ پریم کرنا اس
کی زندگی کے ہر لمحہ کا معمول ہوتا ہے حقیقی پریم یگانگت کے
شیریں جذبات سے بھرپور ایک مغربی مہاتما فرماتے ہیں :-

"I do not ask the wounded person how he feels, I myself become that wound person."

(میں زخمی آدمی سے یہ سوال نہیں کرتا کہ وہ کس طرح محسوس
کرتا ہے میں خود وہی زخمی ہو جاتا ہوں) اس مہاتما کا وچار ایک
شاعر کے ان الفاظ میں موجود ہے۔

کسی کی آنکھ دیکھوں میں تو اشک آنکھوں سے جاری ہو

کسی کی بیقراری سے مجھے بھی بے قراری ہو
کسی کی جان سے بڑھ کر نہ اپنی جان پیاری ہو
دلِ دردِ آشنا کی خاصیت ہو سوزِ پروانہ
پتنگے کی طرح آئے مجھے ہنس ہنس کے مر جانا

میرے خوش پڑھنے والو! کُل کائنات کو ایک بڑا بھاری تیرتھ سمجھو اور اس میں جتنی شکلیں و صورتیں ہیں اُن سب کو مندر جانو جس میں ایشور کی جھانکی ہے۔

کیا پھرتا ہے تیرتھوں میں مارا مارا
کیا چھانتا پھرتا ہے زمانہ سارا
معبود تیرا کہاں نہیں ہے اے بہر
گھٹ گھٹ میں دیکھ اُٹھا کر دوارا

جو اس بات کو جانتا ہے۔ وہی ہر ایک کے ساتھ حقیقی پریم کر سکتا ہے۔ ہم ایشور کو ہر روپ میں دیکھ کر سب کے ساتھ یکساں پریم کرنے کی بجائے ہم اپنی زندگی کیسی قیاسی بھگوان پر قربان کر رہے ہیں۔ اس قسم کے نامکمل خیالات کے زیرِ اثر ہم ایک دوسرے کے خون میں نہانے سے کبھی آسمانی بستی یعنی بہشت کا ملنا سمجھ رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں مہاتما بُدھ نے کیا خوبصورت الفاظ بیان کیا ہے۔ اُن کے ان سچائی اور دانائی سے لبریز الفاظ کے ساتھ میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں ؎

ہے انسان کا مذہب محبت محبت
ہو دِل میں یہ آپس میں رشتۂ اُلفت

دوہے

غریبوں اناتھوں سے کر تو پیار
جو دُکھ میں ہوں اُنکی ہمیشہ لے سار
تو یہ نیک نیکی ہی سیکھ اور سکھا
کبھی عیش و عشرت سے دِل نہ لگا
تو دُکھیوں یتیموں کی امداد کر
جو ناشاد ہوں اُنکا دِل شاد کر
محبت کی بستی تو مت ہیں لب
غریبوں اناتھوں کو دُکھ سے بچا

ادم سنگھ

"تقدیر اور تدبیر کا الکسیر" قیمت صرف ایک روپیہ۔ رسالہ ادم کے دفتر سے منگوا کر لابھ

از

انوکھی پرارتھنا

شری ہری چند خوشدل ایم اے بی ٹی

۱۔ تیرے دربارِ عالی میں رسائی ہے غریبوں کی!
۲۔ دماغ و دل کے اندر ہے عجب سی کشمکش جاری
۳۔ تیرا جلوہ عیاں ہے ذرہ ذرہ پتہ پتہ سے
۴۔ تیرے در سے کبھی خالی کوئی جاتا نہیں دیکھا
۵۔ تمنا ہے تیرے زریں مکٹ کا بن کے اک ہیرا
۶۔ تیرے ماتھے کا تلک ہو کر پاؤں آنند کو یا فق
۷۔ یا پیتا مبر بنوں شندر منوہر تری کایا کا
۸۔ یا پھر تیرے گلے کے ہار کا اک پھول بن جاؤں
۹۔ گراں گذرے اگر یہ تو بنا دے گرد راہ مجھ کو
۱۰۔ ذرا سی عرض یہ خوشدل کی گر منظور ہو جائے

تو سُنتا ہے صدا ہر ایک کی سارے زمانے میں
تیری امداد کا طالب ہوں اُلجھن کے مٹانے میں
یہ طوبے تو رکھتا ہے گرانے اور اُٹھانے میں
مزا آئے گا مجھ کو خوب حالِ دل سُنانے میں
تیرے سر پر براجوں یا کوں شوبھا کل بڑھانے میں
جھکاتا ہے تجھے گوپال! گئوؤں کے چرانے میں
رہوں ساتھی تیرا ہر وقت تیرے آنے جانے میں
میں رہ جاؤں وہاں پاؤں تیری مہما کے گانے میں
بنوں فرش راہ بن جاؤں تمہارے آنے جانے میں
نہیں پھر مجھ سا خوش قسمت کوئی اس کارخانے میں

گیان گنگا

ادم کا حلقہ ست سنگ

اگر کسی جگیاسو کو وید۔ چھ شاستر۔ دس اُپنشد۔ گیتا۔ لوگ اور خاص طور پر ویدانت کی تعلیم کے متعلق کوئی مسئلہ دریپیش ہو۔ وہ اپنا سوال مختصر الفاظ میں تحریر کرکے میرے پتہ پر بھیج دیں۔ "ادم" میں اُن کا جواب شائع کر دیا جائے گا۔ میرا پتہ یہ ہے :۔ دیوان پنڈی داس چوپڑہ۔ بی۔ اے۔ پٹیل نگر ویسٹ۔ کوٹھی نمبر ۲۹۔ نئی دلی نمبر ۱۲

سوال نمبر ۱۔ رسالہ "ادم" کے دسمبر کی اشاعت میں جو تصویر ٹائیٹل صفحہ پر چھپی ہے اُس کی تشریح کر دیں۔ دھنیہ باد ہوگا۔

جواب :۔ شریمان جی۔ یہ بڑی گہری معنی تصویر ہے۔ اس میں دیوتا ادم کی اُپاسنا کر رہے ہیں۔ دراصل موجودہ زمانہ کا نظریہ ویدک دھرم کے متعلق بہت کچھ اودیا اور جہالت میں پھنس کر بے شمار غلط فہمیوں کا موجب ہو رہا ہے۔ آجکل ہر تعلیم یافتہ آدمی اور خاص طور پر موجودہ سائنس کے جاننے والے یہ کہتے ہیں۔ کہ قدرت اور قوانین قدرت ہی آخری حقیقت ہیں۔ ان کے پس پشت اور ان سے بالاتر کوئی اور ہستی نہیں ہے۔ نظام عالم ان قدرتی شکتیوں کے آسرے پر ہی قائم ہے۔ ان قدرتی شکتیوں کو ہی ویدک اصطلاح میں دیوتا کہتے ہیں۔ لیکن اُپنشدوں میں نہایت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ دیوتاؤں کا یہ گمان کہ وہ کتنے بلوان ہیں محض اُن کی خوش فہمی ہے۔ اور نہایت واضح طرز بیان سے ثابت کیا گیا ہے کہ ان میں جو طاقت ظاہر ہو رہی ہے وہ آخری حقیقت برہم کی ہی طاقت ہے۔ گویا دیوتاؤں کو بھی طاقت حاصل کرنے کے لئے ادم کا ہی آسرا لینا پڑتا ہے۔ یہ قدرت کی شکتیاں (دیوتا) بذات خود تو طاقت ور نہیں ہیں۔ وہ لوگ جو غلط سمجھ کر کہتے ہیں کہ ہندو دھرم کے تو سینکڑوں خدا ہیں وہ اس تصویر میں دیکھیں کہ اُن کے مفروضہ خدا تو خود آخری ذات (ادم) کے سامنے سرنگوں ہو کر اُس سے طاقت حاصل کرنے کی پرارتھنا کر رہے ہیں۔ جو جگیاسو اس حقیقت کی زیادہ وضاحت چاہتے ہوں وہ کین اُپنشد کا مطالعہ کریں۔ صرف اسی مضمون کی وسیع وضاحت اُس اُپنشد میں کی گئی ہے۔ دیوتا آخری حقیقت نہیں ہیں۔ اِس آخری حقیقت کے محض مظہرات ہیں۔ موجودہ زمانہ کے عام سائنسدان اور مادی تہذیب میں تعلیم یافتہ قدرت اور قدرت کے قوانین کو ہی نظام عالم کا آسرا قرار دیتے ہیں لیکن قدرت کی تمام شکتیاں آخری حقیقت (ادم) سے ہی شکتی حاصل کرنے کی متمنی ہیں۔ یہی اِس تصویر کا ماحصل ہے۔

سوال نمبر ۲۔ ہندو دھرم کے مخالف کہتے ہیں کہ ہندوؤں کے تو کروڑوں دیوی دیوتا ہیں۔ لیکن خدا تو ایک ہے۔ کیا اتنے دیوتاؤں کی پوجا کرنا کفر نہیں ہے کرپا کر کے اِس مسئلہ کی تشریح کریں۔

جواب۔ بہت ہی افسوس اور رنج کی بات ہے کہ معترض لوگ لفظ "دیوتا" اور لفظ "پوجا" کے معنی تو خود غلط سمجھتے ہیں اور ویدک سدھانت کو خواہ مخواہ

غلط قرار دیتے ہیں۔ ویدک دھرم کی خاص خوبی یہ ہے کہ اس دھرم میں ہر قسم کی کامیابی کا راستہ دکھایا گیا ہے۔ اور اُس راستہ پر چلنے کا اختیار ہر بشر کو حاصل ہے۔ دُنیاوی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ انسان قوانین قدرت کا مطالعہ کرے اور اُن سے فائدہ اُٹھائے۔ یہی کروڑوں قدرت کی شکتیاں ویدک اصطلاح میں دیوتا کہلاتی ہیں۔ لفظ دیوتا کے لفظی معنی "چمکنے والا" ہیں۔ نور ذات حقیقی (خود تو نظر نہیں آتا ہے۔ روشنی نظر نہ آنے والی شے ہے۔ صرف اُس وقت نظر آتی ہے۔ جبکہ کسی شے پر پڑ کر اُس سے منعکس ہو کر ہماری آنکھوں پر اُس چیز کو روشن کرتی ہے۔ گویا روشنی نہ آنے والی شے باقی اشیاء کو منور کرتی ہے۔ اسی طرح سے وہ ذات حقیقی (برہم) آنند کی طاقتوں سے جلوہ نما ہے۔ یہی طاقتیں اُس کی ہستی کا مظہر ہیں۔ یہ اُسی نور سے منور ہیں۔ لہٰذا دیوتا کہلاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو شخص بھی دُنیا میں کوئی ترقی کرنا چاہتا ہے اُس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ان شکتیوں کا آسرا لے۔ یہی ان دیوتاؤں کی پوجا ہے۔ لیکن جو شخص دُنیاوی ترقی کا خواہاں نہیں ہے۔ اُس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ قوانین قدرت (دیوتاؤں) کی شرن میں جاوے۔ اسی وجہ سے بھگوان کرشن بھگوت گیتا میں فرماتے ہیں۔ کہ دیوتاؤں کے بھگت دیوتاؤں کے پاس جاتے ہیں اور میرے بھگت میرے پاس آتے ہیں۔ گویا دیوتاؤں کی پوجا کرنا آخری حقیقت کی وحدت سے منکر ہونا نہیں ہے۔ ایک ہی سورج کروڑوں جوہڑوں یا پانیوں میں منعکس ہو کر ذات واحد ہی رہتا ہے۔ اسی طرح سے ایک ذات واحد ہزاروں لاکھوں قدرت کی شکتیوں (دیوتاؤں) میں ظاہر ہو کر بھی بنیادی طور پر ایک ہی رہتی ہے۔ اور یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ لفظ پوجا کے معنی عبادت کے نہیں ہیں۔ اس کے معنی تو بجا اور احترام اور عزت کے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو غلط قرار دیتے ہیں وہ خود ہی غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہیں۔

سوال نمبر ۳۔ ویدانت میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کیا آپ تشریح کر سکتے ہیں؟

جواب۔ لفظ ویدانت کے معنی ویدوں کا منتہائے مقصود ہے۔ اور مختصر لفظوں میں تو یہی ہے کہ "جگت متھیا ہے" برہم ست ہے اور جیو اور برہم اصل میں ایک ہی ہیں۔ "جگت متھیا ہے" کا مطلب یہ ہے کہ جو جگت میں دوئیت ہوتا ہے دراصل بذات خود ہست نہیں ہے بلکہ محض ہمارے من کے فعل کا انعکاس ہے۔ بنا شاہد کے مشہود کوئی ہستی نہیں رکھتا ہے ہمارے حواس خمسہ کے ردّ و عمل سے ہی یہ عالم محسوسات ہست معلوم ہوتا ہے۔ یہی اس کا متھیا پن ہے۔ اس عالم کثرت کے پس پشت جو واحد ہستی ہے اور جو ہمارے من کی پہنچ اور فہم و فراست سے بالاتر ہے وہی ناقابل معلوم ہستی برہم ہے آخری حقیقت ہے اُسی میں یہ جگت ہمارے من کے فعل سے دوئیت ہوتا ہے۔ اور ہم جو اپنی ذات میں محدودیت کا احساس رکھتے ہیں یہی ہمارا جیون ہے۔ جو کہ ہمارے اپنے من سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ اصل میں حقیقی معنوں میں ہست وہی ایک ذات ہے جو کہ ہمارے من اور اندریوں اور بدھی اور کلام کی پہنچ سے پرے ہے۔ اگر یہ حقیقت آپ کی سمجھ میں نہیں آتی ہے تو آپ کی سمجھ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اگر آپ آنکھ سے سُن نہیں سکتے یا ناک سے دیکھ نہیں سکتے ہیں۔ تو ان اندریوں کا کوئی دوش نہیں ہے۔ ایسا کرنا اُن کا قدرتی فریضہ نہیں ہے۔ وہ تو انوبھو کا وشے ہے اور جب تک سادھن چتشٹے پر یا یوگ کے یم نیموں پر عمل نہ کیا جاوے وہ احساس حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور جو وہ احساس حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ لفظوں میں اسے بیان نہیں کر سکتا ہے۔ یہ بھیکھا بات اگم کی کہن سنن میں نا تہہ
جو جانے سو نہ کہے جو کہے وہ جانے نا تہہ

پریم یوگ

از شری سوامی شِوانندجی سرسوتی

پرارتھنا

پربھو! ..... اگر آپ سورج ہیں تو میں اُس کی کرن ہوں۔ اگر آپ سمندر ہیں تو میں اُس کی لہر ہوں۔ اگر آپ ہمالیہ ہیں تو میں اُس میں سے نکلا ہوا درخت ہوں۔ اگر آپ گنگا ہیں تو میں قطرہ ہوں۔ اگر آپ گلستان ہیں تو میں پھول ہوں۔ اگر آپ بجلی کی روشنی ہیں تو میں اُس کا چراغ ہوں۔ اگر آپ سرسبز میدان ہیں تو میں گھاس ہوں۔ آپ سے پریم کر کے۔ پریتم میں امر ہو گیا ہوں۔ یم کی پھانسی کٹ گئی ہے۔ آپ کو نمسکار ہے۔

بھگوان! ـــ آپ انتریامی ہیں۔ سب کے اندر بستے ہیں۔ آپ سب جیووں کے اندر آتما ہیں۔ یہ سرشٹی آپ کے گربھ میں سے نکلتی ہے۔ آپ ہی اپنی بنائی ہوئی رچنا کے رکشک ہیں۔ آپ سب جیووں کو اُن کے کرموں کے مطابق پھل دیتے ہیں۔ اِس برہمانڈ کا منبع آپ ہیں۔ آپ سب کو موکش دینے والے ہیں۔ آپ کو ڈنڈوت پرنام ہے۔

اے تریلوکی ناتھ! ـــ جگت کے شہنشاہ۔ میں کوئی دولت نہیں چاہتا۔ میں طاقت نہیں مانگتا۔ مجھے سلطنتوں یا حکومتوں کی خواہش نہیں۔ میں موکش بھی نہیں چاہتا۔ لیکن یہ میں ضرور چاہتا ہوں۔ کہ تمام جانداروں کی تکلیفیں اور دُکھ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں۔ آپ دیا کے ساگر ہیں۔ آپ سرو شکتیمان ہیں۔ آپ یہ کر سکتے ہیں۔

اے جیوتی سروپ پرمیشور! ـ آپ ہی ایک سہارا ہیں۔ آپ رکشک ہیں۔ پیدا کرنیوالے ہیں۔ اندرونی حکمران ہیں۔ سوامی ہیں۔ آپ ہی رہنما ہیں۔ آپ ہی اگیان کے اندھیرے کو ناش کرنے والے ہیں۔ اپنے بھگتوں کے دُکھوں اور تکلیفوں کو آپ ہی دُور کرتے ہیں۔ انسانوں کے تینوں قسم کے تاپ آپ ہی ناش کرتے ہیں۔

اے پرم پوجنیہ جگدیشور! ـ آپ کو بار بار پرنام ہے۔ میں آپ کی شرن ہوں۔ مجھے بھگتی اور شدھی پردان کیجئے۔ مجھ پر ایسی کرپا کیجئے کہ میرا ادھر اُدھر بھاگنے والا شرارتی من آپ کے پوتر چرن کنول میں ہمیشہ لگا رہے۔

اوم شانتی

پریم کا راز

پریم کے راستہ پر چلنے کے لئے یونیورسٹی کی سندوں کی ضرورت نہیں۔ بی اے یا ایم اے کی ڈگریاں اس کٹھن راستہ پر چلنے میں مدد نہیں دیتیں۔ یہ راستہ ٹیڑھا ہے۔ اس کے لئے اور ہی سر و سامان کی ضرورت ہے۔ یہاں وہی چل سکتا ہے جو بالکل شانت ہے۔ جو ست اور اَست میں تمیز کر سکتا ہے۔ جسمیں نمرتا اور عاجزی ہے جسمیں شردھا بھگتی اور قوت برداشت ہے۔ اور جس نے اپنے من اور حواس کو مطیع کر لیا ہے۔ یہاں بحث مباحثہ کا کام نہیں۔ آجکل کی تعلیم انسان کو نکتہ چینی اور بحث کرنا سکھاتی ہے۔ یہ لوگ خشک باتونی پنڈت بنتے ہیں۔ اور منزل سے کوسوں دور ادھر ادھر بھٹکتے رہتے ہیں۔

پریم کے راجیہ میں جات پات۔ تفرقہ یا جسمانی چمڑے کی رنگت کی تمیز کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ ایک سچا پریمی تمام انسانوں کو یکساں تصور کئے بنا رہ نہیں سکتا۔ اس کی نظر میں ایشور کے تمام سیوک بھائی ہیں۔ رمداس چمار، نندا نائی گورا کمہار۔ رکھا کمہار۔ چوکھ میلا سب سے نیچ جاتی کا مہار۔ اور کبیر جولاہا۔ یہ سب بہت بڑے بھگت ہوئے ہیں۔ وہ بھگوان کو بہت پیارے تھے۔ جب من کی اندرونی آنکھ کھلتی ہے۔ جب پرانی ایشوری امرت میں اشنان کرتا ہے۔ جب وہ سب جگہ ایک ایشور ہی دیکھتا ہے۔ جب اسے برہمانڈ کے ذرہ ذرہ میں سوائے ست چت۔ آنند بھگوان کے اور کچھ نظر نہیں آتا پھر جات پات کا بھید یا اونچ نیچ کا خیال کہاں ٹھہر سکتا ہے۔ یہ دنیاوی آدمیوں کی گندگی سے آلودہ چمڑے کی آنکھ ہے۔ جو یہ فرضی تفرقات دیکھتی ہے۔

ایشور روپی شمع کے سب پروانے برابر ہوتے ہیں، انہیں بلا لحاظ ذات۔ فرقہ یا رنگت اکٹھے کھانا پینا چاہیئے اگر سچ مچ روحانی ترقی کے لئے دل میں تڑپ ہے۔ اور پرماتما کے پریم کے جھنڈے کو من میں لہرانا چاہتے ہو۔ تو اونچ نیچ کا خیال چھوڑنا پڑے گا۔ تمام تفرقات جلا دو۔ اور ہر جگہ صرف ایشور کو ہی دیکھو۔ سب کے ساتھ مل جاؤ۔ ہر فرد بشر کے ساتھ اچھی طرح سے ملنے جلنے سے بالکل گریز نہ کرو۔ انکی باتوں کو سنو اور برداشت کرو یکشا بھاؤ دھارن کرو۔ ایک نظر سے سب کو دیکھو۔ تب شدھ پریم من میں پیدا ہوگا۔

اگر ایک شودر بھگوان کا بھگت ہے۔ تو وہ اصلی برہمن ہے۔ اگر ایک برہمن میں بھگتی نہیں۔ اور وہ اپنی زندگی کھانے پینے اور سونے ہی میں گزارتا ہے۔ تو وہ شودر ہے۔ بھائی تم کسی آدمی کی ذات، رتبہ۔ دھن۔ دولت وغیرہ کے لئے اس سے سوال کیوں کرتے ہو۔ اگر وہ ایشور کا بھگت ہے۔ تو وہ اسے بہت پیارا ہے۔ وہ ترلوکی میں سب سے اچھا آدمی ہے۔ تمام دیوتا اس کی پوجا کرتے ہیں۔

سینا ذات کا نائی تھا۔ لیکن وہ ایک اونچے پایہ کا سنت اور مہاتما تھا۔ وہ بڑے وسیع خیالات کے وشنو پرچارک شری رامانند جی کا چیلا تھا۔ ایشور کی نظر میں تمام انسان سفید یا سیاہ برابر ہیں۔ ایک پورے پریمی کی نگاہ میں بھی یہ بھید نہیں رہتے۔ یہ کہنا بہت مشکل ہے۔ کہ کب اور کس پر بھگوان کی کرپا ہوگی۔ غریب اور عاجز لوگ ایشور کو بہت پیارے ہیں۔ دولت مند اور مغرور لوگ ایشور سے بہت دور ہوتے ہیں۔ انہیں اپنی دولت کا نشہ ہے۔ اپنے دنیاوی رتبہ کا گھمنڈ ہے۔ یا اپنی علمیت کا ناز ہوتا ہے۔ ہر انسان اپنا جیون بھگوان کے ارپن کر کے روحانی بلندیوں پر پرواز کر سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ بالکل سچے دل سے مکمل طور سے اپنے آپ کو پربھو کے چرنوں میں گرانا ہوگا۔ پریم کے راستہ میں کامیابی حاصل کرنے کا یہی راز ہے۔ جب تک من کے اندرونی

گوشوں میں پریم اور بھگتی کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے نہ لگے۔ کیسی انوبھوی پورن مہاتما کے ساتھ رابطہ قائم رکھنا ضروری ہے۔ تب ہی دنیاوی خصلت بدلے گی۔ اور پرانے برے سنسکار پورے طور سے ناش ہوں گے۔

ایشور ہر جگہ موجود ہے۔ جل میں تھل میں۔ ہوا میں آکاش میں۔ غرضیکہ ذرے ذرے میں سمایا ہوا ہے ہر شے کے اندر میرا رام موجود ہے۔ بلکہ سوائے رام کے اور کوئی چیز یہاں ہے ہی نہیں۔ میں جدھر دیکھتا ہوں۔ رام ہی رام ہے وہ سدا آنند میں کھیلتا ہے۔ تمام دنیا اس کی لیلا ہے۔ کھلے ہوئے پھول ہیں۔ اونچے اونچے درختوں میں اور لامحدود آسمان میں مجھے رام ہی نظر آتا ہے۔ دیوار میں ستونوں میں۔ کاغذ میں۔ قلم میں۔ سیاہی میں رام موجود ہے۔ یہ سنسار رام سے ہی بھرپور ہے۔ میں اس کی بے مثال شان کو کیسے بیان کر سکتا ہوں۔ ایسے میرے رام کو بار بار پرنام ہے۔ ڈنڈوت پرنام۔

پریم کا پیغام

ایشوری پریم سچا اور شدھ پریم ہے۔ ایک مخلص بھگت کے دل کی تہ میں سے پریم اور بھگتی کا فوارہ خود بخود نکلتا ہے دنیا میں صرف ایک ہی سار وستو ہے۔ اور وہ پریم یا عشق ہے۔ یہ لامحدود۔ لازوال اور امر چیز ہے جسمانی محبت تو موہ یا دھوکا یا جوش ہے تمام سنسار کی محبت ہی اصل میں ایشور کی محبت ہے۔ ایشور پریم ہے اور پریم ایشور ہے۔ وشو پریم یا تمام دنیا کی محبت کے راستہ میں خود غرضی۔ لالچ۔ خودی۔ غرور، اہنکار اور نفرت بڑی رکاوٹیں ہیں۔ یہ من کو سکیڑتے اور تنگ بناتے ہیں۔ اپنے من میں وشو پریم بڑھانا۔ ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہیئے۔ یہ آہستہ آہستہ پیدا ہوتا ہے نشکام سیوا مہاتماؤں کا ست سنگ۔ پراتھنا اور گورو منتر کا جاپ وغیرہ اس کے معاون ہیں۔ جب خود غرضی کے سبب ہمارا من تنگ ہوتا ہے۔ تو ہم شروع میں اپنی بیوی۔ بچوں اور چند ایک دوستوں اور رشتہ داروں سے ہی پریم کرتے ہیں۔ جب من ذرا فراخ ہوتا ہے۔ تو ہم اپنے ضلع کے لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔ اور پھر اپنے صوبہ کے لوگوں کی محبت ہمارے دلمیں جگہ کر لیتی ہے۔ رفتہ رفتہ ہمارا دل اور زیادہ فراخ ہوتا ہے۔ اور ہم اپنے سارے ملک کے لوگوں سے محبت کرنے لگتے ہیں اور آخر کار مختلف ممالک کے لوگوں کے لئے بھی ہمارے دل میں اتنا ہی پریم پیدا ہونے لگتا ہے۔ جتنا اپنے ہموطنوں کے لئے۔ اس کے بعد تمام سنسار کے لئے ہمارے دل میں پریم کی لہریں موجزن ہونے لگتی ہیں، یہی وشو پریم ہے۔ اب تمام رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں۔ من انتہائی درجہ تک پھیل جاتا ہے

وشو پریم کہہ لینا بہت آسان ہے۔ لیکن جب تم اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے از حد مشکل پاؤ گے۔ ہر قسم کے تنگ خیالات راستہ میں آ پڑتے ہیں۔ بہت سے پرانے اور غلط سنسکار جو اپنے غلطیوں سے پیدا کئے ہیں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ لیکن اگر سنجیدگی سے ان کو دور کرنے کی کوشش کی جاوے تو یہ رکاوٹیں آسانی سے دور ہو جاتی ہیں۔ اس کے لئے لوہے جیسی سخت قوت ارادی صبر، شانتی۔ استقلال اور وچار کی ضرورت ہے۔ پیارے دوست اگر تم سچے ہو۔ تو تمہارے اوپر ضرور ایشور کی کرپا ہوگی۔

وشو پریم کی آخری منزل وہ ادویت، ایکتا ہے۔ جس کی تعریف رشیوں نے اپنشدوں میں کی ہے سچا پریم ہی

انسان کا دماغی توازن ٹھیک کرتا ہے۔ یہ حاصل کر کے انسان تمام جیوؤں کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ میراں بائی گورنگ پربھو۔ تکارام۔ رام داس۔ حافظ اور کبیر نے اس پریم کا مزا چکھا ہے۔ یہ چاشنی جس کے منہ لگی ہے۔ اُس کے دل میں سے اپنے اور پرائے کی تمیز اور مایا کی پیدا ہوئی خود غرضی برف کی طرح پگھل جاتی ہے۔ صرف پریم کی حکومت قائم ہوتی ہے۔ لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو سچ مچ ایشور یا پریم کے متعلق ٹھیک واقفیت حاصل کرنے کے مشتاق ہیں ہمارے منہ پر تو یہ سوال زیادہ رہتے ہیں۔ "تمہارا کتنا روپیہ امپریل بینک میں جمع ہے۔ میرے برخلاف فلاں بات کس نے کہی۔ تم جانتے ہو میں کون ہوں۔ تمہاری بیوی اور بچوں کا کیا حال ہے" وغیرہ وغیرہ کیا کبھی یہ بھی پوچھا ہے۔ کہ میں کون ہوں۔ یہ سنسار کیا ہے۔ آزادی یا نجات کیا ہے۔ قید کیا چیز ہے۔ میں کہاں سے آیا ہوں۔ ایشور کیا ہے اُس کے گن کیا ہیں۔ ہمارا ایشور سے کیا سنبندھ ہے۔ موکش کیسے حاصل ہو سکتی ہے"۔ پیارے بھائیو۔ تم سے کتنوں نے اپنے آپ سے یا کسی اور سے اس قسم کے سوال کئے ہیں۔

ست سنگ کرنے۔ سادھو مہاتماؤں اور بھگت جنوں کے بچن سننے سے ہی پریم کا پودا ہمارے من میں جڑ پکڑتا ہے۔ سادھوؤں کے پاس ایشور کے متعلق ہی بات چیت ہوتی ہے۔ جسے سن کر من میں اور کانوں میں رس پیدا ہوتا ہے۔ سادھوؤں کی سنگت سے ہی بڑے بڑے پاپی اور ڈاکو اپنی گناہ آلود زندگی کو چھوڑ کر بڑے رشی اور مہاتما بن گئے۔ اسلئے دوستو تم بھی کمر ہمت باندھو۔ خوب کوشش کرو۔ ہاتھ پاؤں مارتے رہو۔ خودی خود غرضی اہنکار اور نفرت کو۔ کچل ڈالو۔ سیوا کرو۔ پریم کرو۔ دان کرو۔ دیا کرو۔ اندریوں کو بس میں رکھو۔ کسی کی سیوا کرنے کے عوض اُس سے شکریہ کی خواہش نہ کرو۔ نہ ہی نیک کام کر کے اپنی تعریف اور شہرت کی امید رکھو۔ سب کچھ بھگوان کے چرن کمل میں رکھ دو۔ صرف پریم کی خاطر پریم کرو۔ اور کام کی خاطر کام کرو۔

سچے وشنو بنو۔ جس گھاس کے اوپر پاؤں رکھ کر چلتے ہو اُس سے بھی زیادہ عاجز بنو۔ درخت سے بھی زیادہ قوت برداشت پیدا کرو۔ دوسروں سے عزت حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ لیکن دوسروں کی عزت کرو۔ بھگوان کا نام ہمیشہ گاؤ۔ تمام انسان اور جیو ایشور کا روپ ہیں۔ اس لئے سب کی سیوا کرو۔ اسی سے تمہیں بھگوان کے درشن ہونگے۔ یہی تمہیں امرتا اور پورن شانتی دے گا۔

پریم کے پھول

پریم سب پھولوں سے زیادہ خوبصورت پھول ہے۔ یہ بہت قیمتی اور کمیاب پھول ہے۔ باغوں اور باغیچوں میں یہ نہیں ملے گا۔ اسے دیکھنا چاہو تو کسی بھگت کا دل ٹٹولو۔ یہ بھگوان کے چرنوں کی بھینی روپہلی کا پھول ہے۔ اس کے ایک ذرہ بھر بھی کشش بیان کرنے کی قدرت نہیں۔ جب دل میں سچی اور قدرتی تڑپ ایشور کے لئے پیدا ہوتی ہے۔ تو یہ پھول اُگے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جس طرح مچھلی پانی کے بغیر نہیں رہ سکتی جس طرح سورج مکھی کا پھول سورج کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جس طرح ایک استری اپنے پتی کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح ایک بھگت ایک سیکنڈ کے لئے بھی ایشور کی موجودگی محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

پریم امرت ہے۔ یہ آزادی دلاتا ہے۔ اور جنم مرن کے سنسارک چکر کو ختم کرتا ہے۔ یہ پریمی کو پوری تسلی بخشتا ہے۔

ایشور ستیہ ہے۔ ایشور پریم ہے۔ ایشور تمام روشنیوں کی روشنی ہے۔ ایشور شانتی ہے۔ ایشور مجسم آنند اور گیان ہے۔ ایشور لا انتہا خوبصورتی ہے۔ نیتہ سکھ اور پرم شانتی ایشور میں ہی مل سکتے ہیں۔ ایک لڑکے نے اپنے ہم جماعت ودیارتھی سے کہا۔ "دیکھو اگر تم مجھے بتا سکو کہ ایشور کہاں ہے۔ تو میں تمہیں ایک روپیہ دوں گا۔" دوسرے لڑکے نے جواب دیا۔ "بھائی میں تمہیں دس روپیہ دوں گا۔ اگر تم یہ بتا سکو کہ ایشور کہاں نہیں ہے۔"

ایشور اس برہمانڈ کا مالک ہے۔ لیکن وہ آنکھوں سے اوجھل ہے۔ نظر نہیں آتا۔ وہ ان تمام چیزوں کے اندر چھپا ہوا ہے۔ وہ ان کے اندر رہنے والا ست یا عطر ہے۔ گیتا میں لکھا ہے۔

ایشور ا سرو بھوتا نام ہرد دیشے ارجن تشٹھتی

بھرامین سرو بھوتانی نیترا روڑانی مائیا

مطلب:- ایک روشن اور منور ہستی ہر جاندار میں پنہاں ہے۔ سروویاپک ہے۔ سب جیووں کا انتر آتما ہے سب کے کرموں کو دیکھتا ہے۔ سب جانداروں کے اندر بستا ہے۔ ساکشی ہے۔ شدھ چیتن سروپ اور نرگن ہے۔ اسی طرح کٹھ اپنشد میں لکھا ہے۔ کہ یہ آتما یا ایشور سب جیووں کے اندر چھپا ہوا ہے۔ ایک تیز یا شدھ بدھی والا شخص ہی اسے دیکھ سکتا ہے۔

جس طرح بیجوں میں تیل۔ دودھ میں مکھن۔ دماغ میں من۔ لکڑی میں آگ۔ پانی میں کھانڈ یا نمک۔ پھول میں خوشبو۔ گراموفون ریکارڈ میں آواز۔ خون میں کیڑے۔ تاروں میں بجلی اور بادلوں میں سورج چھپے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ایشور سب چیزوں میں چھپا ہوا ہے۔ جس طرح ہیضہ، بخار اور تپ دق کے جرم خوردبین کے ذریعہ دیکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایشور کو بھی گیان چکشو یا عقل کی آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے جو کہ ارجن کو بھگوان کرشن اور وید ویاس کی کرپا سے عطا ہوئی تھی۔

پریم کے نشان

انسان کے من کی حالت اُس کے چہرے سے ظاہر ہو جایا کرتی ہے۔ چہرہ ایک اچھا خاصہ نوٹس بورڈ ہے جس کے اوپر دماغ کے اندرونی کارخانہ کے حالات ٹھیک طور پر نمودار ہوتے ہیں۔ اور من میں اُٹھتی ہوئی ترنگیں۔ خوشی و غم۔ نفرت و غصہ۔ پریم وغیرہ کا عکس کھنچ جاتا ہے۔ ہمارا شریر دراصل ہمارے من کی پیداوار ہے۔ ہمارے من نے اسے اپنا کام لینے کے لئے اپنے مطابق بنایا ہے۔ اس لئے ہمارا شریر بھی من کی اندرونی حالت کے مطابق حرکات یا اقدام کرتا ہے۔ آنکھیں ہی حالت سب کچھ بتا دیتی ہے۔ آنکھوں میں بھی زبان ہوتی ہے

جب ایک آدمی دوسرے آدمی سے بات چیت کرتا ہے۔ تو اُس کے گفتگو کرنے کا طریقہ۔ چہرے اور اشارات وغیرہ سے پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ اُس کے تعلقات دوسرے آدمی سے کس قسم کے ہیں۔ اسی طرح جب کسی آدمی کے سامنے ایشور سمبندھی گفتگو کی جاوے۔ تو اُس وقت اُس کی جو حالت ہوتی ہے۔ اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ اُس کے اندر پریم بھگتی اور من کی شدھی کس قدر ہے۔ یہ آٹھ قسم کے نشانات ہیں۔ مثلاً۔ آنسو بہانا۔ رونگٹے کھڑے ہو جانا۔ بدن کا کانپنا۔ چلانا۔ ہنسنا۔ پسینہ آجانا۔ بیہوشی اور بغل دکھنا

جب گورو نانک صاحب اوائل عمر میں اپنی دکان میں روپیہ گن رہے تھے۔ نو۔ دس۔ گیارہ۔ بارہ گنتے ہوئے تیرہ تک پہنچے۔ جب "تیرہ" زبان سے نکلا۔ تو حالت ہی بدل گئی۔ تیرا۔ تیرا۔ تیرا ہی کرتے رہے۔ اس سے آگے نہ بڑھ سکے۔ "تیرا۔ میں تیرا۔ پربھو میں تیرا" کہتے ہوئے گھر بار چھوڑ دیا۔ اور بھگوان کے ہی ہو گئے۔

بھگوان بھگت کے بس میں

نرگن برہم نے اپنے بھگتوں کے شدھ دھیان کی خاطر سگن اور ساکار برہم کا روپ دھارن کیا ہے بھگوان پہلے پہل اپنے بھگتوں کی بہت آزمائش کرتے ہیں۔ انہیں بہت سخت مشکلوں اور تکلیفوں میں رکھتے ہیں پھر وہ سچ مچ بھگتوں کے بس میں ہو جاتے ہیں بھگوان کرشن کہتے ہیں۔ میں اپنے بس میں نہیں ہوں۔ میں تو بالکل بھگتوں کے تابع میں ہوں۔ انہوں نے میرے من پر قبضہ کر لیا ہے۔ جب انہوں نے میری خاطر سب کچھ تیاگ دیا ہے۔ تو میں ان کو کب چھوڑ سکتا ہوں۔

بھگوان دیا اور پریم سے بھرپور ہیں۔ اسی لئے انہیں دیا ساگر کہتے ہیں۔ گنگا اور جمنا کے پانی کی مانند انکی دیا بہتی ہے کوئی لوگ بیان کیا کرتے ہیں۔ کہ بھگوان نے اپنے تئیں اپنے بھگتوں کے پاس بیچ دیا ہے۔ وہ دنیا کی نظروں میں بیحد تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ تاکہ ان کے بھگتوں کا دکھ دور ہو۔ بھرگو نے انکی چھاتی میں ٹھوکر لگا کر جو زخم کیا تھا۔ اس کے نشان کو وہ بطور زیور اپنے جسم پر دھارن کرتے ہیں۔ اپنے بھگتوں کی کھوپریاں مالا کے طور پر اپنے گلے میں پہنتے ہیں۔ اپنے بھگتوں کے پاؤں کی خاک کا تلک اپنے ماتھے پر کرتے ہیں۔

بھگوان نے پرہلاد سے ان الفاظ میں معافی مانگی تھی۔

میرے عزیز! تیری عمر چھوٹی ہے۔ اور تیرا بدن بہت نازک ہے۔ وہ تیرے ظالم باپ کے ظلموں کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ ایسے ظلم میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ اس لئے اگر مجھے تیری مدد کیلئے آنے میں دیر لگی ہو تو معاف کرنا۔

گج راج کی سہائتا کے لئے اپنا چکر پکڑ کر مگرمچھ کو مارنے کیلئے دوڑے آئے۔ اسی طرح ہمیشہ اپنے بھگتوں کی رکشا کرتے آئے ہیں۔ ابھی حال ہی کا واقعہ ہے کہ ایک دھیانے کے روپ کالگی بھگوان رام کی پوجا میں بہت مشغول تھے۔ اور انکو سکول میں جا کر سرکاری معائنہ کا کام کرنا تھا۔ وہ بھول گئے۔ تو بھگوان نے خود انکا روپ دھارن کیا۔ اور سکولوں کے انسپکٹر بن کر رجسٹر میں دستخط کر آئے۔ اسی طرح جب پنجاب میں ایک سپاہی بھگت اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر سنکیرتن میں چلا گیا تو بھگوان رام نے خود سپاہی بن کر پہرہ دیا۔ دکن میں ضلع تنجور کے ترویار مقام کے رہنے والے مشہور راگی بھگت شری تیاگ راج کی پالکی بھگوان نے اپنے کندھوں پر اٹھائی۔

سب جانتے ہیں۔ کہ جب جٹایو مرتے وقت شری رام کی گود میں لیٹا ہوا تھا۔ تو راون کے پنجے سے سیتا جی کو چھڑانے کی کوشش میں جو زخم ہوئے تھے۔ ان کی مرہم پٹی [illegible] نے اپنے ہاتھ سے کی۔ اپنے بالوں سے اس کے بدن کو پونچھا۔ بھگوان کے دل میں اپنے [illegible] کے لئے از حد پریم ہے۔

جب لڑکے نامدیو نے بھگوان کرشن کی مورتی کو بھوگ لگایا۔ تو بھگوان کو انسانی روپ اختیار کر کے بھوجن کو کھانا ہی پڑا۔ مہابھارت کے میدان جنگ میں ارجن کا رتھ بھگوان کو چلانا پڑا۔ دروپدی کی پکار سن کر اسکی رکشا کیلئے دوارکا سے بھاگے

جب میراں بائی نے دریا میں کودنے کیلئے چھلانگ لگانی چاہی تو بھگوان کرشن اُسکے آگے کھڑے ہوگئے اور اُس کو اپنی گود میں لے لیا۔ اندھے بلوا منگل کو لکڑی سے پکڑ کر برندابن تک چھوڑ کر آئے۔ جب اُنکا نائی بھگت بیمار ہوگیا تو راجہ کی سیوا کا کام اپنے کندھوں پر لیا۔ نائی کی غیر حاضری میں راجہ کے پاؤں دبانے پڑے۔ نرسی مہتہ کی لڑکی کی شادی کا انتظام خود کیا۔ نرسی کے بیٹا کے شرادھ کیلئے گھی لاتے۔ اور نرسی کی انسری کی گالیوں کو آرام سے سُنتے رہے۔

اپنے بھگت داما کا قرضہ ادا کرنے کے لئے نواب کے پاس رُوپیہ لے جانے کیواسطے خدمتگار کا کام کیا۔ پنڈہار پور میں اپنے بھگت کے لئے کنواں کھودا غرض کونسا کام ہے جو بھگوان اپنے بھگتوں کیلئے نہیں کرتے آئے۔

بھگوان بڑے دیالو ہیں۔ جب اُن کی کرپا کا خیال کرتا ہُوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں خاموش اور گُونگا بن جاتا ہُوں۔ اے پریم مجھے سچ مچ اُن ناستکوں، مادہ پرستوں اور سوشلسٹوں پر جو ایشور کو نہیں مانتے۔ بہت رحم آتا ہے بھگوان اُنہیں ٹھیک سمجھ دیں۔ اور اُنکا کلیان کریں۔ عقل تب ہی مدد دے سکتی ہے۔ جب ٹھیک راستہ پر استعمال کی جاوے۔ اور اگر بُرے خیالات اور بُرے سنسکاروں سے بھر جاوے۔ تو یہی عقل پھر جاتی ہے اور رکاوٹ ثابت ہوتی ہے۔ اب میں ایک شبد عملی ساد ھنوں کے متعلق عرض کروں گا۔ شاستروں کا تو انت ہی نہیں ہے وِدّیا پڑھتے جاییئے کبھی ختم ہی نہیں ہوگی۔ گیان حاصل کرنے کیلئے بہت کچھ ہے۔ وقت تھوڑا ہے اور رکاوٹیں بہت ہیں۔ اسلئے ہر ایک چیز کا عطر گرہن کرنے کی کوشش کریں جس طرح کہ ہنس دُودھ پی لیتا ہے اور اُس کا پانی چھوڑ دیتا ہے۔

امرت کی سنتان جاگو۔ اپنی آنکھیں کھولو۔ اصلی عطر یعنی ایشور کو ڈھونڈو۔ سنسار کی تکلیفیں اور دُکھوں کو یاد رکھو موت کو یاد رکھو۔ مہاتماؤں کو یاد کرو۔ ایشور کو یاد کرو۔ اُس کا نام گاؤ۔

ہرے کرشن ہرے کرشن۔ کرشن کرشن۔ ہرے ہرے

بھگتی پیدا کرو۔ بھاگوتوں کی سیوا کرو۔ ایشور کی موجودگی ہر جگہ محسوس کرو۔ اسی جنم میں۔ بلکہ اسی سیکنڈ میں بھگوان کرشن کے درشن کرو۔ ایک شاندار بھگت اور جیون مکت ہو اور آنند اور شانتی کی کرنیں چاروں طرف پھیلاؤ

دوستو! یاد رکھو۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے امر منتر۔ اپنے آنند اور جیون کی راحت۔ برندابن کے بنسی والے کو نہ بھُولو۔ اُس کا منتر ہمیشہ دُہراؤ۔ "ادم نمو بھگوتے واسدیو آئے"

بھگوان کرشن کی کرپا آپ سب پر ہو۔

روحانی ڈائری

ایک روحانی ڈائری بناؤ۔ اُس ڈائری میں لکھتے جاؤ۔ کہ تم کتنی دفعہ دوسروں پر ناراض ہوئے۔ اور اُن کا دل دُکھی کیا۔ یہ بہت ضروری ہے اگر تمہیں سچ مچ غصہ آتا ہے۔ یا اوروں کو تکلیف دینے میں آنند آتا ہے تو اپنے آپکو سزا دو۔ شام کو بھوجن نہ کرو۔ جاپ زیادہ کرو۔ اپنی ڈائری میں لکھو "میں دن میں دو مرتبہ انسان میں ایشور کو دیکھنا بھُول گیا"! اگر دو سال تک ایسا کرو گے تو بلاشبہ بہت شانتی حاصل کرو گے۔ تمہاری آتما بہت بلوان ہو جاوے گی۔ اور قوتِ ارادی بہت مضبوط ہو جاوے گی۔ بہت سی تکلیفیں، دُکھ اور دماغی فکر ختم ہو جائیں گے۔ پریم بڑھے گا۔ تم بالکل بدل جاؤ گے۔ یقیناً تم دیوتا بن جاؤ گے۔ پیارے دوستو کیا تم اُسی دن سے جب تم یہ سطور پڑھو

یعنی آج سے ہی ایسا عمل شروع کر دو گے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ ڈائری کے ورق اُلٹو۔ اگر تم ہر روز بیس غلطیاں کرتے ہو تو تم چھ مہینہ کے بعد صرف پانچ کرو گے۔ اور ایک وقت وہ آئے گا کہ تم ایک دن میں ایک بھی غلطی نہیں کرو گے۔ بینجمن فرینکلن اسی قسم کی ڈائری رکھا کرتا تھا۔

اگر تم ایک مچھلی کو پانی سے باہر نکال کر کنارے پر رکھ دو۔ وہ از حد تکلیف کے ساتھ پھڑپھڑانے لگے گی۔ وہ پانی میں دوبارہ داخل ہونے کے لئے تڑپے گی۔ اگر ایک لڑکے کو گندگا کے ٹھنڈے پانی میں تھوڑی دیر کے لئے رکھو تو وہ بہت گھبرائے گا۔ وہ روئے گا۔ اور پانی سے باہر نکلنے کے لئے چلائے گا۔ اگر کسی آدمی کے مکان کو آگ لگ جاوے تو وہ فوراً فائر بریگیڈ کے دفتر میں دوڑے گا۔ اور آگ بجھانے کیلئے فوری قدم اُٹھائے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے دل میں ایشور پراپتی کے لئے وہی پیاس۔ وہی تڑپ۔ وہی اشتیاق اور سنجیدگی ہے۔ جو مچھلی کو پانی میں جانے کے لئے لڑکے کو پانی سے باہر نکلنے کے لئے اور اُس شخص کو جس کا مکان جل رہا ہے آگ بجھانے کے لئے ہے۔ تو وہ ایک سیکنڈ میں ہی ایشور پراپتی کرے گا۔ اس میں ذرا بھر بھی شبہ نہیں۔ اس لئے اے بھگت جنو۔ اپنے سادھنوں میں بہت سنجیدگی سے لگے رہو۔ بھگوان کے چرن کمل میں ابھی دوڑ جاؤ۔ جو لوگ پریم کے مارگ پر چلنے میں ڈھیلے ڈھالے ہیں انہوں نے یہ دنیا بھی کھو دی ہے۔ اور ایشور کو بھی کھو دیا ہے۔ وہ ہوا میں سر نیچے کئے لٹک رہے ہیں۔ بدنصیب شخص ہیں۔ ان کی حالت واقعی قابل رحم ہے۔

اگر سیکنڈ کے چھٹے حصہ کے لئے بھی یا جتنی دیر آنکھ کو بند کرنے اور کھولنے میں لگتی ہے تمہارا من بھگوان کے چرن کمل سے دُور نہیں بھاگتا۔ گویا کہ تمہارا پریم ہر وقت تیل کی دھارا کی مانند رہتا ہے۔ تو ترلوکی کی دولت تمہارے قدموں پر پڑی ہو گی۔ بھگوان اس قسم کا وعدہ یقیناً دیتے ہیں۔ وہ ایسے بھگت کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں۔ جہاں بھی وہ جاتا ہے۔

من ایسا شدھ بھیو جیسے نرمل نیر
پاچھے پاچھے ہری پھریں کہت کبیر کبیر

ایسے پریمی کی خاک پا کو سر پہ لگاتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ایشور پریم یا بھگتی آخری عمر میں جب آدمی گھر کا کاروبار چھوڑ دے۔ یا ملازمت سے پنشن لے لیوے۔ کرنا چاہیئے۔ یہ کتنی بڑی غلطی ہے۔ کیا اس بات کی کوئی گارنٹی ہے۔ کہ تم اتنی عمر تک زندہ رہو گے کیا ایشور نے تمہیں اس قسم کی دستاویز دی ہوئی ہے۔ اس وقت دھوپ نکلی ہوئی ہے۔ اپنے کپڑے سکھا لو پتہ نہیں کب برسات شروع ہو جاوے۔ اس وقت ہوا چل رہی ہے جو کام لینا ہے۔ اُس سے ابھی لے لو۔ وہ ہمیشہ نہیں چلتی رہے گی۔ جوانی کی عمر میں ہی روحانی بیج بولو۔ بڑھاپے میں تمہارے اندر سادھن کرنے کی طاقت نہیں رہے گی۔

گیان کیا ہے۔ جس طرح تم کپڑے میں دھاگہ۔ برتنوں میں مٹی۔ زیور میں سونا۔ ہتھیاروں میں لوہا۔ میز کرسی میں لکڑی دیکھتے ہو۔ اسی طرح آتما یا ایشور کو تمام جاندار وں کے اندر دیکھنا اور محسوس کرنا کہ ایشور تمہارے اور سب کے دلوں میں رہتا ہے "واسودیو سروم اتی" یہ گیان ہے۔ جب پریم پک جاتا ہے۔ تو یہ گیان پیدا کرتا ہے۔ گیان اُس حالت میں خود بخود ہی آ جاتا ہے۔ پریم بیج بیا ماتا ہے اور گیان پھل یا بیٹا ہے۔

آخیر میں اُمرت کی سنتان۔ اپنے مرکز کو نہ بھولو۔ ایودھیا کے دھنش دھاری بھگوان رام کو نہ بھولو۔ وہ تمہارا لافانی دولت ہے۔ راحت ہے۔ آنند ہے۔ اُس کی شرن لو۔

پریم کے موتی

پریم کے مارگ کا ہر ایک مسافر شروع میں گھبراہٹ۔ مایوسی اور نا اُمیدی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اِس کو دُور کرنے کے لئے وویک، وِچار۔ پرارتھنا اور ہری نام کا کِیرتن کرنا ضروری ہیں۔ یہ گھبراہٹ صرف چلتے ہوئے بادل کی طرح ہے یونہی ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ذرا محتاط رہو۔ یہ حالت خود ہی جاتی رہے گی۔

عارضی جوش کو پریم سمجھنے میں غلطی نہ کرو۔ جب کبھی گھبراہٹ محسوس کرو۔ تو علیحدہ اپنے کمرے میں بیٹھ کر بھگوان کا نام گاؤ۔ تاکہ دِل پگھل جاوے۔ خاموشی سے گاؤ۔ اُونچے گانے کی ضرورت نہیں۔ یہ گھبراہٹ کو دُور کرنے کا آسان طریقہ ہے۔ زور سے اُونچے اُونچے رونا اچھا نہیں۔ یہ کمزوری ہے۔ جب کبھی دھیان کی حالت میں ایشوری پریم کی تھرتھراہٹ محسوس کرو۔ جو رُک نہ سکے۔ تو اِس پریم کے موتیوں کو آنکھوں سے آہستہ آہستہ ٹپکنے دو۔

ایکانت میں جب تمہارا من بھگوان سے مِلا ہوا ہو۔ تو پریم کے قیمتی آنسو بہاؤ۔ اوروں کے سامنے نہ رود جس وقت جدائی کی آگ سے دِل پگھلتا ہے۔ اور پریم کا سمندر من میں ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔ تو یہ آنکھوں کے راستہ قیمتی موتی بن کر ٹپکتا ہے۔ بعض لوگوں کو رونے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اور یُونہی اُن کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگ پڑتے ہیں اِس کا پریم سے کوئی سمبندھ نہیں ہوتا۔

بعض لوگ بھگت ہونے کا بہانہ کرتے ہیں۔ اور جھوٹے آنسو بہاتے ہیں۔ تاکہ اُن کے ہمسایہ خیال کریں۔ کہ وُہ بڑا بھگت ہے۔ اور ہمدردی کے طور پر اُس کے ہمسایہ بھی رونے لگ پڑتے ہیں۔ اِس قسم کے رونے والے لوگوں کے گروہ کا نظارہ سنکیرتن میں عموماً دیکھنے میں آتا ہے۔ لیکن اِن لوگوں کے دِلوں کی تہ میں بھگتی کا اثر بھی نہیں ہوتا ایشور کا پریم بہت قیمتی نعمت ہے۔ کسی مرد یا عورت کے پریم یا بھگتی کو دیکھنے کے لئے رونا ہی ایک معیار نہیں۔ اِس لیئے ایک مصنوعی بھگت کے مگرمچھ کے آنسوؤں کو کبھی ایشوری پریم کے اصلی موتی نہ سمجھو۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص بیرونی طور پر نہ روئے لیکن وُہ ایک سچا خاموش پریمی ہو۔

اپنے من کے کواڑ کھولو۔ پریم کی بجلی کی چمک من میں اُٹھنے دو۔ پریم کے تیر کو اپنے اندر تک چلا جانے دو۔ من کو پریم کے راگ سے بھر دو۔ اپنے آتما کو پرم آتما سے مِلا دو۔ دِل کے کمل کو کھلنے دو۔ تاکہ اِس کی بھینی بھینی ایشوری خوشبو ہوا کو معطر کر دے۔ اپنے من کی تاروں سے ایشوری پریم کی تان نکالو۔ پریم کے آنسوؤں سے رُخسار تر ہونے دو۔ تاکہ تمہارا روم روم پریم کے وجد میں آجاوے۔

بھگوان دیا کے سمندر ہیں۔ وُہ اپنے بھگتوں سے لاانتہا پریم کرتے ہیں۔ وُہ تیت پاون ہیں۔ پاپیوں کو شدھ کرتے ہیں اُنہوں نے اجامل اور پنگلا ویشیا کے لیے بھی اپنے بازو پھیلا دیئے تھے۔ جنگ میں ارجن کا رتھ ہانکا۔ دروپدی اور گجیندر کی رکشا کے لئے دوڑے۔ ترلوکی کا مالک ہوتے ہوئے بھی وُہ اپنے بھگتوں کے غلام ہیں۔ ایسے پربھو سے پریم کرو من کی بکھری ہوئی کرنوں کو یکسُو کرو۔ بھگوان کے نام کا جاپ کرو۔ تمہارے آنند کی کوئی حد نہیں رہے گی بھگوان تمہارے من میں ہی رہیں گے۔

بھگوان نارائن تمہیں اپنی گود میں لے لیں اور ایشوری پریم اور پرمانند کے پوتر جل میں تمہیں اشنان کرائیں۔ اوم شانتی

پریمی کا جیون

از - کوی لوکناتھ دِل

ادبھت ہے پریمی کا جیون

اُر میں اگنی نینوں میں گھن
جیُوں جیُوں یاد آ جائے ساجن
سُلگے جوالا برسے ساون
ادبھت ہے پریمی کا جیون

نین برستے تب اُٹھتا من
ورشا رِتو میں جل جاتا تن
دُکھ سے میٹھی سُکھ سے اَن بن
ادبھت ہے پریمی کا جیون

کانٹوں میں تُل جائے جوبن
مر مر کر پائے جیون دھن
یہ ہے پگلے کا پاگل پن
ادبھت ہے پریمی کا جیون

ادبھت ہے پریمی کا جیون

مُکتی مانے پریم کا بندھن
اَور اَمرت گھٹ ناگوں کے پھن
آنند سمجھے پنتھ کی اُلجھن
ادبھت ہے پریمی کا جیون

بے سُدھ ہو کر کر لے چنتن
آہیں بھرتے بھرتے سُمرن
پلکیں مُوند کے پا لے درشن
ادبھت ہے پریمی کا جیون

پیا کی ٹھوکر سمجھے پاون
پیا کے پنتھ کی دُھولی چندن
پیا کی پد رج اُتم انجن
ادبھت ہے پریمی کا جیون

ادبھت ہے پریمی کا جیون
پیا کا گام کہے برندابن!
پیا کا دھام کہے اتی پاون
پیا کا نام کہے من موہن
ادبھت ہے پریمی کا جیون

پریم شکتی یعنی محبت کے کرشمے

از جناب حکیم ریلداس جی مضطر شفاخانہ کلید صحت

پہلا نظارہ

پتاجی۔ یہ آپ کا خیال خام ہے۔ آپ ہرگز ہرگز ایشور نہیں ہیں۔ البتہ تمام منشوں کی طرح آپ بھی ایشور کی انش یعنی ایشور کے امرت پتر ضرور ہیں۔ آپ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ آج تک جو جو منش اگیان (خودی) کے بس ہو کر ایشوری دعوے کرنے آئے ہیں۔ اُن کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا ہے۔ گو میں آپ کا پتر ہوں۔ آپ (پتا) کو اُپدیش دینا مجھے یوگیہ نہیں ہے۔ لیکن دھرم شاستروں میں لکھا ہے۔ کہ انسان عمر دولت اور جسم کے لحاظ سے نہیں بلکہ علم اور عمل کے لحاظ سے ہی بڑا مانا جاتا ہے۔ اس لئے میں آپکو اُپدیش نہیں کرتا۔ بلکہ بینتی کرتا ہوں۔ کہ آپ ایشوری دعوے چھوڑ دیجئے۔ اور سچے دل سے بھگوان کا نام لیجئے۔ آپکو یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ آج تک جو جو دُکھ آپ نے مجھے دئیے ہیں۔ ایشور کی دیا سے وہ دُکھ تو مجھے محسوس بھی نہیں ہوئے۔ بلکہ اگر سچ پوچھئے تو ... ان مصیبتوں میں مجھے اپنے پریتم کی جھلکیں نظر آتی رہیں۔ اسلئے میں دوبارہ دست بستہ بینتی کرتا ہوں۔ کہ آپ اپنے ہردیہ سے اگیان کو مٹا دیجئے۔ اور آپ خود اور مجھے اور اپنی رعایا کو اُس سروویاپک پرماتما کے بھجن کرنے کی آگیا دیجئے۔

بدزبان۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔ خبردار۔ اگر پھر میرے سامنے اُس (ایشور) کا نام لیا۔ تو منہ سے زبان نکلوا لونگا۔ کولہو میں پسوا ڈالوں گا۔ ٹکڑے ٹکڑے کروا ڈالوں گا ... جلاد وا ادھر آؤ۔ جلدی کرو۔ اس لوہے کے کھمب کو آگ سے لال انگارہ کر دو۔ اور اس نابکار کو لوہے کی زنجیروں سے جکڑ کر اس کھمب سے باندھ دو۔ تب میں دیکھوں۔ کہ کہاں ہے۔ اس کا رکھشک جس کو یہ بار بار یاد کرتا ہے

مجھ میں تجھ میں کھڑگ کھمب میں جاں دیکھوں تاں رام ہی رام
مورکھ پتا سمجھ نہیں تجھ کو سکل وستو میں رام ہی رام ؎

مجھ کو ڈرایا جا رہا ہے۔ کس سے ؟ کھمب سے۔ آہا۔ مجھ کو تو اس میں پیارے رام کا نور ہی نور نظر آ رہا ہے۔ میرے

رام روپ جلا دو۔ آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود ہی نظم کو چمٹ جاتا ہوں۔ دیکھئے میرا رام کس طرح میری رکھشا کرتا ہے۔

کرشمۂ محبت

یہ کہتے کہتے پرم بھگت پرہلاد نے نظم کو گلے سے لگالیا۔ نظم ٹھنڈا ہوگیا۔ پریم روپ (پرماتما) نے نرسنگھ روپ دھارن کرکے بھگت کی رکھشا کی اور ہرناکشپ کو بیکنٹھ دھام پہونچایا۔

دوسرا نظارہ

پیارے کرشن۔ تیرا نام تو دین بندھو ہے۔ انترجامی ہے۔ بھگت رکھشک ہے۔ کیا تم نے آج اپنے نام تبدیل کر دئیے ہیں۔ جو میری امداد کو نہیں آتے۔ اگر تم دین بندھو ہو تو اس وقت مجھ سا دین اور کون ہوگا۔ اگر تم انترجامی ہو تو اس وقت میرے اندر کی پکار کیوں نہیں سنتے۔ اگر تمہارا نام بھگت رکھشک ہے تو اس وقت میری رکھشا کیوں نہیں کرتے۔ پرنتو! اس وقت صرف تو ہی ہے۔ جو میری رکھشا کرسکتا ہے۔ میرے پانچ بہادر رکھشک دھرم کی زنجیر میں جکڑے بیٹھے ایک دوسرے کا منہ تک رہے ہیں۔ اور دشٹ لوگ اپنی من مانی آرزو پوری کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ پیارے! میں کتنی دیر سے تم کو پکار رہی ہوں۔ کیا آج آپکے ہردے سے میرا پریم نکل گیا ہے؟ کیا میں آپکی بھگتنی نہیں ہوں؟ نہیں نہیں یہ میرا وہم ہے۔ آپ مجھکو ہرگز ہرگز نہیں بھول سکتے۔ آپ کے نہ آنے میں بھی کوئی راز کی بات ہوگی۔ جس کو میں کم عقل نہیں سمجھ سکتی۔ اچھا اگر تیری یہی مرضی ہے۔ تو میری بھی یہی مرضی ہے۔ لیکن میرے کرشن! یاد رکھنا کہ اس میں مجھ سے زیادہ بدنامی تمہاری ہوگی۔ پھر کوئی بھی تمہارا نام نہ لے گا۔ اور نہ ہی بھگتی کرے گا۔ پیارے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ میری بے عزتی میں تیرے ہاتھ کیا آئے گا۔ الٹا تیری رسوائی ہوگی۔ لوگ طعنہ زنی کریں گے کہینگے واہ۔ کرشن تو خود غرض ہے۔ اپنی دھنوں میں مست رہتا ہے۔ کسی کی پکار تو سنتا ہی نہیں۔۔۔ زیادہ کیا کہوں۔ تو جان

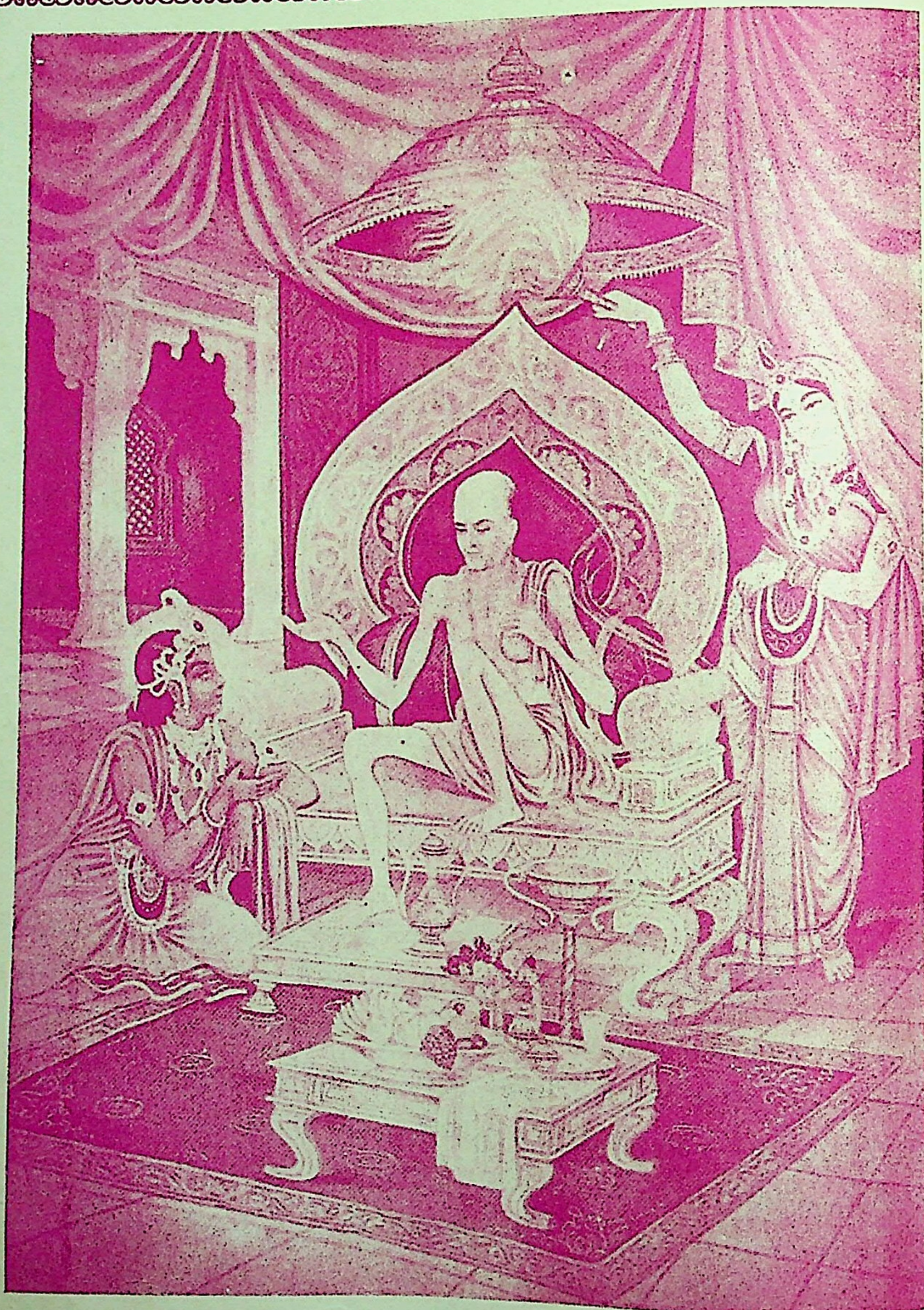
یہی دیکھا کہ یہی تھی۔ کون؟ راج درو پدی کی تیری۔ ویر ارجن کی دہرم پتنی درو پدی۔ کہ اتنے میں دوشاسن نے ساڑھی کو پکڑ کر کھینچنا شروع کیا۔ ادھر تو درو پدی کا دل بیٹھ گیا۔ اور ادھر پریم اوتار (کرشن) کے پریم کا سمندر موجزن ہوا۔ پھر کیا ہوا؟ ؎

"دس ہزار گج بل گھٹیو گھٹیو نہ دو گز چیر"

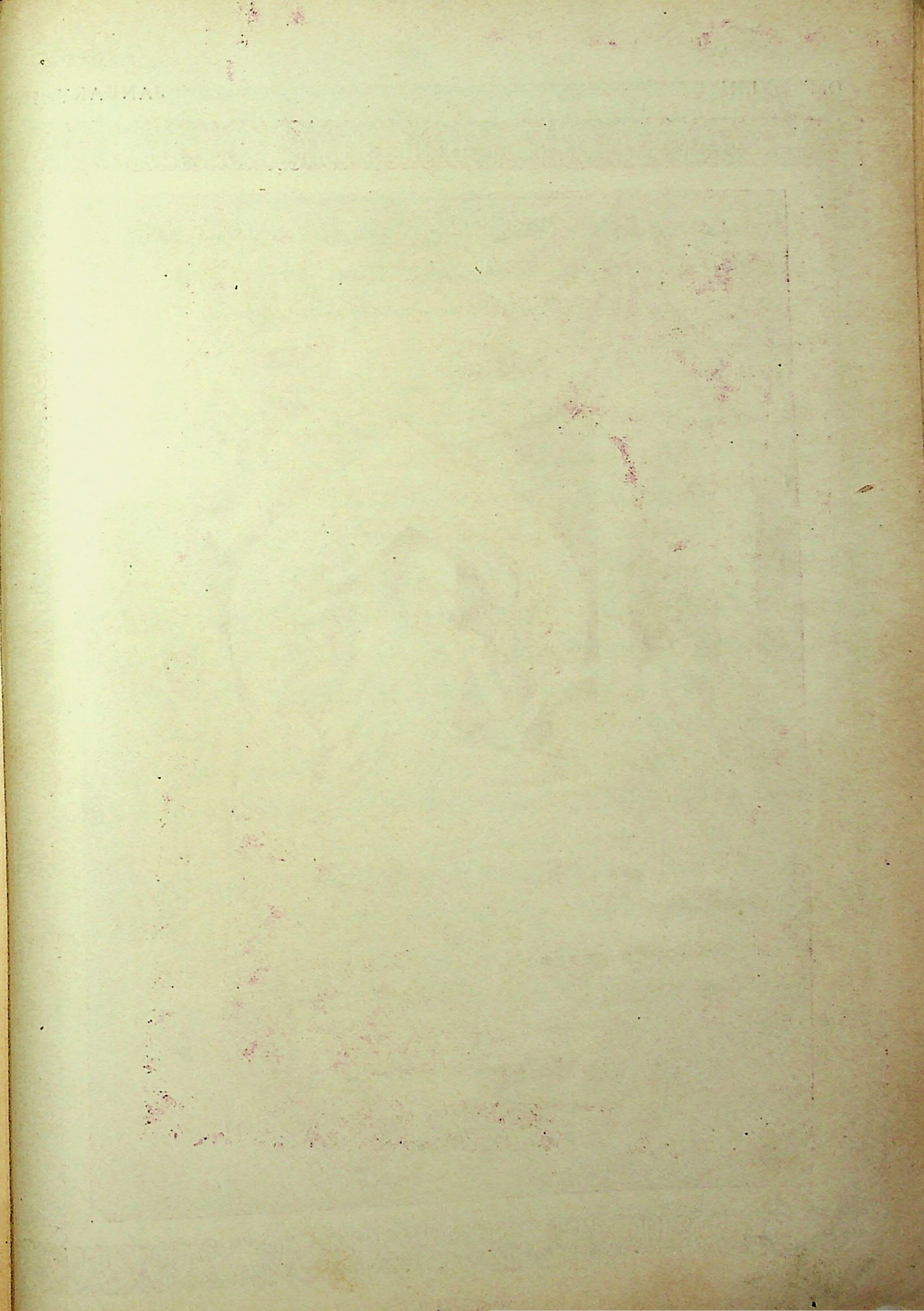
یعنی دس ہزار ہاتھی کا بل رکھنے والا دوشاسن تو ساڑھی اتارتے اتارتے تھک گیا۔ مگر درو پدی کی دو گز ساڑھی ختم ہونے میں نہ آئی۔

تیسرا نظارہ

پرماتما آخر تو تم استری جاتی ہی ہو۔ تم کو کیا خبر کہ مانگنے میں کتنی شرمساری ہوتی ہے۔ مانگنے سے مرنا بہتر ہے۔ مجھے دوارکا جانا ہے۔ الٹا سفر کی تکلیف ہوگی۔ اور یہ تو اس شری کرشن کے سنمکھ بھی انکار کر دے گا۔ اگر میں کبھی نہ



भगत सुदामा



کسی طرح وہاں پہونچ بھی جاؤں۔ تو وہاں مجھ غریب کو کون پہچانے گا۔ کہاں شاہ اور کہاں گدا۔ کہاں آفتاب اور کہاں ذرہ نا چیز۔ بادشاہ لوگ بادشاہوں کی ہی قدر کرتے ہیں۔ مجھے تو وہاں بجائے بھیک کے دھکے ملیں گے۔

پران ناتھ مجھے سخت تعجب ہو رہا ہے کہ آج آپ اپنے ہنشی منتر کے متعلق ایسی بے وشواسی ظاہر کر رہے ہیں۔ ایسا تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ آپ وہاں جائیں۔ اور آپ کی قدر نہ ہو۔ میرا من تو یہ کہتا ہے۔ کہ آپکی وہاں قدر ہوگی۔ اور قدر بھی ایسی کہ جس کو سنکر دنیا حیران ہو جاوے گی۔ اگر وہ آپ جیسے غریب کے ساتھ بے پرواہی سے پیش آوینگے۔ تو پھر اُن کو غریب نواز کون کہے گا۔ پھر تو وہ امیر نواز ہی کہے جاویں گے۔ اُن کا نام دین بندھو ہے۔ دین دیال ہے۔ چونکہ آپ دین ہیں اس لئے وہ آپ ہی کے بندھو نہیں گے۔ آپ دین پر ہی اُنکی دیا لتا ہوگی۔ کیونکہ دیالتا کی ضرورت ہی دین کو ہوتی ہے۔ میری آپ سے دست بستہ ونتی ہے۔ کہ آپ ضرور اُن کے پاس جائیے۔ اور میری طرف سے یہ بھینٹ بھی لے جائیے۔

میں بھی کیسا نادان ہوں۔ کہ کم عقل استری کی باتوں میں آکر مانگنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ اور لوبھ کے بس ہو کر انکی طرف چل پڑا۔ دھکار ہے اس لوبھ پر۔ کہ اپنے پیٹ کی خاطر اپنے منتر سے کھانے کو مانگوں۔ نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا میں مر جاؤں گا۔ مگر اپنے دوست سے کچھ نہ مانگوں گا۔ . . . . آگیا میرے منتر کا محل آگیا۔ یہاں شاہی محلات ہیں مجھ غریب کو کون پہچانے گا۔ افسوس میں نے آنے میں سخت غلطی کی۔ اب محل کے اندر جانے سے تو واپس چلنا ہی بہتر ہے مگر نہیں واپس بھی نہیں۔ یہاں دروازہ پر ہی بیٹھ جاتا ہوں۔ جب باہر نکلیں گے۔ اور نہیں درشن تو ہو جائیں گے

پریہ۔ جلدی کرو۔ میرا منتر آگیا ہے۔ میں اُن کو لینے جاتا ہوں۔ تم جلدی آرتی کا سامان تیار کرو —— کیوں منتر۔ باہر کیوں بیٹھے ہو۔ کیا مجھ پر ناراض ہو؟ کیا تمہیں اندر آنے میں شرم آتی ہے؟ کچھ بولو تو سہی اور یہ بھی تو بتاؤ۔ کہ میری بھابی صاحبہ تو راضی خوشی ہیں۔ بھائی صاحب سچ کہتے ہیں بھابی آئی بھائی بھگئے۔ جب سے تم نے شادی کی ہے پھر سے درشن بھی نہیں دیتے۔ آج بہت ہی کرپا کی۔ کہ اپنے منتر کو بہت دنوں کے بعد یاد کیا —— آؤ منتر۔ آؤ اندر چلو۔ یہ سب کچھ تمہارا ہی تو ہے اور میں بھی تمہارا ہی ہوں . . . . پریہ۔ تم بھی ادھر آ دیئے اور آرتی کا سامان لاؤ۔ میں اپنے منتر کی آرتی اتاروں . . . . منتر۔ اب تو بتاؤ۔ کہ میری بھابی جی نے میرے لئے کیا تحفہ بھیجا ہے۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ اُس نے ضرور کوئی انمول تحفہ (بھینٹ) میرے لئے بھیجی ہوگی جسے تم ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ مگر میں بھی کب چھوڑنے والا ہوں۔ تم تو میری بچپن کی عادات سے بخوبی واقف ہو۔ کہ جس کام کو چاہا۔ پورا کر کے چھوڑا۔ دیکھو۔ تم وہ تحفہ بغل میں چھپا رہے ہو۔ مگر میں نہیں کب چھپانے دوں گا۔ ادھر لاؤ۔ جلدی کرو۔ کہ میرا دل اس تحفہ کے لئے بے چین ہو رہا ہے . . . . آہا ہا۔ ایسا لطف۔ ایسا ذائقہ۔ پریہ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ آج تک میں نے جو جو انیک پدارتھ تیرے ہاتھ سے بنے ہوئے کھائے ہیں۔ ایسی لذت کسی کھانے میں بھی نہیں آئی۔ اس تحفہ میں کچھ اور ہی پریم کی لذت ہے . . . . منتر کیا دوں۔ اس بھری بھینٹ کے عوض تم کو کیا دوں: مجھے تو کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی۔ جو اس پریم کی بھینٹ کے بدلے میں دوں۔

پریم کا رس (سواد) ادھر بھگت سداماں اپنی ناچیز بھینٹ (چاولوں) کا خیال کر کے شرم سے پانی

پانی ہوا جا رہا ہے۔ اُدھر پریم روپ (کرشن جی) پریم کی بھینیٹ کھا کر مست بے خود ہو رہے ہیں۔ اُن کو جو لطف آ رہا ہے۔ وہ چاولوں میں نہیں بلکہ پریم میں ہے۔ آخر پریم سروپ نے پریم کے بس ہو کر اپنے پریمی سے کہا سے

ترلوک میں کوئی چیز نہیں جو پریم کے بدلے دے جاوے
تیری بھینٹا منظور ہوئی اب میری بھینٹا لیجاوے
دو لوک کی شاہی دیتا ہوں لیکر مجھ کو مسرور کرو
انمول بھینٹ کے بدلے میں ناچیز بھینٹ منظور کرو

چوتھا نظارہ

واہ ری قسمت۔ عجب گل کھلایا۔ جو کچھ پاس تھا۔ وہ بھی گنوایا۔ ہم نے سوچا تھا کہ راستہ کی تکلیف سے بچ جائینگے۔ مگر یہاں پہنچ کر تو مصیبتوں کا پہاڑ آ پڑا۔ بغیر پیسے کے تو کوئی بات تک بھی نہیں سنتا۔ نہ کوئی واقف نہ کوئی غمخوار۔ نہ کوئی یار۔ کہ جس کو اپنی داستان مصیبت سنائی جاوے۔ ہم نے تو راستہ کے لٹیروں سے بچنے کے لئے یہ تدبیر سوچی تھی۔ کہ چلو نقدی اس بھگت کے پاس چھوڑ دی جاوے اور اس نے گماشتہ کے نام ہنڈی لکھ دی اپنے اس گماشتہ کے نام کہ جس کا پتہ ملے نہ نشان۔ اب صرف یہی ہنڈی ہے۔ ایک کاغذ کا پُرزہ چاہے اوڑھیں چاہے بچھائیں۔ واہ رے نرسی تو بھگت بنا پھرتا ہے۔ دراصل کے بھگت اور اندر سے کیٹ۔ اگر ہمکو معلوم ہوتا کہ یہ سب دھوکا بازی ہے تو ہم اپنے پاس سے تو نقدی نہ کھو دیتے۔ اور نہ یہ مفت کی چپت لیتے۔ واہ ری قسمت۔

پریم کی شکتی

تیرتھ یاتری بار بار ہنڈی کو دیکھتے ہیں اور ٹھنڈی آہیں بھرتے ہیں، ہنڈی نرسی بھگت نے لکھی ہے اپنے پریتم گماشتہ بھگت رکھشک۔ دین بندھو۔ پریتی پالک آنند کند، سانول شاہ بھگوان کرشن کے نام۔ مگر یہاں دوارکا پوری کا چپہ چپہ چھان مارا۔ لیکن سانول شاہ نہ ملا۔ بیچارے مایوس ہو کر واپس جانے کو تیار تھے۔ کہ پریم سروپ۔ پریتی پالک بھگت جنوں کی لاج رکھنے والے بھگوان کرشن نے سانول کا روپ دھارن کر کے یاتریوں کے پاس آئے اور پوچھا۔ کہ کیوں بھائی تم جی کیا آپ ہی کے پاس ہمارے شاہ جی (نرسی جی) کی ہنڈی ہے۔ لاؤ ہنڈی اور اپنے دام ایک ایک کر کے گن لو۔ تیرتھ یاتری یہ سنکر باغ باغ ہو گئے۔ اور پریم روپ سانول شاہ جی نے ہنڈی لے کر سر آنکھوں پر رکھی اور تمام رقم گن کر یاتریوں کے حوالے کی۔

اور شری مکھ سے یہ فرمایا سے

دین دکھیوں کا سہارا بس میرا ہی نام ہے
اور رکھنا لاج بھگتوں کی یہ میرا کام ہے

پانچواں نظارہ

رانا۔ ظالم رانا تیرے ڈرانے سے تیرے دھمکانے سے یہ لگی ہوئی آگ بجھ نہیں سکتی۔ تو لاکھ سمجھائے


मीराबाई
विषरो प्यालो भेजियो, मीराजीरे धाम।
कर चरणामृत पी गयी, लेकर हरिको नाम॥

کروڑ دہمکائے۔ مگر یہاں جس کے ساتھ لگن لگ چکی ہے لگ چکی ہے۔ اگر تو میرا امتحان لینا چاہتا ہے۔ تو بیشک لے یہاں کیا پرواہ ہے مثل مشہور ہے کہ سانچ کو آنچ نہیں۔ امتحان سے کون ڈرتے ہیں؟ جھوٹے پریمی۔ مگر جو سچے پریمی ہیں وہ کب شکست کھاتے ہیں۔ سچے پریمی اپنے پریتم کے چرنوں پر سیس نچھاور کر دیتے ہیں۔ مگر اُف تک نہیں کرتے کیوں؟ اس لئے کہ وہ پریمی اسیس نچھاور کر کے پھر اپنے پریتم میں ہی سما جاتے ہیں۔ دوئی دور ہو جاتی ہے۔ پریمی اور پریتم ایک ہو جاتے ہیں۔ اور میں۔ تو گویا مٹ جاتا ہے۔ آہ۔ میں بھولی جو اپنے دیور رانا کو ظالم کہا۔ نہیں رانا ظالم نہیں۔ بلکہ میرا محسن ہے۔ میں میرے محسن رانا مجھے تیرا مشکور ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تیرے ظلموں کی وجہ سے میرے ہردیہ میں پربھو پریم اور بھی بڑھ گیا ہے۔ اور میرے ہردے میں پورا وشواس ہو گیا ہے۔ کہ میرا پریتم ہر حال میں میرا رکھشک اور مددگار ہوگا۔۔۔۔ تُو کون ۔۔۔ داسی ۔۔۔ رانا کی داسی تو یہاں کہاں؟ آؤ ۔۔۔ سناؤ تو سہی کہ یہ ہاتھ میں کیسا پیالہ ہے۔ کیا رانا نے میرے لئے زہر بھیجا ہے؟

نہیں ۔۔۔ رانی صاحبہ زہر نہیں۔ بلکہ یہ تو بھگوان کرشن کا تیرے پریتم کا چرن امرت ہے۔

چرن امرت بھگوان کا چرن امرت۔ اور بھیجنے والا کون؟ رانا۔ میراں کا دشمن۔ بھگوان کے نام سے چڑنے والا رانا۔۔۔ اچھا سکھی۔ یہ جو کچھ بھی ہے۔ مگر اب تو میرے لئے امرت ہی ہے۔ لا۔ ادھر لا۔ کہ میں اس چرن امرت کو پی کر اپنے ہردے کو ٹھنڈا کر لوں۔

پریم امرت

داسی زہر کا پیالہ میراں بائی کے ہاتھ میں دے دیتی ہے۔ اور میراں بائی اُس (زہر) کو بھگوان کا چرن امرت کر کے پی جاتی ہے۔ پریم دیوتا اپنا کام کرتے ہیں۔ زہر سچ مچ امرت ہو جاتا ہے۔ اور میراں بائی پی کر مست ہو کر بھگوان کا بھجن گانے لگتی ہے ؎

میرا تو گردھر گوپال دوسرا نہ کوئی
جا کے سر مور مکٹ میرا پتی سوئی

"اوم شانتی شانتی شانتی"

بھگت کا فیصلہ

از
لوک ناتھ دِل
خوشاب نواسی

دو لفظ

بھگت بھگوان کے ساکار روپ کو چاہتا ہے۔ پوجتا ہے اور مانتا ہے۔ نراکار اور ساکار میں کوئی انتر نہیں۔ نراکار ہی ادشیکتا کے انوسار ساکار بن جاتا ہے۔ وہی نرگن برہم سگن اوتار لے کر پرتھوی تل پر لیلا کرنے آتا ہے۔ پرنتو "پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا" بھگت نے اپنی رُچی کے انوسار ساکار روپ کی ہی سراہنا کی ہے۔ اور مکتی کی بجائے بار بار جیون لے کر پوجا ارچا میں بتانا ہی اچھا سمجھا ہے۔ پڑھیئے اور وچاریئے۔

---

(۱)

تم جو اگنی ہوا اور پانی نہیں
پرتھوی آکاش کی بھی کہانی نہیں
روپ رس گندھ کی بھی نشانی نہیں
کوئی بچپن بڑھاپا جوانی نہیں
سہا دیدا اور گرنتھوں نے جانی نہیں

(۲)

ایسے ہو تم تو کیا تم کو پائے کوئی
کسطرح نیہ تم سے لگائے کوئی
کیسے رو رو کے تم کو بلائے کوئی
کیسے گا گا کے تم کو رجھائے کوئی
کیسے بلہار پھر تم پہ جائے کوئی

۳۔ منہ نہیں ہے تو پھر مسکراؤ گے کیا
نین ہی جب نہیں دیکھ پاؤ گے کیا
ہاتھ رکھتے نہیں کچھ اٹھاؤ گے کیا
پاؤں ہی جب نہیں چل کے آؤ گے کیا
کچھ نہیں ہو تو پھر ہم کو بھاؤ گے کیا

(۴)

تم کو چندن گھسا کر لگائیں کہاں
مالا پھولوں کی گوندھ سجائیں کہاں
پھول چرنوں پہ آکر چڑھائیں کہاں
تم نہ روٹھو تو تم کو منائیں کہاں
تم کو کھوجیں کہاں تم کو پائیں کہاں

(۵)

جب مچل جائیں آنکھیں نہاریں کیسے
دل جو گھبرائے تو پھر پکاریں کیسے
من کے درپن میں آخر اتاریں کیسے
جا کے چومیں کیسے اُریں دھاریں کیسے
یاد رکھیں کیسے اور بلہاریں کیسے

۶۔ بُدھی نے جب بھلی بھانتی سمجھا دیا
ڈنکے کی چوٹ سے ہم کو بتلا دیا
اس طرح تم کو پانا ہے سکھلا دیا
بھگتی سے ملتے ہو تم یہ جتلا دیا
بھگتی کا دل میں انکر بھی اُپجا دیا

(۷)

بدبھگتی کیسے مارگ سے چل کے پائے کوئی
بھگتی سے باندھ لے یا بلائے کوئی
بھگتی کے بل سے نشچن رہ جائے کوئی
پاؤں چھو لے کہ اُسے لگالے کوئی
کرلے پوجا کہ ساتھی بنالے کوئی

(۸)

پھر بھلا کیوں نہ بھگتی سے پائیں تمہیں
آرت سوز سے نہ کیوں کر بلائیں تمہیں
کیوں نہ دل کی کہانی سنائیں تمہیں
کیوں نہ جیون کا مالک بنائیں تمہیں
کیوں نہ ہردیہ کے بھیتر چھپائیں تمہیں

(۹)

گیان کا واستوک مان بھگتی سے ہے
گیان کی کایا میں پران بھگتی سے ہے
جاگتی ہر دل مند کان بھگتی سے ہے
گونجتی مرلی کی تان بھگتی سے ہے
آپ کی جگ میں پہچان بھگتی سے ہے

(۱۰)

کیوں نہ باندھیں تمہیں بھگتی کی تار میں
کیوں نہ ڈھونڈیں تمہیں نشکپٹ پیار میں
جبکہ لیتے ہو اوتار سنسار میں
کیوں نہ پوجیں تمہیں روپ ساکار میں
راگ ملتا ہے وینا کی جھنکار میں

(۱۱)

ہے نراکار کیا ہو نہ ساکار تو
بس ہم کچھ بھی نہیں لے نہ اوتار تو
کس کے گن گائیں ہو نہ گن آگار تو
آتما کیا نہ لے تن کا آدھار تو
دیکھیں کیا ہو نہ جب کوئی آکار تو

(۱۲)

باس کو کون جانے سمن جب نہ ہو
آبھا کو کون پرکھے رتن جب نہ ہو
تیج کا کیا پتہ ہے اگن جب نہ ہو
دانی کا کیا ٹھکانا نہ نردھن جب ہو
کیا نشان آتما کا ہے تن جب نہ ہو

(۱۳)

شونیہ کیوں اپنے اُر کو بنا کر چلوں
ہونٹ سی کر چلوں دل بجھا کر چلوں
کیوں نہ ہردیہ میں تم کو بٹھا کر چلوں
کیوں نہ نینوں میں تم کو بسا کر چلوں
کیوں نہ مکھ چندر سے جیوتی پاکر چلوں

(۱۴)

پھر وہ کیا جسمیں تیری ادائیں نہ ہوں
جسمیں چندن سے بھینی ہوائیں نہ ہوں
جسمیں مرلی سے گونجی دشائیں نہ ہوں
جسمیں الکوں کی بکھری گھٹائیں نہ ہوں
جسمیں [illegible] مکھ کی شیتل چھٹائیں نہ ہوں

(۱۵)

کیوں نراکار میں من ٹکاؤں کہو
کیوں سمادھی ہی سونی لگاؤں کہو
پھیکا کیوں اُر کا آنگن بناؤں کہو
کیوں سرستا ہردیہ کی گنواؤں کہو
روپ پر کیوں نہ بلہار جاؤں کہو

(۱۶)

دھار کر روپ جب جگ میں آتے ہو تم
جبکہ آشا کی کلیاں کھلاتے ہو تم
چاہیں جو ہم وہی بن دکھاتے ہو تم
مورتی مان سپنے بناتے ہو تم
لے کے اوتار لیلا رچاتے ہو تم

(۱۷)

کیوں نہ اوتاروں میں تم کو کھوجا کریں
کیوں نہ اوتاروں میں تم کو دیکھا کریں
کیوں نہ اوتاروں میں تم کو پوجا کریں
کیوں نہ اوتاروں میں تم کو چاہا کریں
کیوں نہ اوتاروں میں تم کو مانا کریں

(۱۸)

تم نراکار ہو تو ہے ساکار کون
سر شری سیس پہ لیتا ہے دھار کون
ناگوں کے اُر میں ڈالے سدا ہار کون
کرنا وش اور امرت سے ہے پیار کون
جگ میں سرشٹی کا کرتا ہے سنگھار کون

(۱۹)

چاروں ویدوں کا کرتا ہے نت گان کون
ساری سرشٹی کا کرتا ہے نرمان کون
مٹی کے پتلوں میں بھرتا ہے پران کون
ہے کھلونوں کو دیتا پرم گیان کون
برہما کے نام سے پائے سمان کون

(۲۰)

شیش شیا پہ وشرام پاتا ہے کون
کملا سے چرن سیوا کراتا ہے کون
پیت پٹ نیل تن پہ سجاتا ہے کون
چیونٹی سے گج تک کو کھلاتا ہے کون
چتر بھج روپ دھاری کہاتا ہے کون

(۲۱)

کون ایودھیا میں ششو بن کے آیا کہو
کس نے پتھر کو ناری بنایا کہو
کس نے کھیوٹ کا سنشیہ مٹایا کہو
بھوگ شبری کا کس نے لگایا کہو
کس نے راون کو جا کر ہرایا کہو

(۲۲)

کس نے نوبت برج میں چڑھایا کہو
کس نے گؤوں کو بن بن چرایا کہو
کس نے مرلی سے جادو جگایا کہو
ساگ ودر رانی کا کس نے کھایا کہو
کس نے گیتا کا امرت پلایا کہو

(۲۳)

کون لے کے اوتار آیا کہو
کس نے پرہلاد کو تھا بچایا کہو
کس نے دھرو کو تھا درشن دکھایا کہو
کس نے راجا بلی کو ہرایا کہو
کس نے سنتوں کو بھو سے ترایا کہو

(۲۴)

کس نے گج کو تھا جل سے اُبھارا کہو
گیدھ کو کس نے کرونا سے تارا کہو
تیرا کا کون تھا پران پیارا کہو
کس نے یگ یگ میں اوتار دھارا کہو
کس پہ بھگتوں نے سرو سو وارا کہو

(۲۵)

ہی کہہ دو کہ بنتا ہے ساکار کون
لے کے آتا ہے دنیا میں اوتار کون
وپر نردھن سداما کا تھا یار کون
آ کے نرسی کی ہنڈی گیا تار کون
پڑ گیا دھنے کے پتھر سے سرکار کون

(۲۶)

ہو نراکار بھی تم ہی ساکار بھی
ہو سگندھ بھی تم تم ہی گلزار بھی
ہو نہیں بیج اور جلتا انگار بھی
ہو اجنما بھی لیتے ہو اوتار بھی
ہو جگت پتی بھی میری سرکار بھی

کملا - لکشمی

(۲۷)

پھر تو جب بھی دنیا میں آتا رہوں
پوجا ارچنا میں سکھ کیوں نہ پاتا رہوں
کیوں نہ جیون میں تم کو رجھاتا رہوں
نرت گا گا کے تم کو دکھاتا رہوں
پیار میں روٹھو تم میں مناتا رہوں

(۲۸)

سامنے تم کو ہر دم نہارا کروں
سانورے مکھ پہ سرو س وارا کروں
ہو کے ویاکل تمہیں ہی پکارا کروں
دھو کے پاؤں تمہارے پکھارا کروں
اس طرح اپنا جیون سنوارا کروں

(۲۹)

میں جہاں تم کو اپنا بنا نہ سکوں
اپنے ہردے کے گھاؤ دکھا نہ سکوں
اور مرہم کبھی تم سے پا نہ سکوں
جہاں بولو نہ تم میں بلا نہ سکوں
جہاں روٹھو نہ تم میں منا نہ سکوں

(۳۰)

مر کے پھر سے تو کبھی اس جا تو جاؤں نہ میں
جہاں خود نہ رہوں تم کو پاؤں نہ میں
سنگ چھوٹے میں بندو سانس گنواؤں نہ میں
جیوتی میں جا کے جیوتی ملاؤں نہ میں
اور نمک بنکے جل میں سماؤں نہ میں

(۳۱)

ہے یہی چاہ دنیا سے اکتاؤں جب
جھوٹی دنیا کی کل کل سے گھبراؤں جب
جگ کے دھندوں سے مکتی کبھی پاؤں جب
موہ کے جال کو توڑ کر آؤں جب
تم کو کرونا تمہاری سے پا جاؤں جب

(۳۲)

تو بٹھا کے نکٹ مسکرا دیجیے
میرے آنسو ستارے بنا دیجیے
کوش کرونا کا مجھ پہ لٹا دیجیے
جام امرت کا مجھ کو پلا دیجیے
اس طرح دل کی بگڑی بنا دیجیے

"پریم اور گیان"

از۔ برہم لین مہاتما شہنشاہ جی مہاراج !!

پریم وشواس گیان اگرچہ ظاہری طور پر جدا جدا لفظ ہیں۔ اور لغوی معنی بھی ان کے جداگانہ ہی ہیں۔ مگر جوں جوں آدمی علم اور ظاہرداری کی بدھی کو چھوڑ کر اندر کی طرف رخ کرتا ہے۔ اور جتنا گہرا سوچتا ہے۔ اتنا ہی اس پر حقیقت کا پردہ کھلنے لگتا ہے۔ اور تب ہی اس کو معلوم ہونے لگتا ہے۔ کہ اصل میں ان تینوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ جس طرح بغیر پھلوں کے درخت، مکان، شہر اور دریا، آگ غرض کوئی دنیاوی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح بلکہ اس میں اس سے بھی زیادہ اصلیت ہے۔ کہ بغیر پریم کے کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر استری پرش کا پریم نہ ہوتا۔ تو کبھی سرشٹی کی اتپتی نہ ہوتی۔ ماتا میں اگر پریم کا انش نہ ہوتا۔ تو بچے کا پرورش پانا ہی ناممکن تھا۔ پھر پتا کے پریم سے اس کو اس بات کا وشواس ہوتا ہے کہ فلاں فلاں میرے رشتہ دار ہیں۔ اور گورو کے پریم سے اپنے آپ کا گیان ہوتا ہے۔ اے عزیز پریم ہی ہے کہ شادی ہونے سے پہلے استری پتی کو اور پتی استری کو بالکل نہیں جانتے۔ مگر شادی کے ہوتے ہی اتنا پریم دکھلائی دیتا ہے۔ کہ مانو سرشٹی کے آغاز سے ہمیشہ ایک ہی جگہ رہتے آئے ہیں۔ گھر میں آتے ہی وہ چیزیں جنکو کہ سب سے پیاری سمجھتا ہے اپنی استری کے سپرد کر دیتا ہے، خواہ وہ سیاہ کرے یا سفید۔ بقول کسے

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

دولت جس کو وہ نہایت محنت و مشقت سے لہو اور پسینہ ایک کر کے کماتا ہے۔ اپنی استری کے سامنے پانی کی طرح بہا دیتا ہے۔ مکان جائداد یہاں تک کہ سبھی کچھ اپنی استری کے سپرد کر دیتا ہے۔ کئی جگہ ایسی مثالیں ملیں گی کہ پتی نے اپنی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ استری کے نام کی ہوئی ہے۔ گویا کہ منقولہ کا ایک بڑا حصہ اس کو سونپ دیا ہے۔ جب بچہ پیدا نہیں ہوا ہوتا۔ تو استری تک ہی پریم کی چھٹا پہنچتی ہے۔ جب ایک چھوٹے بچے کی شکل میں گھر میں آیا تو ساری خوشی اور وشواس کا پیالہ اسی کے لبوں کو لگ گیا۔ اب وہی پریم کی امانت جو الگ الگ روپ سے استری اور پرش دونوں میں تھی۔ اب دوہری ڈبل ہو کر نئے آنے والے بچے میں سمانی شروع ہوئی۔ ان تھیلیوں کا منہ جن کو پہلے پرش نے استری کی خوشنودی اور استری نے سنتان کی خوشی کے لئے اچھی طرح سے بند کیا ہوا تھا۔ کھل گیا۔ وانستہ طور پر اس کو بند کرنا ہی بھول گئی۔ یہ تو رہی دھن کی بات باقی ان سے بڑی دو چیزیں یعنی من اور تن کی بھی سدھ نہ رہی پہلے تو پیدا ہونے ہی حیثیت سے بڑھ کر صرف کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے لالن پالن میں اس بات کا پورے طور سے خیال رکھا جاتا ہے کہ خواہ ہمیں کسی قسم کی تکلیف کیوں نہ ہو۔ بھوگ لیں گے مگر ہماری سنتان سکھی رہے۔ ہم کئی غریب آدمیوں کو جانتے ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو کچھ چیز بنانے کے لئے اپنے آپ کو ناچیز بنایا ہوا ہے۔ پیٹ پر پٹی باندھ

کر اُن کو پڑھاتے ہیں۔ انگریزی پڑھائی میں سُوٹ بوٹ کی بھی ضرورت ہے، سو وہ بھی خواہ اپنے کو گروی کیوں نہ رکھنا پڑے۔ مہیّا کرتے ہی ہیں۔ اُوپر جو کچھ ہم نے لکھا ہے۔ وہ محض سرسری نظر سے ہے۔ ابھی زیادہ اندرونی حالت بیان نہیں کی۔ گرہستی لوگ خود ہی جانتے ہیں کہ فیملی کے لئے کیا کیا نہیں جھوٹ سچ بولنا پڑتا ہے اور کتنی تکلیفات کا منٹ منٹ میں مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں ایک گرہستی بھی ایسا نہیں ملا۔ جو کسی نہ کسی مصیبت میں ہر وقت نہ رہتا ہو۔ راجہ سے لیکر غریب آدمی تک یہی کیفیت ہے۔ ہر وقت وہ گھر کے جھگڑوں کے ہی لئے تراش خراش کرتے رہتے ہیں۔ کہیں سے سفارش کراتے پھرتے ہیں۔ کہیں لڑائی۔ کہیں محبت۔ کہیں دشمنی۔ کہیں دوستی غرض جو کچھ کرنے کے یوگیہ ہے وہ بھی اور جو ایوگیہ ہے وہ بھی کرتے ہیں۔

اگر تم کہو۔ کہ استری سے پریم اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس سے آنند ملتا ہے۔ اور یہ اُمید ہے کہ پتر اُتپن ہوگا گھر بار کی حفاظت رہے گی وغیرہ۔ اس بات کو بغور سوچو۔ تو معلوم ہوگا کہ یہ بات اس کی محبت کا کارن نہیں۔ بلکہ اس محبت کا اصلی کارن موہ ہے۔ اس بات کو دل میں محسوس کر دیکھو۔ ہم کئی ایک آدمیوں کو جانتے ہیں۔ جن کو استری سے اُوپر بیان کی ہوئی باتوں میں سے کسی کا بھی فائدہ نہیں۔ تو بھی وہ پریم کے راستے سے جس میں کہ وہ مضبوط جکڑے ہوئے ہیں۔ ذرا نہیں ہل سکتے۔ اسی طرح پتر وغیرہ کے پریم کی کیفیت ہے۔

ہمیں ایک دفعہ لاہور کے نزدیک کے گاؤں کا بہت اچھی حیثیت کا آدمی ملا۔ اس کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ اپنی استری اور پتروں سے بہت تنگ ہے۔ کوئی بھی کہنا نہیں مانتا۔ رات دن جھگڑے فساد میں گزرتی ہے۔ گھر یہ دو بیل یہ گائے بھینس۔ تھوڑا سبھی کچھ ہے۔ مگر یہ سب کچھ بے فائدہ۔ لڑکا ہے وہ خود سر۔ استری اپنی ڈیڑھ چاول کی کھچڑی الگ پکاتی ہے۔ غرض ایک عجیب مشکل کا سامنا اُسے آئے دن کرنا پڑتا ہے۔ کمانے والا گھر میں وہ صرف خود ہی ہے۔ بیٹیا بجائے کمانے کے اُجاڑو ہے۔ اور لوگ بھی سب خرچ کرنے والے ہیں۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس کا دلی ارادہ یہی بنا رہتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے دولت کما کر بال بچوں کے لئے رکھی جاوے۔ اپنا خرچ تو مشکل سے چار آنے روز کا ہوگا۔ باقی سب اوروں کی بھینٹ ہوتا ہے۔ مزا یہ کہ اس کو یہ بات شاق بھی گذرتی ہے۔ مگر اس کی اپنی زبان سے یہ کلمات سن کر ہمیں اصلیت تک پہنچنے کا موقعہ ملتا ہے۔ وہ الفاظ یہ تھے۔

"خواہ میرا بیٹا کیسا ہی نافرمانبردار ہے۔ استری بھی کہنے میں نہیں۔ مگر میں اُن کے لئے ضرور کماؤں گا۔ اس میں مجھے کلیش تو بڑا ہوتا ہے۔ مگر کیا کروں۔ موہ کے پھندے میں ایسا پھنسا ہوا ہوں کہ چھٹکارا محال ہے" اب تم کو پتہ لگ گیا ہوگا کہ سنسار کی اور جھوٹے پریم کا میدان جس کو موہ کہتے ہیں۔ کتنا وسیع ہے کہ پرند خیال بھی چکر لگاتا تھک جاتا تو سچے اور حقیقی پریم کا خیال میں آنا اگر کوئی غیر ممکن کہدے تو کیا بیجا ہے۔ نئی روشنی کے آپ ٹوڈیٹ آدمی کاشی اور متھرا کے مندروں کو دیکھ کر دل میں کہتے ہوں گے۔ کہ مندر بنانے والے راجہ بابو ساہوکار نے کتنی غلطی کی ہے کہ کروڑوں روپیہ محض پتھروں کی مورتوں کے لئے صرف کر دیا۔ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے اور ہزاروں مصیبتیں اُٹھا کر ہزاروں یہ ناخواندہ لوگ دوڑے چلے آتے ہیں۔ کمبھ اور کمبھی کو دیکھ کر ان کا جی ہی متلاتا ہوگا۔ پر ان بیچاروں کو کیا خبر کہ یہ ساری تکلیفیں سب کی سب کی وقتیں پتھروں کے لئے نہیں۔ پانی یا پیپل کے درخت کے لئے نہیں اور میلاد دیکھنے کے لئے یا محض تفریح کے لئے بھی نہیں بلکہ یہ پریم کی ڈوری سے کھچے ہوئے خود بخود چلے آتے ہیں جس کی زبان یا قلم میں طاقت نہیں کہ بیان کر سکے۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ کہ دنیاوی اور جھوٹے پریم کا سمندر ہی

بڑا انتھاہ ہے۔ اِس ساگر کا کچھ ٹھکانہ ہی نہیں۔ یہ اِس دُنیاوی اور جسمانی پریم سے اُونچے درجے کا ہے۔ اِس کو سمجھنے کے لئے جب تک وہ خود تکلیف نہ کریں گے۔ کبھی نہ سمجھ سکیں گے۔ تیر اِستری اور عزیزوں کے موہ میں آکر لوگ طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھاتے ہیں۔ گیلی لکڑی کی طرح سلگتے رہتے ہیں۔ غرض تن من دھن سب کچھ اس کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ اِس کی مثال دینے کی ضرورت نہیں۔ تم ہر روز خود اِس بات کا مشاہدہ کرتے ہو۔ ہم بھی کہتے ہیں اِس پریم میں رہ رہ کر تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ مگر دوسری قسم کے پریم میں آکر جس کو ہم نے اِس سے اُونچا بیان کیا ہے، لوگوں نے ایک دم جان تک ارپن کر دی۔ راون نے اسی پریم کے بندھن میں آکر خود اپنے ہاتھ سے اپنی گردن کاٹ کر چڑھا دی۔ اور بھی کئی پریمیوں نے اِس پریم کے زیر اثر اپنا سب کچھ داؤ پر رکھ دیا۔

دُنیاوی پریم میں اگر کچھ حصہ خوشی کا ہوتا ہے۔ تو اس میں دس حصے رنج کے ہوتے ہیں۔ یہ تو ہوئے پہلی اور دوسری منزل کے پریم لیکن جب پریم کا ذکر ہم اب کرنے لگے ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کو ہم کس منزل کا پریم کہیں کیونکہ پہلی دو منزلوں سے ذرا ہی دور تیسری منزل ہونی چاہیئے۔ مگر دوسری منزل سے اس کا اتنا فرق ہے، جتنا زمین آسمان کا ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک کی مثال ہے۔ خیر آپ کی سہولیت کے لئے ہم اس کو تیسری منزل کا پریم ہی لکھتے ہیں۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ چوتھی منزل کوئی نہیں۔ بس یہیں پر پریم خود اپنا نام مٹا دیتا ہے۔

سری کرشن کی آٹھ پٹ رانیوں میں رکمنی اور ست بھاما دو نہایت رُوپ وتی اور سب سے ادھک پریم والی تھیں۔ اُن کو اِس بات کا غرور تھا۔ اور وہ یہ سمجھتی تھیں چونکہ ہم کرشن کو بہت پیار کرتی ہیں۔ وہ بھی ہمیں سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔ ایک بار ان کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ بات یہ تھی۔ ایک کہتی تھی کہ کرشن جی مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور دوسری کہتی تھی مجھ سے۔ اُن کی کھینچ تان ہو ہی رہی تھی۔ کہ دروپدی جو خود بھی کرشن جی کی بڑی بھگتنی تھی۔ وہاں آ نکلی جو کہ ان جیسی خوبصورت ہونے کے علاوہ عقلمند زیادہ تھی۔ اس نے ان دونو کو دلاسہ دیا۔ چونکہ اُن کا جھگڑا سوتیا ڈاہ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ دروپدی کے برجستہ اُپدیش کا کچھ اثر نہ ہوا دیکھ کر ساکھشات کرشن بھی آ موجود ہوئے۔ اور اپنی سوبھاوک غیر معمولی لیاقت اور شرنگار رس کی چترائی سے دونوں کی ڈھارس بندھائی۔ جب وہ کچھ کچھ ڈھنگ پر آئیں۔ تو اپنے شری مکھ سے فرمایا کہ اے محبت کی پتلیو اور میرے پریم کی ٹھیکیدارو غور سے سنو۔ میں صرف اُس کو دل سے چاہتا ہوں جو مجھے چاہتا ہے اور میرے چاہنے والوں کو بھی میری طرح ہی چاہتا ہے۔ کیونکہ اس کی پریم شکتی کی کشش سے میں اس میں پرویش کر جاتا ہوں۔ اور اگر کوئی اس سے ویر اور ورودھ کرلے۔ تو وہ اصولاً میرے دل سے اُتر جاتا ہے اِس پر کبیر نے کہا ہے ؎

بھولے ہو بڑ رائے کے جس مکھ نکلے رام
وا کے تن کی پاوڑی ہمرے تن کو چام

میں اُس کو چاہتا ہوں جو میرے لئے تن من اور دھن سچے دل سے ارپن کرے۔ اور نام کو بھی اپنے اندر خودی یعنی غرض کا خیال نہ رکھے غور سے سنو میرے چاہنے والے چار قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم کے بھگتوں کے چاہنے کا کارن ان کا حد سے زیادہ دُکھ ہوتا ہے۔ دوسری قسم کے لوگ مجھے کسی دُنیاوی غرض سے پریم کرتے ہیں۔ اور تیسرے میرے بھگت جگیاسو ہوتے ہیں اور چوتھے گیانی بھگت ہیں۔ پس سچے گیانی بھگت ہی سب سے جلدی پا سکتے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو میں اُن سے کسی طرح بھی پرے نہیں رہ سکتا اُن کی کشش نہایت پُر اثر ہوتی ہے۔

کیونکہ پہلی قسم کے بھگت جن کو آرت کہتے ہیں۔ دُکھ پڑنے پر ہی مجھے یاد کرتے ہیں۔ اور سُکھ میں بھول جاتے ہیں۔ مثلاً سردی کے دنوں میں تم جمنا کے تٹ پر دیکھو کہ سب طرف ہرے رام ہرے کرشن کی آواز آتی ہے۔ وُہی لوگ دن بھر سب قسم کے کام کرتے ہیں۔ مگر مجھے بھول کر بھی یاد نہیں کرتے۔ دوسری قسم کے کسی غرض سے یعنی مقدمہ پڑنے پر یا روزگار روپیہ پیسہ نہ ملنے پر میری رٹنا رٹتے ہیں۔ جب اُن کی غرض پوری ہوئی یا اُنہیں نتیجہ ہو گیا۔ کہ مجھ سے ان کی غرض پوری نہ ہوگی۔ مجھے فراموش کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر اس ذیل میں راون۔ کنس۔ ششوپال وغیرہ ہیں۔ جو لوگ بارش نہ ہونے پر یگیہ۔ جپ اور دان کرتے ہیں۔ اور مجھ کو خیال آنے پر یاد کرتے ہیں۔ ان کا شمار بھی اسی درجہ کے لوگوں میں ہے تیسری قسم کے جگیاسو بھگت مجھ کو علم کے لئے دھیان میں لاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو نہ تو دُنیا سے کچھ دُکھ ہوتا ہے اور نہ کوئی خاص دُنیاوی غرض ہوتی ہے۔ ان کا دلی منشا یہ ہوتا ہے کہ دُنیا کے سُکھ کی حقیقت تو ہمیں معلوم ہے ہی اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ روحانی سلسلہ میں کیا بات چیت ہے۔ دُنیا کے تمام فلاسفر جو کہ اپنا گیان بڑھانا چاہتے ہیں۔ اسی درجے میں ہیں۔ مگر چوتھے درجہ کے واسنوک گیانی پُرش ان تینوں وجوہات سے مبرّا اور سب سے یکتا اور نرالے ہوتے ہیں۔ ان کو سوبھاوک طور پر مجھ سے پریم ہوتا ہے۔ اور وہ ایسا پریم ہے۔ کہ سُکھ دُکھ غریبی امیری۔ بڑائی چھوٹائی علم بے علمی۔ سردی گرمی۔ عزت بے عزتی سب میں ایک رس رہتا ہے۔

اس پریم کی ابتداء ظاہری طور پر تو معلوم ہوتی ہے۔ مگر انتہا کچھ نہیں۔ میرے پریم سے باز رکھنے کے لئے دُنیا کی بڑی سے بڑی TEMPTATION & CALAMITY نعمت اور مصیبت ناکارہ ثابت ہوتی ہے۔ وہ دُنیا کے سخت سے سخت امتحان میں کامیاب نکلتے ہیں۔ واضح ہو کہ اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی پریمی کا امتحان نہیں لیتا ہوں مگر یہ بات غلط ہے۔ میں تو ایسے آدمی پر اپنا آپ قربان کر دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہوں۔ یہ امتحانات دُنیا کی طرف سے ہوتے ہیں۔ جبکہ دُنیا یہ سمجھ لیتی ہے۔ کہ یہ میری طرف راغب نہیں ہوتا۔ تو وہ اس کے راستے میں لاکھوں قسم کی رکاوٹیں ڈال دیتی ہے۔ اور ممتحن کی حیثیت میں اس سوال کا جواب چاہتی ہے جس کا کہ خود اس کے پاس جواب نہیں۔ اور جب پورے طور پر اس سے تسلی بخش جواب پالیتی ہے۔ تو اس کی بے دام غلام ہو جاتی ہے۔ مگر پھر بھی اس لاجواب شخصیت اَبشٹ سِدھ نو ندھ پا کر ان کو تنکے کے برابر سمجھ کر میری طرف ٹکٹکی لگائے رہتی ہے۔ جیسے کہ چکور چاند، پروانہ شمع عاشق معشوق اور بچہ ماں کی طرف ایسے شخص کو میرے پریم کا ادنا سمجھنا چاہیئے۔ دھرو۔ پرہلاد۔ گنگا۔ سکھدیو۔ اشٹاوکر۔ نانک، کبیر، شمس تبریز، سرمد۔ رام کرشن، چیتنیہ، رام تیرتھ وغیرہ اس کے پریمیوں میں سمجھنے چاہئیں۔ رُکمنی اور ستیہ بھاما کو عملی طور پر ان کے پریم کی قدر و منزلت دکھانے کے لئے ایک ایسی لیلا رچی کہ سامنے سے ایک براہمن بالک آتا دکھائی دیا۔ سب کو چھوڑ کر کرشن جی اُس کی طرف مخاطب ہوئے اور اُس کے نہایت پریم سے دیئے ہوئے گنے کے ٹکڑے کو چاقو سے چھیل کر چوسنے لگے۔ اسی اثناء میں اُن کے ہاتھ میں چاقو لگ گیا۔ اور خون بہنے لگا۔ رُکمنی اور ستیہ بھاما تو ادھر اُدھر کپڑے کی تلاش میں پھرنے لگیں۔ مگر دروپدی نے فوراً اپنی قیمتی ساڑھی کو پھاڑ دیا۔ اور ان کے زخم پر پٹی باندھی۔ اس پر کرشن نے دروپدی کی طرف نہایت پریم بھری نظر سے دیکھا۔ اور کہا دروپدی میں تیرے پریم سے نہایت خوش ہوا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ تیرے اُس آڑے وقت کام آؤں گا۔ جبکہ دُنیاوی آدمی تیری مدد کرنے کو تیار نہ ہوگا۔ اور اس ساڑھی کے ٹکڑے کے بدلے لاکھوں ساڑھیاں تیری نذر ہوں گی۔ دونوں پٹ رانیاں دیکھ کر بہت لجائیں۔ اور پھر کبھی پریم کا دعوےٰ نہیں کیا۔

نارد کو جو کہ وشنو کا بڑا پریمی بھگت تھا۔ اس بات کا غرور ہوا۔ کہ اس سے بڑھ کر ایشور کا کوئی پریم پاتر نہیں۔ بھگوان کو اپنے بھگت کی سب باتیں بھاتی ہیں مگر غرور کو جتنی جلدی ہو سکے دور کرتا ہے۔ ٹھیک ایسے ہی جس طرح ایک ماتا بچے کی غلاظت کو دور کرتی ہے۔ الغرض نارد کے سامنے ہی وشنو اپنے ایک ایسے بھگت کی تعریف کرنے لگے۔ جو کہ نیچ جاتی میں پیدا ہوا تھا۔ اور ظاہری طور پر نہایت کمینہ معلوم ہوتا تھا۔ نارد کے دل میں یہ تعریف نہایت شاق گزری۔ یہ بات معلوم کر کے بھگوان نے کہا۔ کہ نارد ہمیں ایک آدمی کے لئے سیر بھر خون کی ضرورت ہے۔ تم فوراً لے آؤ۔ یہ سنکر نارد دل میں کچھ حیران سے ہو کر روانہ ہوئے۔ اور دور دور تک گھومتے پھر پھرا کر لوٹ آئے۔ اور کہا میرا کوئی اعتبار نہیں کرتا۔ ہر ایک بھگت یہی کہتا ہے۔ کہ بھلا بھگوان کہیں خون کے پیاسے ہو سکتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اس وقت نارد کے دل میں یہ بات آئی۔ کہ اس بھگت سے خون کیوں نہیں لے لیتے۔ جس کی کہ آج تعریف کر رہے تھے۔ بس اسی اثنا میں وہ بھگت بھی آ حاضر ہوا۔ آتے ہی بھگوان نے حکم دیا۔ کہ اے پریہ بھگت ہمیں آج ایک سیر بھر آدمی کے (خون کی ضرورت ہے۔ تم فوراً کہیں سے لے آؤ۔ یہ سننا تھا۔ کہ اس نے فوراً وشنو مہاراج کی تلوار پکڑ کر اپنا سر یہ کاٹنا چاہا ہی تھا۔ کہ بھگوان نے ہاتھ پکڑ لیا۔ کیونکہ یہ کھیل تو محض نارد کے دکھانے اور اس کا غرور توڑنے کے لئے ہوا تھا۔

نانک صاحب کے پہلے چیلے انگد تھے۔ جن کا پہلا نام لہنا تھا۔ انہوں نے گورو سیوا اور پریم سے گورو کو یہاں تک اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا کہ اور سب مرید بلکہ بیٹے اور قریبی رشتہ دار بھی ان کی نظر سے اتر گئے۔ یہ سب بھائی لہنے سے حسد کرنے لگے۔ اور ان کے سینے میں اس کی طرف سے بغض و کینہ کی آگ سلگنے لگی۔ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے نانک صاحب نے ایک بار سب کو اکٹھا کیا۔ اور ایک لاش منگا کر اس پر کپڑا ڈھک دیا اور سب کو حکم دیا۔ جو ہمارا پریمی ہے۔ وہ مردہ کو کھاوے۔ سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اور آپس میں کانا پھوسی کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر گورو صاحب نے لہنے کے بلانے کی آگیا دی۔ اور اپنا حکم سنایا۔ سنتے ہی وہ لاش کے پاس آ کر کہنے لگا۔ کہ مہاراج سر کی طرف سے کھانا شروع کروں یا پاؤں کی طرف سے۔ جواب ملا جدھر سے تمہاری مرضی ہو یہ سب کچھ تمہارا ہی ہے۔ یہ سن کر لہنا نے کپڑا اٹھایا۔ اور گورو کا پرشاد سمجھ کر بڑے آنند سے کھانے لگا۔ سب حاضرین چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ اور طرح طرح کی پھبتیاں گورو اور چیلے پر اڑانے لگے۔ اتنے میں ایک کی نظر لہنے کے کھانے پر پڑ گئی۔ اور نہایت ششدر ہو کر گورو کے چرنوں پر زار زار رونے لگا۔ اور پکار کر کہنے لگا۔ کہ مہاراج! میں بڑا مورکھ اور پاپی ہوں۔ میرے گناہ بخشے جاویں۔ گورو نے دیا کر کے اس کو بھی بخش دیا۔ سب نے کہا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے کچھ سمجھ کام نہیں کرتی۔ اس نے یہ غیر معمولی حرکت کیوں کی۔ اسی سے سب حال دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ بے وقوفو! تم ایشور اور گورو کی عظمت کو نہیں جان سکتے۔ جس کو تم مردہ سمجھ رہے تھے وہ حلوہ ہے۔ اس گدی کے کئی گوروؤں اور خاص کر دسویں گورو گوبند سنگھ کی پریکشا کو سبھی جانتے ہو۔ رادھا سوامی کے پہلے چیلے رائے سالگ رام (جو پوسٹ ماسٹر جنرل تھے) کی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ وہ گورو کے اشنان کے لئے جمنا سے جو ان کے گورو استھان سے دو تین میل تھی۔ صبح چار بجے پانی کا گھڑا سر پر اٹھا کر لایا کرتے تھے کسی نے کہا رائے صاحب! آپ اندھیرے اندھیرے اس لئے پانی لاتے ہو۔ کہ اگر دن کے وقت لائیں۔ تو کوئی دیکھ لے گا۔ اور شرم معلوم ہو گی۔ دوسرے روز رائے صاحب نے عملی طور پر یہ جواب دیا۔ کہ صبح چار کی بجائے

آٹھ بجے پاؤں میں گھنگرو باندھ کر پانی لائے۔ سکھوں کے گورو امرداس جی تھے۔ اس طرح وہ بھی گورو کے لئے پانی لاتے تھے۔ وہ چونکہ بہت ہی ضعیف تھے۔ ایک دن بارش ہونے کے سبب راستے میں کیچڑ تھا۔ جب پانی کا گھڑا سر پر اٹھائے ہنستے آ رہے تھے۔ پاؤں پھسل گیا۔ مگر استقلال اور پریم اتنا بڑھا چڑھا تھا۔ کہ سر کے گھڑے کو بالکل نہ گرنے دیا۔ جوں توں کر کے سنبھالے رکھا۔ اُن کے دھڑم سے گرنے کی آواز سن کر پاس کے رہنے والے ایک بوڑھے جولاہے نے اپنی جولاہی سے کہا۔ کہ دیکھنا باہر کون گرا ہے۔ اُس نے وہیں سے جواب دیا۔ بیچارہ امرو نتھانہ نمانہ گرا ہوگا۔ اور کسی کو بارش میں ٹکریں مارتے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اتفاقاً وہ آواز گورو صاحب نے بھی سن لی۔ اُس وقت تو وہ خاموش رہے۔

لیکن شام کو جب بہت سے لوگ دربار میں جمع تھے۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ اُس جولاہی کو بلاؤ۔ اُس سے پوچھا گیا کہ اے بڑھیا! صبح کو جب تجھے کسی کے گرنے کی آواز آئی تھی۔ تو تم نے اپنے پتی سے کیا کہا تھا۔ وہ بیچاری ڈر نے لگی۔ مگر دھیرج دے کر پوچھا گیا۔ کہ گھبراؤ نہیں۔ ہم صرف تجھ سے وہی الفاظ سننا چاہتے ہیں۔ ایسے کہنے میں بجائے کسی قسم کی سزا کے انعام ملے گا۔ بس اُس نے کہا۔ کہ مہاراج! مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ میں نے صرف یہ ضرور کہا تھا۔ اس وقت بیچارے امرو نتھانوے کے سوائے کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اب آپ کو اختیار ہے، چاہے ماریں یا چھوڑیں۔

یہ سنکر گورو جی نے بھرے دربار امرداس کو بلایا۔ جو کہ اس وقت پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ضعیف العمر انسان تھا۔ اس کے آتے ہی گورو جی اپنے آسن سے اُٹھے اور اُس کو بڑے پریم سے بغل گیر کیا۔ اور بلند آواز سے کہا کہ اے بڑھیا جولاہی اور پیارے سکھو! امرو نتھانا اور نمانا نہیں۔ بلکہ آج سے گورو امرداس نتھانوں کا نتھان اور نمانوں کا مان ثابت ہوگا۔ یہ کہکر اُس کو اپنے تخت پر بٹھا دیا۔

خیال رہے کہ سچا پریم اسے نہیں کہتے۔ کہ جو اپنا جی چاہے کرے۔ بلکہ جو محبوب کی مرضی ہو۔ پورے طور پر اُس کے خیال کے مطابق چلے۔ اپنی تکلیف اور آرام کا کچھ خیال نہ رکھے۔ ہر حالت میں اپنے معشوق کے آرام کے لئے اپنی خودی کو نچھاور کرتا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لینا۔ کہ سچا عاشق ہمیشہ تکلیف اُٹھاتا رہتا ہے۔ بلکہ اگر اس کا دل سچا ہو۔ تو تکلیف میں بھی اس کو وہ آنند ملتا ہے۔ کہ دنیا دار بیچارے اُس کو خیال میں بھی نہیں لا سکتے یہ بھی نہ سمجھنا۔ کہ تکلیف اُٹھانے کے لئے صرف عاشق ہی ہوتا ہے معشوق کی تکلیف عاشق کی تکلیف سے کہیں زیادہ ہے۔ پروانہ تو ایکبار جل کر خاکستر ہو کر سب تکلیفوں سے چھوٹ جاتا ہے۔

مگر شمع ہمیشہ جلتی ہی رہتی ہے۔ اپنے عاشقوں کے لئے کرشن نے ہزارہا تکلیفیں اُٹھائیں۔ درلودھن کے پاؤں دبائے۔ نامدیو کی مار پیٹ سہی۔ ارجن کے لئے میدان میں سختی برداشت کی۔ اپنے قول کو توڑ دیا۔ مگر اپنے بھگت بھیشم کو سچا ثابت کر دکھایا۔ پہلے دونوں پریمیوں میں تو آدمی کو جہان اور کا خیال رہتا ہے۔ وہاں اپنا وہم بھی ہوتا ہے۔ خودی جو کہ سب دکھوں کی ماں ہے پیچھا نہیں چھوڑتی مگر حقیقی پریم میں جس کو بھگتی بھی کہتے ہیں اپنا خیال پہلے مٹانا پڑتا ہے۔ جب تک کسی شخص میں خودی رہتی ہے۔ کبھی پریمی نہیں کہا جا سکتا۔ گویا کہ اپنی خودی کو مٹا کر ہی اصلی پریم کی شکل نظر آتی ہے ؎

ہم مٹ گئے تو صورت ہستی نظر پڑی
ویران جب آپ ہو گئے بستی نظر پڑی

دیکھا تو خاکساری عالی مقام ہیں
جوں جوں بلند ہم ہوئے پستی نظر پڑی

گو اس پریم میں بظاہر بڑی تکلیفیں نظر آتی ہیں۔ مگر جو سرور باطنی سچے عاشق کو ہوتا ہے۔ اس کو اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ نہ ہی کوئی دوسرا جان سکتا ہے۔ امریکہ کے ایک فقیر صفت اور نامی لیکھک کا قول ہے

" ALL OTHER PLEASU RES ARE NOT WORTH ITS PAINS " (EMERSON)

مطلب۔ یعنی دنیاوی تمام خوشیاں پریم کی تکلیفوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

سچا پریمی بار بار پرسن ہو کر وہ قطعہ گاتا ہے۔ جو اس مضمون کے آخیر میں " پریم کا ایک قدم " میں درج ہے سچائی کا پریم زہر کو امرت آگ کو سیتل جل، تلوار کو سندر پھولوں کا ہار، مصیبت کو راحت، بدنامی کو نیک نامی بیوقوفی اور پاگل پن کو عقلمندی بنا دیتا ہے۔ کھال کو کپڑوں کی طرح اتار دینا۔ سولی پر پیار کے کوٹھے کی طرح چڑھ جانا، پتھر پر آرا چلانا۔ راج پاٹ کو تنکے کی طرح تیاگ دینا۔ چکرورتی راجہ ہو کر بھنگی کی نوکری کرنا اس پریم میں یا ایسی ہالت کا کرتب ہوتا ہے۔

جس مرنے سے جگ ڈرے سو مورے من آنند
مرنے ہی سے پایئے پورن پرمانند

ایک پریمی کیا خوب کہتا ہے۔ جس کے سچ ہونے میں سر مو فرق نہیں، سچائی اس واکیہ کے حرف حرف سے نکلتی ہے

میں کشتگان عشق میں سردار ہی رہا
سر کاٹ بھی دیا تو سردار ہی رہا

مرنے سے پہلے مر کر دیکھا اور لطف جینے کا سر بسر دیکھا

حضرت عیسےٰ کہتے ہیں۔

HE WHO SAVES HIS LIFE SHALL LOSE IT,
HE WHO LOSE IT SHALL SAVE IT (christ)

مطلب: جو اپنی جان بچانا چاہتا ہے (سنسار سے) وہ اس کو کھو دیگا۔ اور جو اس کو گنوانا چاہتا ہے (ست کے پیچھے) وہ اس کو پا لیگا۔

گر تو مر جائے تو جینے کا مزا آئے تجھے
گر پیوے زہر شوجی کی طرح اے جان من
زہر گر بیرالا نے پی تو ہو گئی میراں امر
گر تجھے منظور ہے منصور سا لینا مزا
عیسےٰ بھی پہنچا وہاں تک جان دینے سے جو تو

زہر گر پیوے تو امرت کا مزا آئے تجھے
کال کا بھی کال بننے کا مزا آئے تجھے
کھال گر کھچوائے تو شمسی مزا آئے تجھے
دار پہ چڑھ جا نظر شکل خدا آئے تجھے
سولی پر سو وے صدائے مرحبا آئے تجھے

گر شہنشاہ بننا ہے۔ تو تاج دنیا ترک کر
سر اٹھا کے اپنا تاسنے [illegible] آئے تجھے

ایک بچہ کھلونے کے پریم میں کھانا پینا سب کچھ بھول جاتا ہے۔ ماتا پتا اور بھائی بہنوں تک کو فراموش کر کے (خواہ وہ تھوڑی دیر کے لئے ہی کیوں نہ ہو) کھیل میں ایسا محو ہو جاتا ہے کہ گویا اس کے لئے سوائے کھلونوں کے اور کسی کی ہستی ہی نہیں۔ کیونکہ اس نے پریم کے اصلی روپ کو ابھی نہیں سمجھا۔ اس کے نزدیک دین و دنیا کی نعمتیں ہیچ ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی ہستی کو بھی کھیل میں گم کر دیتا ہے۔ بچپن سے آگے لڑکپن ہے۔ اس زمانے میں بجائے کھلونوں کے اس کو اپنے ہم جولی لڑکوں میں رہنے کا مزا آتا ہے۔ اور یہی مٹی کے کھلونے گویا اپنے جیسے جیتے جاگتے) شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ آدرش جوں کا توں رہتا ہے۔ وہ نہیں سمجھتا کہ اس کے ساتھ کھیلنے والا لڑکا برہمن کا ہے یا شودر کا۔ نوکر کا ہے یا آقا کا۔ ہندو و مسلمان کی تفریق اس میزان میں نہیں۔ ماتا پتا استاد کا پیار ابھی اپنے ہم جولیوں کے پیار سے ہلکا سمجھا جاتا ہے۔ جونہی لڑکپن سے ایک قدم آگے بڑھا کہ اسے کھلونے اور ہمجولی بھول گئے۔ تمام فطری کی گرفت نے چلتی پھرتی گڑیا کا روپ دھارن کر لیا۔ ہمجولی لڑکوں کا پریم بھی پھیکا پڑ گیا۔ جن کے ساتھ رات دن کھیل کود میں بسر ہوتی تھی۔ اب جنھیں یاد بھی نہیں آتے۔ مل گئے صاحب سلامت ہو گئی۔ اگر کسی ہمجولی لڑکے نے پوچھا۔ کہ دوست رات دن گھر ہی میں پڑے رہتے ہو۔ کبھی درشن ہی نہیں ہوتے۔ تو ہنس کر خاموش ہو گئے۔ گویا کچھ سنا ہی نہیں۔ اور جس نے پوچھا ہے۔ گویا اس کو جانتے ہی نہیں۔ ہم جولیوں کی بھلا یہاں کیا گنتی ہے۔ جب کہ ماتا کی بھی یہاں پرشنوائی نہیں ہوتی۔ اس زمانے سے ایک اور قدم آگے بڑھے۔ کہ دوست دشمن اپنے پرائے خویش و اقارب ہندو و مسلمان رنج و غم میں تمیز ہونے لگی۔ اگر کچھ پڑھے ہیں۔ تو دنیا میں ہی اور ترقی کرنے لگے۔ نہیں تو لیکچر سننے کے شوق نے آ دبایا۔ اب وہی کتھا وارتا جو پہلے پھیکی پھیکی نظر آتی تھی۔ بھلی معلوم ہونے لگی۔ روپیہ پیسہ جس کو پہلے خرچ کرنا فخر خیال کرتے تھے۔ اب پیٹ پر پٹی باندھ کر جمع کرنے لگے۔ اور اگر کچھ پڑھے لکھے ہیں۔ تو ست سنگ کی طرف طبیعت کا میلان نظر آنے لگا۔ اس بات کی پشیمانی ہوئی کہ ہم نے مفت میں عمر گنوائی۔ کوئی پرمارتھ کا کام نہیں کیا۔ کبھی تیرتھ یاترا سے پرلوک سدھارنے کی خواہش ہوتی ہے۔ کبھی گورو کی تلاش اور کبھی سب کچھ چھوڑ کر سادھو ہو جانا سوجھتا ہے۔ بالفرض ایسا کر بھی لیا۔ تو اصلی مکتی کی ان باتوں میں کوئی صورت نہیں۔ یاد رہے۔ کہ جب تک ایشور کے [illegible] پریم میں کوئی اپنی ہستی کو گم نہیں کر دیتا۔ کبھی بھی سب دکھوں سے نجات نہیں پا سکتا۔ جب تک کبھی کو ہر وقت ایشور حاضر ناظر نہیں نظر آنے لگتا کبھی پریمی نہیں کہلا سکتا۔ ایسے پریمی کی کرشن نے بار بار تعریف کی ہے۔ اب ذیل میں ہم ایک خود پریم اور گورو سیوا کی سب سے بڑی مثال دے کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

ایک دفعہ سری کرشن کے گورو دُرباشا رشی دوارکا میں آئے۔ اور شہر کے باہر کسی باغ میں فروکش ہوئے۔ جب کرشن جی کو ان کے آنے کی خبر ملی وہ ننگے پاؤں گورو کی سیوا میں حاضر ہوئے۔ دعا سلام کے بعد عرض کی کہ مہاراج! بھوجن یہاں پر ہی بننا چاہیئے۔ یا آپ غریب خانہ پر پدھاریں گے۔ رشی نے جواب دیا۔ کہ بھئی ہمارے ساتھ دس ہزار شاگرد ہیں۔ تم بھوجن بنانے کی تکلیف نہ کرو۔ یہ سن کر کرشن نے نہایت عاجزی سے جواب دیا۔ کہ مہاراج! دس ہزار تو کیا اگر دس لاکھ بھی ہوتے۔ کوئی تکلیف نہیں۔ کیونکہ کرنے دھرنے والے تو سب کچھ آپ ہی ہیں۔ یہاں بھی اور وہاں بھی صرف آپ کی کرپا کی ضرورت ہے۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ غرض کرشن کے اس طرح اصرار کرنے پر رشی نے ان کی دعوت منظور کی۔ جب کرشن وہاں سے بدا ہوئے تو ان کے شاگردوں میں سے ایک نے کہا۔ کہ مہاراج! کرشن جی کو جیسا کہ سنتے تھے۔ ویسا ہی پایا۔ گویا اپنے زمانے کے بہت بڑے آدمی ہیں۔ مگر مان کا نام و نشان نہیں۔ درباشا

رشی نے کہا۔ سچ پوچھو۔ تو ہم یہاں اس بات کی جانچ کرنے آئے ہیں۔ کہ جس طرح کرشن بل، شوریہ بل۔ ایشوریہ
ودیا۔ گیان وغیرہ سبھی باتوں میں اگرگامی ہے۔ ویسا گورو سیوا شردھا اور پریم میں بھی ہے۔ کہ نہیں۔ تم دیکھو گے۔
کہ ہم ان کی پریکشا کس طرح کرتے ہیں۔ پس بھوجن تیار ہونے پر کرشن خود گورو جی کو لینے آئے۔ انواع و اقسام کے بھوجن
کرشن نے خاص اپنی زیر نگرانی تیار کرائے تھے۔ مگر رشی نے دیکھتے ہی ناک بھوں چڑھا کر کہا۔ کہ یہ کھانا ہمارے مطلب
کا نہیں۔ تم نے کیوں نہیں ہم سے پہلے پوچھ لیا۔ کہ ہم کس طرح کا کھانا کھاتے ہیں۔ ہماری رائے ہے کہ اس سب کھانے
کو سمندر میں بہا دو۔ از سر نو فلاں فلاں قسم کا کھانا تیار ہو۔ وہاں کیا تھا۔ صرف حکم کی دیری تھی۔ بھوجن جیسا کہ رشی
نے بتلایا تھا۔ پھر تیار ہو گیا۔ مگر وہ بھی ناپسند ٹھہرایا گیا۔ غرض اس طرح چند بار بھوجن بنا۔ آخر بصد مشکل رشی نے
بھوجن کیا۔

ناظرین! آپ خیال کریں۔ کہ دس ہزار آدمیوں کے لئے بھوجن بننا اور ایک بار نہیں کئی بار۔ آخر استقلال ہی
تو ہے۔ کہاں تک قائم رہے۔ مگر واہ رے کرشن۔ پریم اور استقلال کی مورتی۔ آپ سب پریمیوں کے سردار ثابت ہوئے
ماتھے میں ذرا بل نہیں آیا۔ اور نہ ہی دل ذرا میلا ہوا۔ بلکہ جوں جوں رشی بھوجن ناپسند کرتے گئے۔ اُن کا پریم اور بڑھتا
گیا۔ جب رشی بھوجن سے فارغ ہوئے اور جنگل کی طرف جانے لگے۔ تو کرشن نے اپنے خاص رتھ کو لانے کا حکم دیا۔ مگر
درواسا رشی کہنے لگے کہ کرشن تم نے بھوجن سے پرسن کیا۔ جی چاہتا ہے۔ کہ آج ایک ایسے رتھ کی سواری کریں جس میں
ایک طرف تم اور دوسری طرف رکمنی گھوڑوں کی جگہ جتی ہوئی ہو۔

اگر کرشن کی جگہ کوئی اور ہوتا۔ تو نہ صرف رشی سے ناراض ہی ہو جاتا۔ بلکہ اگر وہ چاہتا۔ تو جو چاہتا سزا
دیتا۔ کیونکہ راجہ جو ٹھہرے۔ مگر کرشن کے پریم اور شردھا میں ذرا فرق نہ آیا۔ رشی کو بٹھا کر آپ سیدھے رکمنی کے
محل میں دوڑے۔ اور رکمنی کو بلایا۔ رکمنی پٹ رانی تھی۔ اور نہایت حسین نازک اندام پتی برتا استری تھی۔

رکمنی۔ مہاراج کیا آگیا ہے؟

کرشن۔ آج تم سے کچھ ایسا ہی کام آپڑا ہے، جس کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ قبل اس کے کہ وہ کام تم کو
بتلایا جاوے۔ پہلے تم پرتگیا کرو۔ کہ وہ کام تم پورا کرو گی۔

رکمنی۔ سوامی! ایک استری کے لئے اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے پتی کے کام آوے خواہ وہ
کام جان دے کر ہی سدھ کیوں نہ ہو۔

کرشن۔ مہارانی۔ بے شک جان دینا ایک نہایت مشکل کام ہے۔ مگر وہ کام جو آج میں تم سے کرانا چاہتا ہوں۔
اس سے بھی مشکل ہے۔

رکمنی۔ پیارے سوامی! آپ بخوشی فرمائیے۔ لونڈی ہر طرح سے آپ کے کام کرنے کو تیار ہے۔ اس بات کو
آپ خود جان سکتے ہیں۔ کہ میں اس کام کے یوگیہ ہوں کہ نہیں۔

کرشن۔ پتی برتا استری کو کسی کام کے ایوگیہ سمجھنا ٹھیک نہیں۔ تم سے وہ کام ہو سکتا ہے۔ تھوڑی سی تکلیف
ضرور اٹھانی پڑے گی۔

رکمنی۔ میں اقرار کرتی ہوں۔ جو آگیا آپ کی ہوگی۔ اس کو بسر و چشم منظور کروں گی۔

کرشن۔ پریہ جی! تم کو معلوم ہے۔ کہ کل سے ہمارے گورو دوارکا میں تشریف فرما ہیں۔ اور آج تمہارے گھر پہ

پرم کرپا کر کے بھوجن کرنے پدھارے ہوئے ہیں۔ کمال خوشی کی بات ہے۔ کہ وہ بھوجن سے اتی پرسن ہوئے جب وہ بھوجن سے فارغ ہوئے۔ اور اپنی قیام گاہ پر جانے لگے۔ تو میں نے اپنا رتھ منگایا۔ کہ وہ سوار ہو کر چلے جائیں۔ مگر رتھ کو دیکھ کر وہ فرمانے لگے۔ کہ کرشن تم نے بھوجن سے ہم کو بہت پرسن کیا ہے۔ ایک بات سے اور پرسن کرو۔ تو ہم تم سے بڑے پرسن ہوں گے۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے کہا۔ کہ آج ہم چاہتے ہیں۔ کہ ایسے رتھ کی سواری کریں۔ جو کسی کو نصیب نہ ہوئی ہو۔ اسمیں گھوڑوں کی جگہ ایک طرف تم اور دوسری طرف رکمنی جتے۔ بس اسی لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ کہ تم چل کر رشی کی اچھیا پوری کرو۔ رکمنی نے بہت جیو و حجت کی مگر چونکہ پہلے قول دے چکی تھی۔ اس لئے کرشن کے ساتھ رتھ میں جُتنا ہی پڑا۔ اور جب یہ انوکھا رتھ دربا شاجی کے نزدیک آیا۔ وہ نہ صرف خود ہی اس میں سوار ہوئے۔ بلکہ بہت سے شاگردوں کو بھی اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ اور باگ خود سنبھالی کوڑے مار مار کر رکمنی کی پیٹھ لال کر دی۔ جب سب طرح سے تھک گئے۔ تو اُتر کر کرشن کو چھاتی سے لگا لیا۔ دیوتاؤں نے پھولوں کی بڑے زور سے برکھا شروع کر دی اور کہا کہ تم سچ مچ ایشور ہو۔ ہمارے شش نہیں۔ بلکہ گورو ہو۔ دیوتاؤں کے کہنے سے میں محض تمہارا امتحان لینے آیا تھا۔

ناظرین! آپ اندازہ لگا لیویں۔ کہ کرشن کو اس امتحان میں کامیاب ہونے سے کتنی خوشی ہوئی ہوگی۔ سچ پوچھو تو اس امتحان میں پاس ہونے نے اُن کو اتنے بڑے پد پر پہنچا دیا جس پر کہ اور کسی کا پہنچنا امر محال ہے۔

اوم شم

پریم کا ایک قدم

ہمیں منظور ہے یا رب ترا ظلم و ستم لیکن — نہیں منظور دنیا کی [illegible]ت عزت و حرمت

جفا اور جور بہتر ہے ترا عالم کی اُلفت سے — کرم بن تیرے اے رہبر [illegible]ش ہے دنیوی حشمت

نگاہِ یار گو لگتی ہے مثلِ تیر پہلو میں — نہیں لیکن مزا اس سا [illegible] ہو اغیار کی حکمت

طلب میں تیری اے جاناں اگرچہ خاک چھانی ہیں — کہاں ہے اس کی ہم پلہ جہا[illegible] کی شوکت و ثروت

ہے بہتر تیرا خنجر ظالموں کے دستِ شفقت سے — جہاں کی مہربانی سے [illegible] دلا کر آئی غفلت

اگرچہ تیرے شیدائی ہیں مسکینی میں بالاتر

مگر در پردہ ہیں وہ شہنشاہِ دوزخ و جنت

پریم مئے جیون

سجنو! "پریم انک" میں "پریم" کے متعلق پہلے صفحات میں کافی سے زیادہ مضامین عامل یا عمل پُرشوں کے ہردہ روپی سمندر سے موجزن ہو کر قلمبند کئے ہوئے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب اس مضمون پر کچھ اور لکھنے کی "پریم انک" کے صفحات اجازت نہیں دیتے تاہم خواہش کے مطابق پریم مئے جیون کے متعلق لکھنے کا ارادہ کیا جاتا ہے۔

ایک پریمی کے جیون اور اس کے بھاؤں کو تحریر میں لانا ایک مشکل کام ہے۔ کیونکہ ان کا پرگٹ کرنا اسی کا ہی کام ہے۔ جو اس مارگ سے گزر چکا ہو۔ جیسے سمندر میں غوطہ لگانے والا جب موتی کی تلاش کر لیتا ہے۔ تو باہر کے لوگوں کو اس کی خوشی اور مسرت معلوم نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جو پُرش بھگوان کے نزدیک ہو جاتا ہے اور اپنے ہردہ روپی مندر میں اس کے ساکشات درشن کر پاتا ہے۔ تو وہ اپنے آنند اور خوشی کی حالت کو زبان سے ورنن نہیں کر سکتا۔ اس پریم مئے دشا کو وہی جان سکتا ہے جس نے اس کا مزا لیا ہو۔ نیز اگر وہ اپنے ہمجنسوں کو کبھی اپنی اندرونی حالت کا ذکر کرتا بھی ہے۔ تو ان کو وہ لوگ سمجھنے کے ہی اسمرتھ ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ آنند اندریوں کا آنند نہیں بلکہ ہردہ سے محسوس کرنے کی چیز ہے۔ اس آنند کا بھان (احساس) ان پریمی بھگتوں کو ہی ہوتا ہے جنہوں نے اپنی خودی اور ازنیت کا تیاگ کیا ہے اور صرف بھگوان کے ہی ہو گئے ہیں۔ ان کو دنیا میں سوائے بھگوان کے کچھ نظر ہی نہیں آتا وہ ذاتی اغراض سے بالاتر ہو جاتے ہیں۔ ان کو اپنے شریر کی اہنتا ممتا بندھن میں نہیں ڈال سکتی، وہ دنیا کے تمام جھنجھٹوں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ پریم ایسی چیز نہیں جو عام لوگ حاصل کر سکیں جن لوگوں نے تمام کامناؤں کا تیاگ کیا ہے۔ اور جن کے تمام کام بے غرضانہ ہوتے ہیں۔ اور جو ایشور کو انگ سنگ دیکھتے ہیں۔ نیز ایشور سے اپنی کوئی علیحدہ ہستی تصور نہیں کرتے۔ ایسے پُرش ہی اس آنند مئے جیون میں وچرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہیں ایسی ہستیاں جنہوں نے اپنے من اور اندریوں کو وش کر کے مایا کے تینوں گنوں کو آدھین کر لیا ہے اور سدا ایسے آنند مئے جیون کو بسر کر رہے ہیں۔ ایسے پُرش ہی منش کہلانے کا حق رکھتے ہیں جو بھی اندریوں کے غلام ہیں۔ کام، کرودھ، لوبھ، موہ وغیرہ جن کے اوپر ہمیشہ سوار رہتے ہیں۔ وہ اس پریم کی منزل تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے جنہوں نے ان تمام منازل کو طے کر لیا ہے۔ اور بھگتی مارگ میں پرویش کر کے صرف بھگوان کے ہی ہو گئے ہیں۔ وہ ہی اس آنند کو محسوس کر سکتے ہیں۔ یہ پریم اور بھگتی کی نعمت جب بھگوان کی اننیت کرپا ہو تب ہی حاصل ہوتی ہے۔ بھگوان کی کرپا کے حاصل کرنے کے لئے مہاتما لوگ حسب ذیل سادھن بتلاتے ہیں:-

پُرش اپنے آپ توں بھُلدا ائے ———— تدوں لوڑ ایدیش نادان ہووے

بھل اپنی قدر پر تدوں ہندی ———— جدوں اپنا پھیر گیان ہووے

گیان اپنے آپ دا ہوئے تدوں
ہو نے جگیا سا پورن تدوں انہوں
ہووے تدوں کرپا بھگوان دی بھی
بھگتی ہوئے گی تدوں بھگوان والی
ست اچرن سشر پر کرتے سدا
ارج ہی سا گمی سرب سوکھی
غفلت وچ آ کے بھل آپ گیوں
گوبند دکھڑا رہے نہ پھیر کوئی

پورن موکھ اچھّا [illegible] بدوں آن ہووے
کرپا ایشور کی حید [illegible] ل بلوان ہووے
جدوں پریم بھگتی [illegible] درمیان ہووے
تن من تے اد [illegible] زبان ہووے
مکھوں نام [illegible] سنوں دھیان ہووے
پرش البیدا نہ [illegible] دان ہووے
پین دکھ تکلیف [illegible] اٹھان ہووے
جدو [illegible] سکھ سرو [illegible] داہان ہووے

سچا پریمی جس وقت تن من اور دھن ایشور ارپن کر دیتا ہے۔ اور شبد گرمو [illegible] رسندھیا آپاسنا۔ گائتری پبلک سیوا۔ [illegible] کی شدھی وغیرہ وغیرہ) کو اپنا اصلی کرتویہ بنا لیتا ہے۔ زبان سے ایشو [illegible] کے ناموں اور منتر وغیرہ کا جاپ جاری رکھتا ہے اور دل میں اس چیتن سروپ آنند کند بھگوان کا دھیان کرتا ہے۔ اس وقت ایشور کی کرپا ہو جاتی ہے اور وہ پریم کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔

ایسے پریم کا درجہ گیان سے بھی افضل مانا گیا ہے۔ جہاں پریم کا دیوتا [illegible] آسن جما لیتا ہے۔ وہاں گیان کی کچھ پیش نہیں جاتی کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔ پریم کی بیماری لاعلاج ہے۔ کسی شاعر نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ ؎

واعظا کیا تو نصیحت کیا مجھے سمجھائے ہے
نیک و بد سوجھے نہیں جب دل کہیں لگ جائے ہے

ایک اور شاعر نے یوں ارشاد کیا ہے ؎

کیا دیکھتا ہے ہاتھ میرا چھوڑ دے طبیب
یاں جان ہی بدن میں نہیں نبض کیا چلے

بابا سائیں داس جی فرماتے ہیں ؎

ہیچ ہیں سما دہ لاگی گیان تا ہیں بھولا
پریم بھگتی چت سمانی افلنی ہیں جھولا

شریمد بھاگوت میں لکھا ہے کہ کرشن جی کے پریم میں گوپیاں اس قدر از خود رفتہ ہو گئی تھیں کہ ایک لمحہ کے لئے ان کی جدائی گوارا نہ کر سکتی تھیں۔ ایک دفعہ کرشن جی کو بندرابن سے رخصت ہو کر متھرا جانا پڑا۔ وہاں وہ کافی عرصہ تک کنس وغیرہ پاپیوں کی سرکوبی میں مصروف رہے۔ ان کی جدائی میں جو حال گوپیوں کا ہوا۔ اس کا بیان کرنے سے قلم قاصر ہے۔ جب ان کا یہ حال زار سری شیام سندر کے گوش گذار کیا گیا۔ تو انہوں نے اپنے گیانی بھگت اودھو جی کو گوپیوں کو گیان اپدیش دے کر شانتی دینے کے لئے بھیجا۔ اودھو جی

گیان یعنی علم معرفت میں تو فی الواقع ماہر کامل تھے۔ لیکن پریم کی مہما کو نہیں جانتے تھے۔ بس انہوں نے جاتے ہی گیان کا دفتر کھول دیا۔ اور طرح طرح کے اُپدیش دینے شروع کر دیئے۔ کہ اے نادان لڑکیو! کیوں خواہ مخواہ اپنے جی کو ہلکان کر رہی ہو۔ کرشن جی کی موہنی مورت کا خیال چھوڑ کر ایک شدھ نراکار پرماتما کا دھیان کرو۔ جس کی نہ کوئی شکل ہے، نہ صورت، رنگ ہے نہ روپ۔ ماں ہے نہ باپ جو ذرہ ذرہ میں سمایا ہوا ہے اُسی کا جاپ کرو۔ اور پریم کے اس فضول آڈمبر کو جو تم نے رچ رکھا ہے تیاگ کر کے اپنے فرائض منصبی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس میں تمہارا کلیان ہے۔ ورنہ یونہی رو رو کر مفت میں جان گنوا دوگی اور ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ گوکل کا وہ گوالہ تمہارے پریم کی قدر کیا جانے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اودھو جی کا جادو کارگر نہ ہوا۔ بلکہ اس کے تمام وعظ و نصیحت کا اُلٹا ہی اثر ہوا۔ یعنی بجائے اس کے کہ گوپیاں گیان دھیان میں لگ جائیں۔ انہوں نے اُلٹا اودھو جی کو پریم کا ایسا شاندار سبق پڑھایا کہ لینے کے دینے پڑ گئے۔ اس کی تو یہی مثل ہوئی۔ کہ "گئے تھے نماز بخشوانے اُلٹے روزے گلے پڑے" چنانچہ اودھو بابھی سری کرشن جی کے پریم میں اس قدر سرشار ہو گئے۔ کہ تن من کی بھی سدھ نہ رہی۔

جب وہ سری کرشن جی کی خدمت میں پہونچے۔ تو انہوں نے دریافت فرمایا۔ کہ کہو بھائی گوپیوں پر تمہاری نصیحت کا کچھ اثر ہوا یا نہیں۔ اس پر اودھو جی نے ندامت سے گردن جھکا لی۔ اور عرض کی کہ میری نصیحت کا تو کیا اثر ہونا تھا۔ اُلٹا اُن کی نصیحت مجھ پر جادو کر گئی۔ اور میں بھی آپ کے پریم میں ایسا ہی دیوانہ ہو رہا ہوں۔ جیسے کہ وہ۔ یہ سُن کر کرشن جی بے اختیار ہنس پڑے۔

الغرض پریم کی مہما کا ورنن کرنا آسان نہیں۔ یہ وہ جادو ہے۔ جس کا کوئی منتر نہیں۔ یہ وہ مرض ہے جس کا علاج کوئی نہیں۔ لیکن مبارک ہیں۔ وہ لوگ جو اس مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ قابل تحسین ہیں۔ وہ ہستیاں جو اس جنون میں مبتلا ہوتی ہیں۔

جب بھگت کا من بھگوان کے پریم میں مگن ہو جاتا ہے۔ تو وہ تمام دنیاوی تفکرات سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اس کے آئینہ دل پر صرف بھگوان کی تصویر منعکس ہو جاتی ہے۔ اور دوسرے تمام خیالات کا نقش حرف غلط کی طرح مٹ جاتا ہے۔

بھگت اپنے بھگوان کے ساتھ ہی رہتا ہے۔ اس کا جسم تو دنیا میں ہوتا ہے۔ لیکن روح پربھو کی گود میں۔ ایشور پریمی کو دنیاوی لوگوں کی محبت کالے ناگ سے بھی زیادہ خوفناک دکھائی دیتی ہے۔ اہل دنیا کی محبت کی نسبت گوشۂ تنہائی کو وہ لاکھ درجہ بہتر سمجھتا ہے۔ کیونکہ گوشۂ تنہائی میں وہ اپنے پیارے پربھو کے زیادہ نزدیک ہو جاتا ہے۔ اور کیف روحانی اور سرور سرمدی کو حاصل کرتا ہے۔ جو ہمیشہ کے لئے برقرار رہتا ہے برخلاف اس کے وہ جھوٹی دنیاوی لوگوں کی صحبت جس کا نتیجہ دُبدا کلیش رنج و الم بغض و عداوت۔ چغلی بخیلی کے سوائے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس کا تیاگ کرتا ہے۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ دنیاوی لوگ اُس کو ناکارہ۔ بزدل۔ جاہل سمجھ کر اُس سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ جو کہ اُس کے لئے باعث راحت ہے۔ اور منزل مقصود تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔ سچے پریمی کو چونکہ اپنے شریر سے کوئی موہ نہیں ہوتا۔ نیز عزت و آبرو کی خواہش نہیں ہوتی۔ اس لئے دنیاداروں کی پرواہ نہ کرتا ہوا ہمیشہ بھگوان کے چرنوں میں دھیان لگائے رکھتا ہے۔

دُنیا دار لوگ اُس کو کئی طرح کے عذاب دیتے ہیں۔ لیکن وہ ثابت قدم ہی رہتا ہے۔

عشق میں جان سے گزرتے ہیں گذرنے والے
موت کی راہ ہی نہیں دیکھتے مرنے والے

اپنے سچے پریمی اپنے پریتم کی چاہ میں اپنی ہستی کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔

خاک ہو کر عشق میں پائی حیاتِ مستقل
دل کی بربادی میں مضمر زندگی کا راز ہے

پریمی بھگت ایشور روپ ہوتے ہیں۔ گو ظاہرا طور پر وہ سادھارن سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور تمام دُنیا داروں کی نظر میں وہ کم عقل ناکارے ملک پر بوجھ مانے جاتے ہیں۔ لیکن اصلیت میں ایسے مہا پُرش تمام دُنیا کے لیئے ایک بے مثال ہستی ہوتے ہیں۔ اُن کے جیون سے ایک ایسے نور کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ جو کہ تمام سنسار میں سُکھ اور شانتی کے پھیلانے والی ہوتی ہیں۔ گورو نانک دیوجی کا پتا کالو رام تو یہی سمجھتا تھا۔ کہ اُسکا لڑکا اُس کے کاروبار کو۔ اُس کی محنت سے جمع شدہ دولت کو لُٹا رہا ہے۔ لیکن اس کو کیا معلوم تھا۔ کہ اُس کا نونہال دُنیا کے سامنے ایک ایسا آدرش پیدا کر رہا ہے۔ جس کی دُنیا میں کوئی مثال نہیں مل سکے گی۔ دُنیا میں کروڑ پتی ہو گذرے ہیں۔ جن کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔ لیکن گورو اور ان کے پتا کالو رام کا نام جب تک دُنیا رہے گی قائم رہے گا۔ بھگوان کے پریم میں اپنا سروسو (سب کچھ) ارپن کرنے والے ہمیشہ ہی زندہ ہیں۔ جو ایشور کا بھجن کرتے ہیں۔ اور پریم بھکتی میں سرشار ہیں۔ اُن کو ناکارہ نہ سمجھو۔ وہ ایک سورج کی طرح ہیں۔ گو سورج کوئی کام کرتا نظر نہیں آتا۔ لیکن اُس کے پرکاش سے ہی تمام دُنیا کے کاروبار ہو رہے ہیں۔ اسی طرح ایک سچے بھگت کی روحانی زندگی تمام دُنیا کو شانتی اور سُکھ کی پراپتی کرا رہی ہے۔ جس کو عام دُنیا دار اور دشیے وکاروں میں پھنسے ہوئے لوگ محسوس نہیں کر سکتے۔ ظاہرا طور پر جو کام دُنیا میں ہو رہے ہیں۔ اُنکی کیا وقعت ہے۔ ایک شخص صبح سے لے کر شام تک کام کرتا ہے۔ اُس کا مقصد دھن کمانا ہے۔ وہ دھن کماتا ہے۔ بتائیے اس کی محنت کا کیا نتیجہ نکلا۔ صرف یہ کہ مٹی کا ڈھیر ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیا۔ اس سے کیا لابھ ہُوا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ایک بھگت کی زندگی ایک سچی راحت سچی خوشی کے دینے والی ہوتی ہے۔ بھگت اپنے سروپ میں جاگتا ہے۔ لیکن ایک دُنیا دار خواب غفلت میں سویا ہُوا ہے۔ بھگت نے نرش جنم کو سپھل کیا ہے۔ لیکن دُنیا دار نے ایک ایسے قیمتی وقت کو ضائع کیا ہے۔ جس کا خمیازہ وہ گدھا اور بیل بن کر بھگتے گا۔

پیارے سجنو! نرش جنم کی سپھلتا اسی میں ہے۔ کہ بھگوان کی سچی بھکتی پراپت ہو۔ یا گیان کی پراپتی ہو مایا کے تین گُن ست رج اور تم۔ سب پر سپردت ہو رہے ہیں۔ جب ستوگن کا غلبہ ہوتا ہے۔ اُسی وقت ایشور بھجن اور نیک اعمال کرنے کی طرف طبیعت رجوع کرتی ہے۔ ایسے وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ یہ اوستھا گذشتہ کیئے ہوئے شبھ کرموں کا ہی پھل ہوتا ہے۔ اس حالت کو ایشوری کرپا ہی سمجھنی چاہیئے۔ جس پُرش کو اننیہ بھکتی پراپت ہو چکی ہے۔ اُس پر ہمیشہ ہی ستوگن کا غلبہ رہتا ہے۔ اُس نے تموگن اور رجوگن کو دبا لیا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ دُنیاوی کاروبار اور وشیوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور آٹھوں پہر بھگوان کے چرنوں میں رہ کر آنند اور سرور کا لُطف اُٹھاتا ہے۔ نہ اُس کو کھانے کی پرواہ ہوتی ہے۔ نہ پہننے کی۔

نہ کہیں جانے کی نہ آنے کی۔ نہ کسی سے کوئی غرض ہے نہ واسطہ وہ شریر کے بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے۔ وہ استھت پرگیہ یعنی ثابت العقل ہو جاتا ہے۔ اُس کا جنم مرن چھوٹ جاتا ہے۔ وہ اِن دنیاوی مذاہب کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور اِن تمام کو وہ ایک جھنجھٹ ہی سمجھتا ہے۔

م مذہب تا ہیں کوئی عاشقاں دا لا مذہب والے رستے جاونڑے اوہ

اور

م مذہب دی گل کی پچھنا ہیں مذہب عاشقاں دا مولا جان اکو

ایشور کے سچے بھگت دنیا میں کمیاب ہیں۔ نماز روزہ اور شریعت پر چلنے والے۔ نیز تلک لگانے والے۔ سندھیا کرنے والے۔ مندروں میں جانے والے تو آپ کو بیشمار ملیں گے۔ گو یہ کرم بھی اس پریم کی منزل کی پہلی سیڑھی ہیں۔ لیکن اس کے آگے کی منزلوں کو طے کر کے عشقِ حقیقی کے شاندار مندر میں کوئی ویرلا ہی پرش نظر آئے گا۔

گوجرانوالہ میں ایک بھگت ہو گزرے ہیں۔ جن کا نام ہر بھگوان تھا۔ اُن کے پتا کا نام پنڈت جیون لال تھا۔ بھگت جی کو لوگ سدھ سدھ کہکر پکارتے تھے۔ وہ ایک اچھے براہمن خاندان سے تھے۔ اوائل عمر میں انہوں نے کچھ سنسکرت ودیا اپنے پتا سے حاصل کی۔ گیتا۔ وشنو سہسر نام۔ وواہ پدتی اور دیگر کرم کانڈ کے گرنتھ جن کو پڑھنا ایک برہمن کا کرتویہ سمجھا جاتا تھا۔ بھی انہوں نے پڑھے۔ اُن کی طبیعت شروع سے ہی بہت سادھارن تھی۔ لیکن گیان کی پراپتی کے بعد تو بالکل ہی سادہ لوح ہو گئے۔ عام لوگ تو اُن کو مورکھ اور بیوقوف ہی خیال کرتے تھے۔ اُن کی ایسی وچتر حالت تھی کہ اگر وہ صبح بھجن کرنے میں بیٹھے تو سارا دن بھجن ہی ہوتا رہتا۔ نہ کھانے کی سدھ ہے اور نہ گھر جانے کی۔ گرہستی لوگ جن کو کچھ شردھا ہوتی۔ وہ اُن کو اپنے گھر لے جاتے۔ اور اُن سے وشنو سہسر نام یا گیتا کا پاٹھ کرواتے۔ اور جب تک اُن کو یہ نہ کہا جاتا کہ اُٹھو اور بھوجن کر لو۔ وہ پاٹھ ہی کرتے رہتے۔ اُن کی ماتا برِدھ تھی۔ خصوصاً ماتا کا پریم انتہا درجہ کا ہوتا ہی ہے۔ وہ اُن کی فکر میں رہتی۔ اور جب کہیں کسی سے پتہ لگتا وہ اِن کو پکڑ کر گھر لے آتی کپڑے بدلتی اور بھوجن کھلاتی۔ وہ کئی دفعہ اِن کو بازار سے خوردنی اشیا لانے کے لئے بھیجتی۔ وہ خرید لاتے لیکن راستے میں کسی نے کہا کہ سدھ جی مجھے بھوک لگی ہے۔ یہ مجھے دے جاؤ تو تمام کا تمام سامان اُس کو ہی دے دیتے اور خالی ہاتھ گھر لوٹتے۔ ماں بہت ناراض ہوتی۔ لیکن وہ ہنس کو کہہ دیتے۔ کہ ایک بھوکا شخص ملا تھا اُس کو دے آیا ہوں۔ کئی شرارتی لوگ اُن کی اس طبیعت سے واقف ہونے کے باعث اُن کے کپڑے بھی اُتروا لیتے لیکن اُن کو ہرکھ ہوتا نہ شوک۔ ایک دفعہ ایک غنڈے نے اُن سے تمام کپڑے اُتروا لئے۔ اور ایک کوئیں پر لے جا کر کہا کہ سدھ جی۔ اس کوئیں میں چھلانگ لگاؤ۔ سدھ جی کو تمام پرشوں میں بھگوان کرشن کے ہی درشن ہوتے تھے۔ بھلا وہ بھگوان کی حکم عدولی کیسے کر سکتے۔ وہ جھٹ کوئیں میں کودنے کو تیار ہو گئے

لیکن سہ
جان کو راکھے سائیاں مار نہ سکے کو

فوراً ہی ایک شخص نے اُن کو آ کر کندھے سے پکڑ لیا۔ اور کہا سدھ جی یہ کیا کرنے لگے ہو؟ سدھ جی خاموش۔ وہ آدمی جس نے اس طرح کی شرارت کی تھی۔ کپڑے وہاں ہی چھوڑ کر بھاگ گیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ سدھو جی کو اپنے یجمانوں کے گھر میں موضع بوٹیڑہ (ضلع گوجرانوالہ) میں ایک شادی کے موقعہ پر بھیجا گیا۔ چونکہ وہ شادی وغیرہ کے تمام سنسکار کرا سکتے تھے۔ اس لئے عام طور پر اُن کے گھر والے اُن کو ایسے موقعوں پر بھیجدیا کرتے تھے۔ جب سدھو جی یجمانوں کے گھر پہنچے۔ تو اُن کی خوب خاطر تواضع ہوئی۔ گھر میں تمام افراد اُن کی عزت کرتے تھے۔ لیکن چھوٹے چھوٹے بچوں کو ایک تماشہ ہاتھ آگیا وہ سدھو جی کو کہتے۔ سدھو جی بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ جاتے۔ پھر کہتے سدھو جی اُٹھو۔ وہ اُٹھ جاتے۔ سدھو جی کپڑے اُتار کر رکھ دو۔ وہ ویسے ہی کرتے۔ کچھ لڑکوں کو شرارت سوجھی وہ سدھو جی کو ساتھ لے گئے۔ اور گنے کے کھیت سے گنے اکھاڑ اکھاڑ کر چوسنے لگے۔ اور سدھو جی کو کہا۔ کہ اگر کوئی زمیندار (جاٹ) آئے تو خبر کر دینا۔ چنانچہ جاٹ آواز سنکر فوراً آپہنچا۔ لڑکوں نے کہدیا۔ کہ سدھو جی نے ہمیں گنے اکھاڑنے کے لئے کہا تھا۔ اور اُن کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے "کیوں سدھو جی! آپ نے کہا تھا نا؟ سدھو جی نے حسب معمول ہاں کرنی ہی تھی۔ بس پھر کیا تھا۔ بے رحم زمیندار نے خوب زدو کوب کیا۔ مگر سدھو جی ہیں۔ کہ زبان سے کچھ کہتے ہی نہیں۔ سدھو جی کو باندھ کر بٹھا دیا گیا۔ پھر بھی اُنہوں نے کچھ نہ کہا۔ بلکہ عین راحت اور اطمینان سے تماشہ دیکھتے رہے۔ آخر گھر والوں کو پتہ لگا۔ وہ آئے اور جاٹ کو لعن طعن کی اور سدھو جی کو گھر لائے۔ اس زمیندار کا بعد میں یہ حشر ہوا کہ اُس کو ایک مہلک بیماری نے آن گھیرا اور وہ بہت دُکھ اُٹھا کر کچھ عرصہ بعد اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔ اور اسی طرح اُس کا تمام کنبہ قبیلہ بھی راہ عدم ہوا۔

دوسرے دن وہی چھوٹے چھوٹے لڑکے سدھو جی کے ارد گرد ہو بیٹھے۔ اور کہا۔ سدھو جی کوئی بھجن تو سناؤ۔ سدھو جی نے بھجن گانا شروع کر دیا:-

ٹھمک چلت رامچندر باجت پے جنیاں
کلکت اٹھ چلت دھائے پڑت بھوم لٹ پٹائے
دھائے مات گود لیت جسرتھ کی رنیاں
انچر[1] رج[2] انگ جھاڑ ودھ ودھ[3] بھانت سو سوار
تن من دھن وار دیت کہت مردو[4] بچنیاں
مودک[5] میوا رسال اور[6] رچو لیو لال
اور لیو رچ پان کنچن گھنگریاں
ادبھت شوبھا اپار کوی جن نہ پائے پار
گاوت گن شیش جان کے سہسر شو دھنیاں

۱ کپڑا ۲ مٹی ۳ کئی طرح ۴ میٹھے بچن ۵ مٹھائی ۶ اور جو خواہش ہو

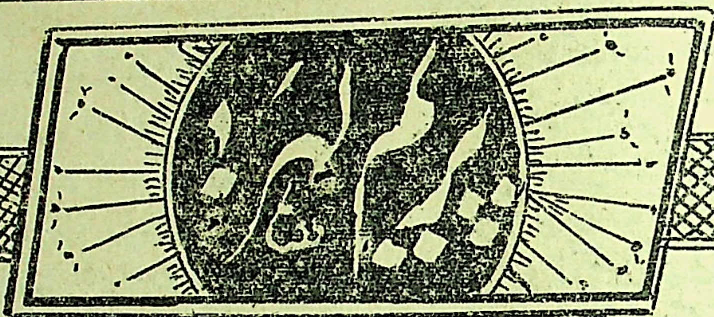
تلسی داس اتی آنند دیکھت مکھاربند

رگھبیر کی چھب سمان رگھبیر چھب نیاں

شادی کا اُتسو ختم ہونے کے بعد سِدھ جی کو بہت سے پارچات مٹھائی وغیرہ اور کچھ نقدی دے کر الوداع کیا گیا۔ وہ مستی کی حالت میں جھومتے جھامتے ۱۲ میل کا سفر طے کر کے شہر گوجرانوالہ میں آ پہنچے۔ ایک مکار شخص نے اِن کو مال و اسباب اُٹھائے ہوئے دیکھا۔ تو اُن کو کہا کہ سِدھ جی یہ کیا ہے۔ جواب ملا۔ کہ یہ مٹھائی اور کپڑے ہیں سِدھ جی میرے بچے بھوکے ہیں، سردی سے بلبلاتے ہیں۔ یہ مجھے دے دو۔ بس سِدھ جی کو کیا دیر تھی۔ سب نقدی اور پارچات اُس کے حوالے کر دیئے۔ اسوقت نہ اُن کو اپنی نادادی کا خیال رہا۔ نہ ماں کی گالیاں ہی یاد رہیں۔ اُن کو سوائے اپنے پیارے کرشن کے دُوسرا نظر ہی نہیں آتا تھا۔ اسی طرح اُن کی شاندار زندگی کے دن گذرتے گئے۔ آخر ۷۰ سال کی عمر میں انہوں نے اپنے فانی جسم کو گیتا کے اٹھارویں ادھیائے کا پاٹھ کرتے کرتے تیاگ دیا۔ جن پریمیوں اور شردھالو پُرشوں نے اِن کی سیوا کی اُن پر بھگوان کی اتی کرپا ہوتی رہی خصوصاً اُن کے چھوٹے بھائی سینئر ہیلتھ میلا رام جی ڈاکٹر جو کہ ایک خاص ست سنگی اور دھرماتما پُرش تھے نے اُن کی خاص شردھا اور پریم سے سیوا کی جس کا پھل یہ ہوا۔ کہ جو مریض بھی اُن کے پاس آتا وہ شفایاب ہوتا۔ دن بدن اُن کا کام بڑھتا گیا۔ اب اُن کے لڑکے ڈاکٹر کرشن لال مِترا کی دُکان حیدڑی گڑھ میں ہے۔ بہت بہت دُور سے اُن کے پاس لاعلاج مریض آتے ہیں۔ جن کو شفا ہو جاتی ہے۔ یہ ہے مہاتما پُرشوں کی سیوا کا پھل۔ گویا سِدھ جی کی رُوحانی شکتی نے اُن کے لواحقین کو بھی رنگ دیا۔

اسلئے سجنو! ایسے بہروپ بھگت شرومنی۔ برہم نشٹھ والے پُرشوں کو کبھی نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ اُن کو کاہل سُست اور مُلک پر بوجھ کہہ کر بے عزتی نہ کرو۔ کیونکہ گورو نانک صاحب فرماتے ہیں "برہم گیانی آپ پرمیشور" ایسے پُرش برہم رُوپ ہوتے ہیں۔ اُن کی نندیا کرنا مہا پاپ ہے۔ اور اُنکی سیوا سے لابھ پہنچتا ہے۔

ایک سچے پریمی کا جیون اپنے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ دُنیا کی بھلائی کے لئے ہوتا ہے وہ اپنے شریر کو دوسروں کے لئے قربان کرتا ہے۔ اُس کو زندگی کی خواہش نہیں اور نہ ہی مرنے کا ڈر ہوتا ہے، وہ اپنا دھن دولت رفاہِ عام کے لئے خرچ کرتا ہے، وہ ضرورتمندوں کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ وہ اپنے شریر کے سُکھ نہیں چاہتا۔ بلکہ تمام جاندار کی بھلائی اور اُنکے دُکھوں کے دُور کرنے میں پرورت رہتا ہے۔ وہ دُنیا داروں کی طرح دھن کو صرف اپنی ذات یا اپنے بال بچوں کے لئے ہی جمع نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اپنا کمایا ہوا دھن غریبوں محتاجوں میں خرچ کرتا ہے۔ عام طور پر دُنیا میں دیکھا گیا ہے کہ جبتک انسان کے پاس صحت اور پیسہ ہے دُنیا دار لوگ اُسکی عزت کرتے ہیں اور اپنے مطلب کیلئے اُس پر جان نثار کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں لیکن خدانخواستہ جب کبھی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے یا اُسکے پاس دھن نہیں رہتا تو اُسکے نزدیکی رشتہ دار بھی اُسکا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن ایک سچا ایشور بھگت نہ ہی تو اُسکی مہلک بیماری سے خوف کھاتا ہے اور نہ ہی اُسکی سیوا سے جی چراتا ہے۔ وہ اُسکی سیوا ظاہرداری کیلئے نہیں کرتا بلکہ خاص عقیدت اور شردھا سے اُسکی تن من اور دھن سے سیوا کرنے میں تیار ہو جاتا ہے۔ ایک دُنیادار کا جیون ایک پریمی کے مقابلہ میں بالکل تُچھ ہے۔ بھگت کا جیون ہی ایک سچا پریم مئے جیون ہوتا ہے۔ ایسا پُرش ہی دھنیہ ہے اور عزت کے قابل ہے۔



(از گوبند پرکاش مصنفہ براہم لیلین شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج)

پریم پیالے واجے توں لوڑیں او منتر منّوالے
اک میان تے دو تلواراں ہرگز نہیں سماون
پریم حقیقی پاوے سوئی جو زندہ مر جاوے
پینگھاں پریم چڑھائیاں جنہاں عشق دیاں لاواں
گُوہڑے نین دا اثر مستانہ دسّے بر بر تکدا
ہوش عقل سب تیری ماہی تن من اُسدا جلیا
طرف ماہی دی تکّے ہر دم اک پل نظر نہ آکے
جھوکے کھیڈ ڈیلے وا دم دم جاندے دین دنی لالی
گنگا گیا گئے بھل اُستوں مکّا ولی بھی مکّا
وانگ سمندر مارے لہراں کون اُستوں موڑے
رکھے صاف ولیلا انگن عشق پہاڑی دے کے
عشق مچاندا اگ بر بھول نہ آہیں پھہ لا کے
راہ پریم وچ مارو نیل ظالم بجلی کڑکے
ہویاں باجھ نہ ملدا ماہی مر جیوے سو پاوے
توں توں یار کوکیندا عاشق بیک آرام نہ لیوے
پی پی کردا مثل پپیہے کوک دا اثر کرا دے
تن عاشق دا تھر تھر کنبے پھر پھر جگر کمبیندا
پیلا رنگ تے آہیں ٹھنڈیاں عقل ہوئے نشانی
جنگل اُتے پہاڑیں پھردا نالے ندی کنارے
جس بیمارے پریمی اندر ٹھاٹھ پریم مچاوے
منہ پر مہر خاموشی لا کے دل وچ یار چتارے

دُنیا ولّوں منہ نوں موڑیں دین قلوں دی نالے
جنہاں پریم رُبانی ہوندا دین دُنی بھل جاون
بُوٹی دی گنڈھ اندر دل وچ ڈولوں مٹاوے
نال پیالے جھوٹے ہر دم میل نیا کے سانواں
مُورت وانگن صورت اُسدی ہو نہوں بول سکدا
بالن ہر ہوں پریم ہوا تا اندر جیندے بلیا
باجھ پیارے سجن اُسدے ہوئے تقاضے چکیے
عشقے والی جیندا چڑھا کے پھوک دیتے تن من نوں
مثل سودائیاں دسّے باہر تن اندر دل او پکّا
اک اک لہر دکھا گئے دُنیا دوجی لہرے روڑھے
جھڑکے آپ محبت والا مشک پریم دی لیکے
عاشق نت کریندا ٹھنڈڑی نین بیچھار چلا کے
اونہاں منزل طے کر کدی جنہاں دا دل دھڑکے
لوکاں بھانے ایہہ تک ہاسا عاشق گرد کھلاوے
دم دم تکّے واٹ سجن دی کدا وہ درشن دیوے
بن کے بلبل تکے گل دے اپنا آپ گواوے
چھم چھم پانی برسن اکھیاں تھم تھم قدم دھریندا
گُوہڑے نین خونیاں دے انگ عاشق جان نشانی
دُنیا چھوڑ دیوانہ ہو کے یار یار پکارے
تن من اُسدا رہے نہ رتی سب ہی ٹھوک دکھاو
مثل سمندر ہو جد اچھلے موتی ظاہر سارے

دل دے ٹھاکر دوارے اندر پریمی پوجا کردا
کرے حویلی دلدی خالی جیہڑی نہ ٹھیکر ٹن پاوے
بے پرواہ پیا پر ایسا پاس کھلون نہ دیوے
چک جھڑکے پاس کھلو کے دوروں یار نجیندا
پیرجے سیر اپنے نوں کٹ کے بھیٹا یار کراوے
دھو کر ہتھ جگت تھیں دوویں پڑھے نماز خفائی
جس دم پیار نظر نہ آوے سو دم کافر جانے
پن ثواب نہ کوئی دیکھے جو ہووے سو ہووے
جھاکی دلبر والی باجھوں تن نوں جانے مردا
پوتھی پتر یاد نہ کوئی بھُلے وید پُرانا
بے تے دا سبق نہ پڑھدا پڑھدا الف حقیقی
بول چال دی غرض نہ اُس نوں چال ہوئے نال دلبر
تسبی مالا دونوں توڑے چھوڑے ورد زبانی
فانی چیزاں دِلوں بھُلا کے رہندا پریم سبھانے
کیسو پھلاں وانگوں دنیا پھِکی من وچ جانے
خواہش اس دنیا دی کوئی ذرا نہ دل تے رکھے
ہار سنگار نہ چاہے تن دا کرے نہ من دا بھاتا
ناموری دا نام نہ لیندا نہ ہی لوڑ لڑائی
کھان پین دا خیال نہ ماسہ ہووے خواہ نہ ہووے
سینہ سچن تے اکھیاں جگ توں منہ پھیر لگا دے
شیشے وانگوں صاف کریندا شیشہ سینے والا
نیں بیری دی جانا اوتھے جتھے وسے پیارا
پریم ٹھاٹھ چڑھ لگیا جتھے جگ دی ہوش بھلاوے
دیکھو پریم مور دھج راجے جگ ہیں کر دکھلایا
دیت پتر پرہلاد بھگت نے پریم کیا بھگوانا
مہاں پرش ہنومنت جہی جب پریت رام من دھارکے
اُڈے بتاں پراں دے پریمی طرف پیارے جانی
جہاں لوکاں گذر کھلوتے اک ادا ہی لاکے
عاشق اک راہی نوں آکھے من او جاون ہارا
اندر یار پیارے تینوں سجھے کم نہ کوئی

بن ٹھاکر کوئی ہور نہ دیکھے دوبیت ہو دل پر پھردا
ایکا ایکی دلدے اندر پیارا یار وساوے
سایہ دیکھ ہے صبرا عاشق دل نوں خوش کر لیوے
ایہہ وی جان غنیمت دل وچ لکھ لکھ شکر کریندا
بے سر ہو کے پیارے والا پورا درشن پاوے
ترک خودی دا سجدا کر کے چھوڑ تصور فانی
یا جھڑ وچھوڑے اوس سجن دے ہور نہ پاپ پچھانے
ایہی پن پریمی سمجھے سکھ یار کھلووے
نظر نہ آوے سوہنا جس پل دم دکھاندا اُڈدا
تیرتھ مکے دی گل نہیں جُھکا پڑھن قرآنا
مُلاں مسجد یار نہ رکھے اکو یار رفیقی
نقش نقوش نہ کوئی دل تے نہ راہی نہ رہبر
من کا منکا پھیرے ہر دم کردا ورد ربانی
جیون اپنا ہور نہ جانے اِک جانی پیارے
ناٹک چاؤ دسنا خیالی ایہہ سنسار پچھانے
بے خواہش دینوں وی ہو کے مزہ پریم دا چکھے
نفس حرامی جانوں مارے رکھے پریم ربانا
عزت ہیت پر چونکا پھیرے ہتھ نہ کام لڑائی
کُل جہاں نوں چاہ وچ پا کے بے چاہ ہو کے کھلووے
ملن وچھوڑا کوڑا چھوڑے دل سائیں ول لاوے
داغ کوئی وی نظر نہ آوے نہ چٹا نہ کالا
سایہ اوتھے رہن نہ ملدا دوئی دا کی چارا
تن دھن خویش قبیلہ سارا اپنے یار اڑاوے
پتر دھر آرے پر چیرا مُکھوں نہ سی الایا
دھار روپ نرسنگھ بھگت دے ہری ہیگ پرگٹایا
بیچ سبھا پرگٹ دکھلایا لوں لوں رام اچارے
کوئی اُس نوں روک نہ سکیا اندر ہوویں جہانی
پاس پیارے پریم لئے ہو نچیل وچ جا کے
بیٹھا پریم لگایا جا ہیں خیال بھلاویں سارے
جا گئیاں نہ وسرے اک دم سینے اندر سوئی

موتی سُرخ ہنجُوں دے سچے لے کر ہار پرودیں
آ ہیا ندا نہوا کے پکھا دم دم جھلیں یارا
تن دھن دی پرواہ نہ رکھیں سر سائیں توں واریں
زندہ چڑھیں جنہاں دے اُتے کفن پے ہنڑی بانکے
کر کے صاف دلے دا خانہ کوڑا خودی اُٹھاسیں
دیوا دلدا روشن کریں پریم فتیل من باتی
بھکھ پیاس گوا کے ساری آس پیا کی رکھیں
شہرت عزت تے وڈیائی خاک تہاں سر پاویں
من بشکالی دالی جدتوں کھیڈ گئیں ہیں ساری
ہوش عقل دنیا دی چھڈ کے در ساقی دے آویں
خودن امید نہ رکھی کوئی تر ڈک کدے نہ ہوسی
تن بھٹھی من مٹ بنا کے پریم مصالحہ پاویں
وشے اندر سب جل جاون نسیے دم دم پیارا
دل اندر کوئی غم نہ جیھیوں راتیں نیند بھلاویں
سر دا نقد روپیا دے کے پریم خریدیں سچا
تن دھن دا جے خرچ کر کے خرچیں راہ نہ سائیں
راہ پریم وچ پریمی پرشاں لگدے تیر گھنیرے
دیوے اندر جیوں جیوں بنی سر اپنا کٹواوے
تیسے جیہڑے سچے پریمی عاشق رب کہاون
بھور بھونڈ دشمن نوں اکو پرکھن دکھڑے دکھیرے
پروانہ تے مکھی دونویں جلن شمع تے آون
سچے پریمی مول نہ ڈردے ملنے دکھاں پاسوں
دل کمزور پھسے وچ وشیاں رہیں عاشقاں کردے
سر نوں کٹ تلی تے رکھے گلی یار دہ آوے
فکر سوچ دی جانہ رکھے عقل ہوش نوں چھوڑے
پریم پیالا پی کے ہر دم مست رہے متوالا
ہان لابھ دا خیال نہ رکھے نہیں نفع نقصانا
ابراہیم ادھم دے وانگوں جگ توں کرے کنارہ
خالی تن دی خاک اڑاوے وانگوں شرف قلندر
مثل شمس دے کھل خودی دی آپے چا اتارے

پا توں سوہنے دے گل اندر ٹھیکر نہ رووین
جھلیں سر سجن دے اُتے ہوسی خوش پیارا
من اپنا بھی نال خوشی دے قربانی کر ڈالیں
مثل سسی دے ملسی تینوں پُنّنم جلدی آکے
یار پیارا تُرت ملے گا جے اکوار بلاسیں
دیکھ عجائب جان سوہنا ملسی رات دراتی
دل نوں سوادُ بھلاویں جھوٹے مزہ پریم نہ چکھیں
خودی ساڑ کے سواہ دسدی تن من چا رماویں
عشق مدرسے دے وچ آ کے پڑھسیں واحد باری
پریم پیالہ پی کے سچا تُرت مست ہو جاویں
سدا مست سکھ اندر رہسیں دکھ نہ کوئی پہنچسی
میخانے یکسوئی اندر مست شراب کڈھاویں
تو خودی دی لے نہ باقی ہووے سب سے نیارا
دل دے اندر دلبر والا نقشہ خوب جماویں
وشے وکاراں دنیا والا چھوڑیں سودا کھوٹا
اور ٹک توں سب کہیے ہو جاسن بیٹن لکھ بلائیں
پر دل اندر فکر نہ لاون دٹ نہ پاوان چہرے
تیوں تیوں روشن بہتی ہووے جاں جاں گھنا دکھاوے
جیوں جیوں دیکھن منہ دکھاندا انتوں بہن رام دھیاون
کوئل کالو نواں رنگ برابر پر بولی توں نکھرے
مکھی نشے پر پروانہ تن من حال دکھاون
لاون تے چا تور نبھاون ڈرن نہ نکلن ساسوں
گلیں پھاہن مزہ پریم دا سر چھپاں نوں دھردے
بے سر ہو کے خودی گواوے تد پیارے نوں پاوے
دور اندیشی تے دانائی والا رشتہ توڑے
گال الانہ ذرا نہ سمجھے فرق نہ دکھ سُکھ والا
زر تے خاک برابر سمجھے اپنا اور بیگانہ
تیر مرن قبول کیتو سو تا چھڈیا اس پیارا
کھادا ماس مچھیاں سارا فرق نہ لیایا اندر
شاہ منصور دا نگر چڑھ سولی یار یار پکارے

لُون کھائے وِچ ہندیخانے لُوں لُوں شُکر گذارے
وانگوں بھگت کبیر جولاہے ایک رام سنگتیں چے
چھوڑے ذاتاں مکر سب من توں کھیلے بازی سچی
مُونہہ لوگ بھساون شالے چھوڑے ڈھنگ بہانے
جینگا بُرا نہ کوئی دیکھے ہناں پیارے جانی
جاگدیاں تے نیندرا اندر اک دم یار نہ بھلے
گننی منتی مُول نہ ہووے سمجھے پریم الارا
دین دُنی نوں سہنت خودی دے اگّوں موم جلاوے
شرم کرم دِنا چادر پھاڑے بند شریعت توڑے
روم روم وِچ رمے پیارا اوسے رگ رگ اندر
کھڑک وِکاراں لوہ نہ سکے کوچ حقیقی پہرے
گردن نفس حرامی اُتّے رکھّے لت دبا کے
سُبھ غرضاں دا دامن جھاڑے چھوڑے حرص مجازی
میراں اُتّے کرماں بانی وانگوں پریم کماوے
حرص ہوا دی لُو نہ آوے چڑھ جاوے اُس من دی
غرض نہ بے برتی دی مطلق کچھ پرواہ نہ ہووے
کوئی ساس نہ جاوے خالی بن اُس جانی پیارے
سر پہ چوہری ہر کر دیکھے وانگوں رام سوامی

پریم پیالہ جاں دکھایا سر دے بیچی پیارے
عورت بیٹا تنبیہی سارے راہ پریم دے خرچے
ڈال پریم دی ڈھالے ایسی رہے نزد نہ کمچی
چالاکی دا نام نہ سارے توڑے تیر لشانے
جدھر دیکھے دلبر دیکھے نہ باقی نہ ثانی
جتھوں ٹکے پیارا اوسے تیر پرے دل دے
لیڑا پریمی سوئی کھاوے تن من اپنے سارا
باجھ پیارے ہور نہ باقی ایسا حال دکھاوے
سب ولّوں منہ موڑے اپنا اک سائیں ول جوڑے
جگ جہان وِچ واسا اُسدا تن بن جاوے مندر
وانگوں شیر رہے وِچ دُنیا کوئی نہ اگے کھڑے
پیش نہ جاون دیوے اُسدی رکھے چیت جگا کے
خوف جُھپکا دے دل توں سب کیا پنڈت کیا قاضی
دُکھ سارے بھی سُکھ ہو جاون زہر امرت ہو جاوے
رہے خیال نہ تن دا رتی خواہش ذرا نہ دھن دی
ایہ کو بیچ دہاں نوں چھڈ کے وِچ میدان کھلووے
دم جائے تے جائے پر اک جھڑک نہ یار سہارے
دل وِچ خوف نہ بدلے چہرہ کھٹکے نام نہ نامی

ہیچے اُوپر دلبر دیکھے اندر باہر دیکھے
اوّل آخر اوہی دیکھے گوبند باطن ظاہر

ڈرامہ

بھرت جی کا بھراتری پریم

شری سوامی اکھنڈ آتمانند جی پارس

پرارتھنا

ہم دین اناتھ پکار رہے شری رام ہرے شری رام ہرے
اک سُور سے ہیں اُچار رہے شری رام ہرے شری رام ہرے
اس باجے کی سا رے گا ما اس ڈھولک کی کٹ کٹ دھا
سب کہہ یہ تار ستار رہے شری رام ہرے شری رام ہرے
سنسار سمندر بھارا ہے، اک تو ہی تارن ہارا ہے
ہم پاپی پھنس منجدھار رہے شری رام ہرے شری رام ہرے
اس ہردے میں ہو واس تیرا، ہو پارس داسن داس ترا
بس اتنا ہی اُپکار رہے شری رام ہرے شری رام ہرے

سین پہلا

"راستہ"

[شری رام پتا پرتگیا پالن کرتے ہوئے بن گمن کر چکے ہیں. شری لچھمن سیتا جی جدائی گوارا نہ کر سکتے ہوئے ساتھ چلے گئے ہیں. مہاراجہ دشرتھ رام ویوگ میں پران دے چکے ہیں. گورو وششٹ کے پتر انوسار بھرت شترگھن ننھال سے واپس ایودھیا آرہے ہیں.]

بھرت :- (دُور ہی سے ایودھیا کے در و دیوار دیکھ کر)

(گانا)

دل ہے گھٹتا جارہا جُوں جُوں ہے منزل کٹ رہی
بے وجہ ہرگز نہیں یہ مُردگی افسردگی
ہو ایودھیا میں کُشل کہ آج میری بے طرح

ہُوک سی اک اُٹھ رہی ہے اور چھاتی پھٹ رہی
ہو رہے ہیں اپ شگن اور ہے طبیعت گھٹ رہی
فکر و غم رنج و اَلم میں ہے تو جب بٹ رہی

جی میں آتا ہے کہ پارس بھر کے جی رو لُوں الٰہی!
ہے نمی گھر کر رہی دل سے خوشی ہے ہٹ رہی

نشر :- بھرا تا شترو ہن! جس وقت سے ایودھیا کے در و دیوار نظر آنے لگے ہیں بے مایہ خیالات دل کو تڑپانے لگے ہیں پاؤں بھاری ہو رہے ہیں۔ آنکھوں سے خواہ مخواہ آنسو جاری ہو رہے ہیں۔ بائیں آنکھ پھڑک رہی ہے۔ سینے میں جوالا سی بھڑک رہی ہے۔ ایودھیا کے سر پر چیلیں منڈلا رہی ہیں۔ دن کے وقت اُلّو کی سی آوازیں آ رہی ہیں۔ ہو نہ ہو دال میں ضرور ہی کچھ کالا کالا ہے اور شنی نے ہمیں کسی چکر میں لا ڈالا ہے۔

شترو ہن :- "بھرا تا جی آپ نے تو میرے ہی دل کی کہہ سنائی ہے۔ گویا میرے ہی منہ سے بات اُڑائی ہے۔ میں خود حیران ہوں سراسیمہ و پریشان ہوں۔ یہ سب کچھ خالی از علت نہیں۔"

بھرت :- رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ شاید ہم کسی مصیبت سے دوچار ہونے والے ہیں۔ اس دُکھ بھرے سنسار میں دُکھی اور لاچار ہونے والے ہیں۔ اسی لئے تو قاصد نے اس کے سوا کچھ بھی نہیں بتایا ہے کہ آپ کو گورو جی نے ایودھیا میں جلدی ہی بلایا ہے بھگوان کرے پرانوں سے پیارے رام، لکشمن اور جانکی جی بہت کشل پورک وقت بتا رہے ہوں اور پوجنیہ پتا جی عدل و انصاف سے حسب دستور سلطنت کا کام چلا رہے ہوں۔ ماتا کوشلیا، سمترا اور جننی نہال ہو، رعایا کا ہر فرد دھرم پر دِرڑھ اور خوشحال ہو۔"

شترو ہن :- "بھرا تا جی! آپ تو ایودھیا کی کُشل کے خیالات دوڑا رہے ہیں مگر حالات تو کچھ اور ہی بتا رہے ہیں۔ ہم صدر دروازہ تک پہنچ گئے لیکن نہ ہی کسی نے کوئی شادیانہ بجایا اور نہ ہی ہمیں کوئی راستہ میں لینے آیا۔ میرے خیال میں ایودھیا پر کوئی بھاری سنکٹ آ پڑے ہیں۔ دیکھو تو یہ در و دیوار کیسے محوِ حیرت کھڑے ہیں۔" ؎

نہیں خالی یہ علت سے مصیبت اس پہ آئی ہے
ایودھیا نے جو صورت غمزدہ اپنی بنائی ہے

بھرت — گانا

در و دیوار سے تیرے یہ حسرت کیوں برستی ہے
بھری ہے ریت تالابوں میں پت جھڑ ہے درختوں پر
گلوں کی بُو کا گلشن خود نظر آتا ہے شیدائی!
پڑے ویران مندر سب سناٹا ہر طرف چھایا

بنی کیوں مثل ویرانہ ایودھیا تیری بستی ہے
کیوں ورشا رُت میں دھرتی تیری ورشا کو ترستی ہے
ہٹائی بادِ صرصر نے کلی غنچوں کی ہستی ہے
بتا مجھ کو کہاں تیری گئی بھگوت پرستی ہے

پوری ماتم کدہ ساری نظر پارس کو آتی ہے
ایودھیا آج ناگن بن کے کیوں مجھ کو تو ڈستی ہے

نشر :- "پیاری ماتری بھومی یہ کیسے بھیانک آثار ہیں ، تیرے مہکتے ہوئے گل و گلزار کیوں نقش بہ دیوار ہیں۔ چار کوٹ میں لہرانے والا سورج بنسی جھنڈا آج کیوں سرنگوں ہے ، پُر رونق گلی کوچوں اور بازاروں میں ہُو کا عالم کیوں ہے ۔ بھرا تا شترو ہن جہاں تک نظر جاتی ہے ، افسردگی اور پژمردگی ہی نظر آتی ہے ۔ محلوں میں گئے بغیر یہ عقدہ وا نہیں ہو سکتا ۔

شترو ہن :- میرا اپنا بھی وچار ہے ان اُجڑے ہوئے بازاروں میں زیادہ دیر ٹھہرنا بیکار ہے ۔ چلئے ماتا کیکئی کے بھون میں ممکن ہے پتا جی وہاں ہی براجمان ہوں اور اُن کے پوتر چرنوں میں پہنچ کر ہماری تمام مشکلیں آسان ہوں ۔

(ڈراپ سین)

(دوسرا سین)

محل کیکئی

(کیکئی اور داسیوں کا ماتمی لباس میں نظر آنا ۔ بھرت اور شترو ہن کا اندر داخل ہوتے ہی حیران ہو جانا)

بھرت ——— (ع) صف ماتم بچھی کیسی یہ کس کا شوک کرتے ہیں

شترو ہن ——— (ع) ہے پہنچا کونسا صدمہ یہ سب آہیں کیوں بھرتے ہیں

کیکئی ——— شعر اُٹھا تمہارے سر سے اب پتا اپنے کا سایہ ہے
کسی کا بس نہیں بیٹا یہی بھگوت کو بھایا ہے

بھرت ، شترو ہن کا مشترکہ گانا

ستم ہا ستم ہو سُرگ کو سدھارے — پتا جی ہمیں چھوڑا کس کے سہارے
تھے ناداں ابھی ہم نہ کچھ بھی پتا تھا — یتیمی کے ہوتے ہیں دُکھ درد بھارے
ایودھیا پتی رو کے بولو ایودھیا — مرا کون والی ہے دُم دُم پکارے
ہماری قسم لوٹ آؤ وہاں سے — ہیں کہتے بھرت شترو ہن تیرے پیارے

خطاؤں پہ جانا نہ پارس ہماری
پتا نے گنہ پُتر کے کب بچارے

بھرت ——— ہائے ہائے کیا پتا جی دُنیا سے منہ موڑ گئے ، ہم سب سے رشتہ توڑ گئے ۔

کیکئی ——— ہاں پیارے لعل تمہارے سر کا سایہ نہ رہا ، میری زندگی کا سرمایہ نہ رہا ۔ مہاراج سُرلوک گمن کر گئے ۔ ہمارے سر مصیبتوں کے پہاڑ پڑ گئے ۔

بھرت ——— آخر پتا جی کو ایسا کونسا اسادھ روگ ہو گیا ۔

کیکئی ——— بیٹا کچھ بھی نہیں ، یُونہی ہمارا نصیبہ سو گیا ۔ اچانک ہی ہا رام ، ہا جانکی ، ہا لکشمن کرتے کرتے اپنے پران تیاگ دیئے

بھرت ——— (زیادہ گھبرا کر) ماتیشوری ! بھراتا رام چندر ، ماتا جانکی اور لکشمن جی اُس وقت کہاں تھے ؟

کیکئی ——— وہ تو اُس سے پہلے ہی ڈنڈک بن جا چکے تھے اور چودہ برس کا بن باس پا چکے تھے ۔

بھرت:- (گھبرائی ہوئی آواز میں) ہیں میں کیا سن رہا ہوں۔ شری رام کو بنباس ماتا جانکی اور انجان لکشمن کے لئے صحرا نوردی۔ ہائے غضب اس قدر بے دردی آخر قصور؟

کیکئی:- میرے پیارے میری آنکھوں کے تارے ذرا طبیعت سنبھال۔ بات دراصل یہ تھی کہ مہاراج، رام کو راج دینے لگے تخت و تاج دینے لگے۔ بھلا ہو بچاری منتھرا کا مجھے سمجھایا بجھایا، سارا نشیب و فراز جتایا۔ پہلے تو میں نے خوب ڈانٹ ڈپٹ بتائی لیکن وہ گالی گلوچ سن کر بھی نہ گھبرائی۔ آخر مجھے بھی ہوش آ گیا، مہاراج کی بے انصافی سے جی اکتا گیا۔ کوپ بھون میں پڑ کر شوک کرنے لگی ٹھنڈی آہیں بھرنے لگی۔ مہاراج آئے، دیکھ کر گھبرائے۔ بہت کچھ ہمدردی جتائی، لیکن میں ماننے میں نہ آئی آخر جب رام کی سوگند کھائی تو میں نے زبان ہلائی۔ کہ مجھے دو بر دان دینے کا وعدہ وفا کیجئے۔ بھرت کو راج اور رام کو چودہ برس بنباس دیجئے۔ مہاراج سنتے ہی غش کھا گئے، اتنے میں رام بھی آ گئے۔ اس نے پتا کے قول کا پاس کیا، اسی وقت گیروا بھیس لیا لکشمن اور جانکی نے ساتھ نہ چھوڑا، رفاقت سے منہ نہ موڑا۔ تینوں نے ایودھیا کو چھوڑ دیا۔ انہی کے غم میں مہاراج نے دم توڑ دیا۔ اب شوک کو جانے دو۔ صبر اور دھیریہ سے کام لو۔ یہ راج سماج تمہارا ہے تخت اور تاج تمہارا ہے ؎

لٹانا موتی اشکوں کے نہیں ہے اب روا تجھ کو
نصیحت کر رہی ماتا ہے با صدق و صفا تجھ کو
محبت مادری ہی میں یہ پاپڑ میں نے بیلے ہیں!
نکالا راہ کا کانٹا دیا راجہ بنا تجھ کو

بھرت (دیوانہ وار) ماتا .... ماتا .... کیا میری .... ماتا تو ہی ہے۔ کیا .... مجھ نرلج بے شرم .... کی جنم داتا .... تو ہی ہے۔ کیا .... کیا .... تو ہی رگھو کل کی رانی ہے۔ سچ سچ بتا .... میں غلطی پر ہوں یا تو ہی مہاراج کی پٹ رانی ہے۔ کہا .... پرنتو .... کہا .... ماتا کے تئیں انوچت شبد دھکار .... دھکار .... دھکار نہیں .... نہیں .... بھرت .... مجبور و لاچار

جو ماتا آج تک تھی وہ رہی نہ اب مری ماتا
سمجھ تو بھی نہیں باقی مرا بیٹے سے کچھ ناطہ
تصور باندھ کر خود کو میں سمجھوں گا بے ماں کے یوں
ہیں سب تسلیم کے رشتے یہ رشتہ اب نہیں بھاتا

کیکئی:- اس قدر کچھ کہنے پر بھی تو شانت نہیں ہوا۔

بھرت:- ہاں بہت بڑا ہی نرلج ہے کہ اتنے پر بھی جس کا دیہانت نہیں ہوا۔

کیکئی:- بیٹا اب بہت افسوس کر چکے، مجھے سخت سست کہہ چکے، خود سرد آہیں بھر چکے۔ اب ساودھان ہو کر راج کماؤ وقت کی نزاکت کو دیکھو زیادہ آنسو نہ بہاؤ۔

بھرت:- بھاڑ میں پڑے یہ راج اور چولھے میں جائے تاج۔ ہائے ہائے رام کو بن باس اور بھرت کے لئے بھوگ و لاس دھکار دھکار ایسے جیون پہ دھکار، سکماری سیتا ماتا اور لکشمن بھرا تا کانٹوں پر بسرام ہو اور بھرت کے لئے محلوں کا آرام ہو۔ پھٹکار پھٹکار ایسی زندگی پہ پھٹکار۔ کلیجے پہ چھری سی چلتی ہے دل میں اگن سی جلتی ہے۔ اگر پاس ادب نہ ہوتا تو ابھی مزہ چکھا دیتا۔ نالائق ستمگر اسمیت تجھے کئے کی سزا دیتا۔

کیکئی:- بیٹا ناحق بدگمان کرتے ہو بے سوچے سمجھے ابھرتے ہو، میں نے جو کچھ بھی کیا ہے تیرے بھلے کے لئے کیا ہے۔

بھرت:۔ —— بھلا کرتی تو بچپن ہی میں وِش مجھکو کھلا دیتی
یا جنما جس گھڑی تھا میں گلا میرا دبا دیتی

کیکئی:۔ بھرت شرم کر —— شرم کر دُودھ کی میرے نہ بن تو بے ادب بیٹا
نہ بک واہی تباہی تو نہ ڈھا اتنا غضب بیٹا

بھرت —— وہی ہے دُودھ شہ ماتا جو بچپن میں پلا ڈالا
نہ پیتا گر گیان ہوتا نہ ہوتا مُنہ میرا کالا
تھا اس سے بھی بہت بہتر پشو یونی اگر ملتی
مگر کُل ناشنی ماتا سے پڑتا نہ مجھے پالا!

کیکئی:۔ ارے بھولے نادان، اپنے اور میرے سمبندھ کو پہچان۔ میں نے تجھے راج دلایا، شاہی تاج دلایا، داس سے راجہ بنایا۔ اس پہ بھی تیری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

بھرت:۔ نہیں نہیں پتی گھاتنی یوں کہو کہ میں نے رام سے اُگیا کاری پُتر پر ستم ڈھایا۔ کومل انگ جنک نندنی پر اتیاچار کیا۔ اپنے پتی کا ترسکار کیا اور اُسے پران تیاگنے پر مجبور کیا۔ اپنے اور بد نصیب بھرت کے لئے کلنک کا ٹیکہ منظور کیا۔ ؎

بھُو بیٹے ہیں بن بھیجے پتی کو جان سے مارا
اسی اپنی ریاست پر نخرہ ڈائن تجھے بھارا

کیکئی:۔ بھوشیہ! نہیں نہیں ورتمان کے راجہ سنبھل اُچت ہے کہ اب راج نیتی کے مارگ پر چل۔

بھرت:۔ بس مجھے تو راج نیتی یہی سکھاتی ہے کہ یا تو رام کو بن سے لوٹا لاؤں اور راج گدی ان کے حوالے کر کے اُن کی سیوا کماؤں۔ نہیں تو خود بھی بنوں میں بھٹک بھٹک کر پران چھوڑ دوں اور اس کلنکت زندگی سے رشتہ توڑ لوں۔ ؎

جو کچھ ہے دُرمتی تیری بھرت سے وہ نہیں ہوگا
پتا نے دی جسے گدی وہی گدی نشیں ہوگا!

(شترگھن کا منتھرا کو چوٹی سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لانا)

شترگھن:۔ بھرا تا جی یہی ہے سارا وِش بونے والی، سارے سنسار میں ہماری ناک ڈبونے والی۔ اسی بد معاش نے یہ گھر اُجاڑا ہے اور بنا بنایا کھیل بگاڑا ہے۔ جی میں آتا ہے کہ ابھی اسے جہنم پہنچا دُوں اور خیر خواہی کا مزہ چکھا دُوں۔

کیکئی:۔ ہائیں ہائیں پُتر شترگھن یہ کیا کر رہے ہو۔

شترگھن —— اسی نے گھر اُجاڑا ہے اسی نے دی یہ بد نامی
اسی میں ہے بھلا ماتا نہ بن اس کی تو اب حامی
یہی دوں کاٹ سر دھڑ سے تو قصہ پاک ہو جائے
یہ سارے پاپ کٹ جائیں اگر نہ ہو یہ نرک گامی

بھرت:۔ نہیں شترگھن نہیں۔ اس پہ کداپی ہاتھ نہ اُٹھانا اور کُل میں ایک اور کلنک نہ لگانا۔

شترگھن۔ کیا اس دُشٹ چنڈالنی پہ آپ کو ترس آرہا ہے۔

بھرت:۔ ہاں اس لئے کہ یہ عورت ذات ہے اگر اس پر ہاتھ اُٹھائیں گے تو کُل کی مریادا اُلنگھن کر جائیں گے۔ اگر استری جاتی پہ وار کرنے کی دھرم آگیا دیتا۔ تو میں سب سے پہلے اس ماتا کے سر دپ میں چھپی ہوئی کالی ناگن سے کیکئی کا بدلہ لے لیتا۔ جب میں نے اسے چھوڑ دیا تو تو بھی

اسے چھوڑ دے۔

(ڈراپ سین)

(تیسرا سین)

محل کوشلیا

(کوشلیا، سمترا اور تمام داسیوں کا شوک وش بیٹھے نظر آنا)

کوشلیا (گانا)

آ میری آنکھوں کے تارے رام آ — ہے سماں آنے کا یہ نہ دیر لا
پتر کی فرقت پتا کو جان کن — ہے سوامی نے گمن سُر پور کیا
فرقت پسر و بہو بھی سخت تھی — دِل پتی کی موت سے چھلنی ہوا
کون ہے دردی بندھائے دھیر جو — ہے فلک ظلم و ستم جب ڈھا رہا
ہیں بھرت و شترگھن ننھیال میں — لاشہ مرتک کا پڑا ہے ترستا
جانکی لکشمن سہت آ اوٹ کو — واہ کرم آکر پتا کا خود کرا

پوچھ لے پار س سے ہم ہیں جاں بہ لب
زندگی ماتاؤں کی آکر بچا!

بھرت (دروازے سے باہر سنتے ہوئے) شترگھن سنو محل سے کیسی آواز آرہی ہے، ماتا کوشلیا پتاجی اور بھراتا رام کی یاد میں آنسو بہا رہی ہے۔ اس قدر آہ و بکا کا باعث میں ہی ناہنجار ہوں، پتاجی کی مرتیو اور رام بنباس کا میں ہی ذمہ وار ہوں۔ اب مجھ سے یہ کشٹ نہیں سہا جاتا اور دنیا میں ناک ڈبو کر زندہ نہیں رہا جاتا۔ بھراتا اتنا اپکار کرنا کہ میری لاش سرجو کنارے پہنچا دینا اور جب ہی پتا کا داہ کرم کرنا میری بھی چتا جلا دینا (خنجر نکال کر) میں اب اس گھور پاپی جیو آتما کا گھات کرتا ہوں (خنجر پیٹ میں مارنا چاہتا ہے کہ پٹ سے محل کا دروازہ کھلتا ہے۔ کوشلیا دوڑ کر خنجر والا ہاتھ پکڑ کر گلے لگا لیتی ہے)

کوشلیا۔ بس بس بیٹا صبر کر طبیعت پہ جبر کر۔

بھرت (چونک کر) ہا ہیں ...... ماتاجی آپ کو کیا خیال آگیا۔ کیا فرطِ غم سے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ جو مجھ پاپی ابھاگے کو اپنا لیا۔ اور پریم سے گلے لگا لیا۔ آپ کو پتہ نہیں کہ میں کُل کلنکنی کیکئی کا پتر ہوں۔ میری ہی وجہ سے آپ پر مصائب کے بادل چھا رہے ہیں۔ میرے ہی کارن بھراتا رام لکشمن اور ماتا جانکی بن کے کشٹ اُٹھا رہے ہیں۔ میرے ہی نام پر پتی گھاتنی کیکئی نے آپ کا ہرا بھرا گلشن برباد کیا بلکہ یوں خیال کیجئے کہ میں ہی نے یہ ستم ایجاد کیا۔ ؎

بھرت جوتیاں ہی ہے کھانے کے قابل
نہیں ہے گلے سے لگانے کے قابل

کوشلیا۔ نہیں پتر نہیں، میں نے ایسا کبھی بھی نہیں بچارا ہے۔ اگر رام آنکھوں کا تارا ہے تو بھرت پرانوں سے پیارا ہے اور خصوصاً آج کل تمہارے سوا میرا کس کا سہارا ہے۔ باقی رہی بات کیکئی کی واستو میں اُس کا بھی کچھ قصور نہیں تھا بلکہ ہمارا سکھ سے رہنا ایشور کو منظور نہیں تھا۔

بھرت۔ ماتیشوری آپ کی اُدارتا پر قربان۔ اس قدر بلند خیالات اتنا اُتم گیان۔ پرنتو سنسار مجھے دھتکارے گا اور تمام عالم من میں بچارے گا کہ رام، بھرت اچھا تھا سے ہی بن بھجوائے گئے ہیں لیکن میں سوگندھ کھا کر کہتا ہوں کہ ماتا اگر اس میں میرا کچھ ہاتھ بھی گنہگار رہوں تو دنیا

میں جس قدر سزائیں رائج ہیں تمام کی تمام بھگتنے کو تیار ہوں۔ جو پاپ گئو بدھ، گورو بدھ، براہمن بدھ، پر ناری گمن کرنے اور پرایا دھن اٹھانے میں لگتا ہے۔ جتنا گناہ دیش کا برا چاہنے سامنے سے بھاگتے ہوئے پر شستر چلانے اور تینوں کال سندھیا نہ کرنے میں لگتا ہے جتنا پاپ اپنی قوم کا دشمن بننے امانت کی خیانت کرنے اور پر دارا ہرنے میں لگتا ہے وہ مجھے لگے اور جتنی سزائیں ان پاپوں کی دیدوں میں آ گیا اُوسار ہیں وہ تمام میں بھگتوں۔ اگر اس میں میرا ذرا سا بھی اشارہ ہو اور مجھے اس کی خبر تک بھی ہو۔ ؎

پرچلت ہیں پاپ جتنے جس قدر اُن کی سزائیں
ہو ذرا سمتی میری تو وہ سبھی سر میرے آئیں

کوشلیا۔ وتس! کیوں اپنا آپ گنوار ہے ہو کس لئے بار بار سوگند کھا رہے ہو۔ آخر تجھ پر شک کس نے کیا ہے تجھے گلہ کس نے دیا ہے۔ جب میں سچے دل سے کہہ رہی ہوں کہ مجھے تم پر کوئی خدشہ نہیں تو سنسار کب تجھ پر اعتراض کر سکتا ہے، کوئی دوسرا کب الزام دھر سکتا ہے ؎

لکھا تھا جو مقدر میں وہی کچھ پیش آنا تھا
مرن راجہ کا ہونا تھا جو بن رگھبر نے جانا تھا
بھلا دوں دوش میں کس پر کروں کس کی شکایتیں
اُدشیہ ہونا تھا یہ سب کچھ فقط بننا بہانا تھا

(گورو وششٹ جی وارد ہوتے ہیں)

وششٹ۔ بیٹا بھرت ذرا ہوش میں آؤ، نہ خود روؤ نہ اوروں کو رلاؤ، رونے کو کیا یہی ایک آدھ گھڑی ہے بلکہ اس کے لئے تو ساری کی ساری عمر پڑی ہے۔ جوں جوں مہاراج یاد آئیں گے، ایکلے ہم تم کیا اودھیا کے تمام نر ناری آنسو بہائیں گے۔ اب اُچت ہے کہ پتا کا داہ سنسکار کراؤ۔

بھرت۔ ہا .... پتا .... ہا .... پتا .... (بھرت کا غش کھا کر گرنا، کوشلیا سمترا کا جل کے چھینٹے دے کر اٹھانا اور گورو وششٹ کا سمجھانا)

وششٹ۔ بیٹا گیانی ہو کر کس کا شوک کرتے ہو یہ شریر ناشوان ہے جیو آتما اس میں چند روزہ مہمان ہے۔ سمے سمے پر چولا چھوڑ دیتا ہے اور اس سے رشتہ توڑ دیتا ہے، دوسرا شوک اس کا کرنا چاہیئے جو سنسار کی مایا اور ترشنا پر مرتا ہے جو پاپی وبھچاری پاکھنڈی ہو کر موت سے ڈرتا ہے۔ شوک اس کا کیجئے جو ستیا بن کر دنیا ٹھگے یا ودیا پا کر ابھیمان کرے، جو دھنوان ہو کر نردھن کو ستائے یا اپنے نام کی خاطر پنیہ دان کرے۔ افسوس اس کی حالت پر کرنا واجب ہے جو اپنے میں اونچ نیچ کا بھید لگائے یا جو مت متانتروں کے جھگڑوں میں پھنس کر برتھا جنم گنوائے۔ رونا اس براہمن کو چاہیئے جو برہم کرم کو چھوڑ دے۔ رونا اس کھشتری کو چاہیئے جو کشاتر دھرم کو چھوڑ دے۔ رونا اس ویش کو چاہیئے جو سچائی اُتم اور بنج بھلا چکا ہو، رونا اس شودر کو چاہیئے جو سیوا تیاگ دے من ہٹا چکا ہو اور ماتم خصوصاً اس اگیانی کا کرنا اوشیک ہے جو ایشور بھگتی سے ناآشنا ہو۔ پرنتو مہاراجہ دشرتھ تو سچے کرم ویر اور پنیہ آتما تھے۔ قول کے دھنی اور پورے دھرماتما تھے۔ ان کی مرتیو پر آہیں بھرنا اور اس قدر ماتم کرنا بے کار ہے۔ اٹھو سادھان ہو کر داہ کرم کراؤ سب سامان تیار ہے۔

بھرت۔ گورو ور جیسے آگیا۔

(ڈراپ سین)

چوتھا سین

دیوان خانہ

(مہاراجہ دشرتھ کے داہ کرم سے فارغ ہوکر گورو وششٹ آگیا انوسار عام دربار کیا گیا ہے تمام وزیر امیر اور رعایا کے نر ناری موجود ہیں۔ گورو وششٹ بیٹھا دیگیہ آسن پر براجمان سامنے بھرت شترو ہن سر بسجود ہیں)

وششٹ (بھرت سے) پُتر اب غم و اندوہ کو دل سے نکالو، راج سنگھاسن اور تاج سنبھالو

بھرت۔ گوروجی آپ کیا فرما رہے ہیں، مجھے خواہ مخواہ پاپ کا بھاگی بنا رہے ہیں۔ بھائی رام چندر جی ذی شعور اور سمجھدار ہیں اور حقیقت میں اس تاج کے وہی حقدار ہیں، مجھے تو نہ راج سے کچھ سروکار ہے اور نہ ہی تاج سے کچھ پیار ہے۔ یقین جانئیے میں تو قسم کھا چکا ہوں کہ جب تک یہ راج مکٹ رام کے سر پر نہیں سُہائے گا، بھرت شتیا تیاگ کر پرتھوی کو بستر بنائے گا۔ لہٰذا میں سلطنت کے کام کو ہاتھ تک نہیں لگاؤں گا، اگر زیادہ تنگ کیا گیا تو ہیرا چبا کر مر جاؤں گا۔

وششٹ۔ اگر آپ کے یہی وچار ہیں تو یہ ایودھیا کی بربادی کے آثار ہیں۔ بغیر راجہ کے راجیہ کا قیام نہیں رہ سکتا۔ ساتھ ہی ماتا آگیا اُلنگھن کرنے سے نیک نام نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا جننی آگیا انوسار شاہی تاج اور ایودھیا کا راج قبول فرمائیے اور ماتا آگیا اُلنگھن کے مہا پاپ سے اپنے آپ کو بچائیے۔

بھرت۔ گوروجی میں ماتا آگیا پالن کرنے سے کب انکار کرتا ہوں۔ البتہ اس وقت بھولی ہوئی ماتا کو پاپ کرموں سے بچا کر اس کا سدھار کرتا ہوں۔ جہاں تک بن سکے گا، بھائی کو بن سے واپس لاؤں گا اور یہ تاج آپ ہی کے ہاتھوں انہیں ہی پہناؤں گا۔ اس طرح ماتا کی بھول بھگوان سے بخشواؤں گا۔

(اچانک ہی پٹ سے زنانے کا دروازہ کھلنا اور کیکئی کا کالے وستروں میں نمودار ہونا)

کیکئی، شاباش بیٹا شاباش تیرے اُچیہ وچاروں نے مجھے رستہ دکھایا۔ اب میری سمجھ میں آیا کہ میں نے یہ اَنرتھ کمایا اور اپنے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگایا۔ بیٹا اب دیر نہ کر میں خود تیرے ساتھ پا پیادہ چلتی ہوں۔ ماتا کوشلیا اور سمترا کو بھی تیار کر جس طرح بھی بن سکے گا، رگھوبیر کو واپس لاؤں گی، حقدار کو حق دے کر اپنے پاپ بخشواؤں گی

وششٹ۔ بیٹا تیری رام بھگتی رنگ لائی، تیری ماتا سیدھے رستے آئی۔ اب دیر فضول ہے۔ تمام شہر میں اطلاع کرا دیجئے اور کل ہی بن کی تیاری کیجئے۔

بھرت۔ گورو دیو جو آگیا۔

(ڈراپ سین)

پانچواں سین

"جنگل"

(بھرت کا فقیرانہ لباس میں تینوں ماتاؤں، وزیر اعظم سومنت اور قریباً تمام نگر نواسیوں کے ساتھ پا پیادہ چلتے نظر آنا)

تمام نگر نواسیوں کا مشترکہ پروگرام

رگھوور کو ہم سب منانے چلے ہیں

منانے چلے ہیں لوٹانے چلے ہیں

تمنا ئیں سب آئیں بھگون ہماری
کرم فرض اپنا نبھانے چلے ہیں
جو سُرزد ہوئی تھی خطا کیکئی سے
اُسے رام سے بخشوانے چلے ہیں
چلی ہیں سمترا کوشلیا بھی ہمراہ
مفارقت اُنہی سے کرانے چلے ہیں
پڑی نیا نگری کی پارس بھنور میں
کھویا کو بن سے بلانے چلے ہیں!

بھرت ———— سے
تری جانب تو رگھبر ہم ہیں باصدق وصفا آتے
ہزاروں شرم آتے ہیں کروڑوں ہیں حیا آتے

بھگوان میں بھراتا کو یہ کلنکت منہ کس طرح دکھاؤں گا، اُن کا یقین کیسے جماؤں گا، جب اچانک اُن سے آنکھیں چار ہوں گی۔ تو دنیا بھر کی لعنتیں ملامتیں میرے گلے کا ہار ہوں گی۔ کیا میں بھراتا رام، ماتا جانکی کے قدم چھوؤں گا کیا گرودیو وشِشٹ کے روبرو ہو سکوں گا۔ نہیں ہرگز نہیں

(لڑکھڑا کر گرنا اور سومنت کا اُٹھانا)

سومنت۔ دھیرج، دھیرج، رگھوکُل بیر دھیرج۔
بھرت۔ (چلتے چلتے راستہ میں پڑا ہوا پتھر ملا روڑا اُٹھا کر) کیا اس سے بھراتا رام اُسکماری سیتا ماتا اور لکشمن جتی کے پاؤں نے ٹھوکر نہ کھائی ہوگی۔ اُن پُوجنیہ چرنوں نے تکلیف نہ اُٹھائی ہوگی۔ سے
او روڑے بات کے تجھکو ادب سے میں اُٹھاتا ہوں
تو اُنکا پاؤں سے اُن کے میں مستک سے لگاتا ہوں!

(روڑا مستک پر مارنا خون بہہ نکلنا۔ بھرت کا غش کھا کر گرنا۔ ہمراہیوں کا حیران و پریشان ہونا بھراتری پریم پرانگشت بدنداں ہونا۔ ماتا کوشلیا کا پنکھا کرنا۔ گورو وشِشٹ کا پانی کے چھینٹے دینا)

کوشلیا۔ بیٹا بھرت صبر کر صبر کر زیادہ نہ ستا نہ خود رو ہمیں رُلا۔
بھرت۔ (آنکھیں کھول کر) ماتا........ماتا........ پر اُپکاری ماتا رہنے دے۔ مجھے اسی حال میں رہنے دے۔
وشِشٹ۔ پیارے بھرت اگر تیرا یہی حال ہے تو ہمارا رام تک پہنچنا سخت محال ہے۔ اُٹھو ہوش میں آؤ اور جلدی قدم بڑھاؤ
بھرت۔ بھرت کب دیر کرتا ہے، جس کی آنکھیں رام درشن کو ترس رہی ہیں۔ (اُٹھ کر چل دیتا ہے)

(تھوڑی دور اور آگے جا کر راستہ میں پڑا ہوا ایک بڑا سا کانٹا اُٹھا کر اور اُسے بغور دیوانہ وار دیکھ کر)

بھرت۔ چبھا ہوگا، ضرور چبھا ہوگا۔ بھراتا رام کے چرنوں میں چبھا ہوگا۔ جنک نندنی کے چرنوں میں چبھا ہوگا۔ پرانوں سے پیارے لکشمن کے چرنوں میں چبھا ہوگا۔ تیری شوخ سُرخی لئے ہوئے نوک ثابت کرتی ہے کہ تو پاؤں سے نکال کر پھینکا گیا ہے (کچھ سوچ کر) ہاں ہاں اسی لئے کہ بھرت نابکار اِدھر آئے تو اُسے پتہ چل جائے کہ ہم جو تیری خاطر بن جا رہے ہیں راستے میں ایسے ایسے کشٹ اُٹھا رہے ہیں۔ بھراتا رام کہا........ ماتا جانکی کہا........ وتس لکشمن........ کہا سے
لگا کانٹا جو چرنوں میں رہے قسمت بھرت پائے
ہوں پیوند کرتا چھاتی میں اندازہ دُکھ کا ہو جائے

(زور سے چھاتی میں مارنا کانٹے کا نصف سے زیادہ حصہ اندر دھنس جانا۔ بھرت کا گر پڑنا۔ سمترا کا گودی میں سر رکھ کر کانٹا نکالنے کی کوشش کرنا)

سمترا (کانٹا نکالتے ہوئے) ——— بیٹا یہ دیوانگی یہ وارفتگی ہمیں کہیں کا نہ چھوڑے گی۔ گھر سے دور جنگل بیابان میں اگر دشمنوں کی جان پر کوئی ....

بھرت (بات کاٹ کر اُٹھتے ہوئے) ——— رہنے دے ماتا رہنے دے یہ کانٹا چبھاتی ہیں رہنے دے، اسے چبھنے دے ماتا چبھنے دے اتنا کشٹ تو سہنے دے۔

سومنت۔ رگھوکل بھوشن کیا کر رہے ہو۔

بھرت (کھڑے ہوکر دیوانہ وار اِدھر اُدھر دیکھنا) ——— بھوشن ..... بھوشن .... رگھوکل بھوشن سے

جو بھوشن تھے رگھوکل کے لئے بیٹھا ہے بن مالی
پڑی ہے منتری بھوشن سے اب تو کل کی کل خالی
کہاں بھوشن رگھوکل کے اگر درشن کرا دو تو
بڑی سوکھی ہے ہو جائے تمنا کی ہری ڈالی

دششٹ۔ سنتوش بیٹا سنتوش سے

رہی گر یہ تری حالت نہ منزل طے کبھی ہوگی
نہ ہوگا حل دل مقصد نہ ہی کچھ بہتری ہوگی
قدم چومے گی منزل آ کے بلا کیوں ابتری ہوگی
تری حاصل تجھے جب اے گورو ور رہبری ہوگی

بھرت ———

(بھرت کا چل دینا کچھ دور جا کر، جنگل کے درختوں کو گلے لگا لگا کر)

او بن کے بھاگیہ شالی برکشو! پاپی بھرت اس یوگیہ تو نہیں کہ تمہیں چھو کر اپوتر کر سکے پر تو اُسی رام کا جن کے کومل انگوں کو تم سپرش کر چکے ہو، واسطہ دے کر پرارتھنا کرتا ہوں کہ مجھے اپنا لو ..... گلے لگا لو .... ہاں ہاں مجھے جی بھر کر رو لینے دو، ندامت کے آنسوؤں سے گناہوں کی میل دھو لینے دو...... آہا ہا غضب کی شیتلتائی ان برکھشوں نے کہاں سے پائی سپرش کرتے ہی شانتی آ گئی اک مستی سی چھا گئی۔ کلیجے میں ٹھنڈک سی پڑ گئی اوشیہ ہی بھگوان رام نے ان سے بھینٹ کی ہوگی اور انہیں اس قدر شیتلتا انہی نے دی ہوگی۔

سومنت۔ بہت سخت گرمی پڑ رہی ہے تو آفت بپا کر رہی ہے۔ اس شکھر دوپہر میں سفر جاری رکھنا مشکل ترین ہے۔ کیونکہ سامنے راستے ریتلی زمین ہے۔ جو کہ آفتاب کی گرمی سے تپ کر انگارہ ہو رہی ہوگی۔

دششٹ۔ پھر تو بہتر یہی ہے کہ دوپہر بھر یہاں بسرام کر لیں اور انہی برکھشوں کے سائے تلے دو گھڑی آرام کر لیں۔

بھرت۔ آرام ..... آرام .... سارے سنسار کے لئے آرام پرنتو .... بھرت کے لئے .... آرام ..... جام آخسے رام جانکی لکشمن انہی راستوں پر چلتے ہوں گے ان کے پوتر چرن بھی ریت کی گرمی سے جلتے ہوں گے۔ تو پھر بھرت گرم ریت سے کیوں ڈرے، کیوں نہ انہی پاؤں پر چل مرے۔

(دیوانہ وار دوڑ کر تمازتِ آفتاب سے جھلستی ہوئی ریت پر لیٹ جانا)

بھرت۔ جلا ..... جلا .... گو گرمی بھرت کے شریر کو جلا (کروٹیں بدل بدل کر) جھلس ...... جھلس ...... سارے جسم کو اچھی طرح جھلس (بھرت کا غش کھانا لوگوں کا ہاہاکار کرتے دوڑتے آنا اور بھرت کو عالم بیہوشی میں درختوں کے سائے تلے لے جانا)

——— (ڈراپ سین) ———

(چھٹا سین)

"چترکوٹ"

(شری رام، لکشمن، جانکی اور نشاد کا ست سنگ کرتے نظر آنا
ایک جاسوس کا اوپر سے آکر نشاد سے مخاطب ہونا)

جاسوس۔ چودھری جی بھرت کا لشکر لڑنے کے لئے نہیں بلکہ درشن کرنے کے لئے آرہا ہے۔ ہمیں ہتھیار اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بھرت کے دل میں محبت ہے کدورت نہیں۔ اس لئے لڑائی کی کوئی ضرورت نہیں۔

رام۔ بھرت جی کا لشکر کیسا؟

لکشمن۔ لڑائی کا ذکر کیسا؟

نشاد۔ میں نے سنا ہے کہ آپ کے بھراتا جی ادھر آرہے ہیں اور لاتعداد سینا ساتھ لا رہے ہیں۔ مجھے شک ہو گیا کہ کہیں لالچ سے اندھا ہو کر کسی نیت سے نہ آرہا ہو۔

لکشمن (بات کاٹ کر) ——— اس کی نیت پر شک کرنا سراسر بھول تھی۔ اتنے لشکر کا ساتھ لانا بدنیتی کی یہی وجہ معقول تھی۔

نشاد۔ اسی لئے بھید معلوم کرنے کے لئے جاسوس بھیج دیا تھا اور ادھر احتیاطاً سینا کو لڑائی کے لئے تیار کر لیا تھا۔

جاسوس۔ بھرت کے دل پر تو اداسی بے مخبوطالحواسی ہے۔ اسے مہاراج کو واپس لے جانے کا خبط سمایا ہے اور یہی جنون اسے یہاں تک لایا ہے۔

نشاد۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کیا وہ یہاں تک آسکتا اور اس کا لشکر بھیلوں کے تیروں سے جان بچا سکتا ؎

ابھی کشتوں کے پشتے یاں مری سینا لگا دیتی
نہ جاتا ایک بھی بچ کر یہیں سب کو سلا دیتی

لکشمن۔ ممکن ہے اس نے دھوکہ دینے کے لئے یہ سوانگ بنایا ہو منہ میں رام رام بغل میں چھری دبا کر آیا ہو ؎

نہ بھولو بھگوے جامے پر بھگت متضاد ہوتے ہیں
کئی دھرماتما ہوتے کئی جلاد ہوتے ہیں

رام۔ بھراتا لکشمن بھائی بھرت پر الزام نہ لگاؤ

جانکی۔ بغیر تحقیق کے انہیں قصوروار نہ ٹھہراؤ۔

لکشمن۔ ماتا اس سے زیادہ آزمائش تحقیق کی گنجائش لشکر کا انتظام فوج کا اہتمام اس کے ناپاک ارادوں کی منہ بولتی تصویر ہے۔ آخر بیٹا تو کیکئی ہی کا ہے جو مکاری اور عیاری میں اپنی آپ نظیر ہے۔ اسی نے سمجھایا ہوگا ہمیں اکیلا سمجھ کر چڑھ آیا ہوگا۔ ؎

پیا ہے دودھ ناگن کا بھرت میں وش بھرا ہوگا
وہ جننی کے اشارے پر سرِ راہ آمرا ہوگا

رام۔ رام اگر ایسا ہی ہے تو بھی وہ مجبور ہے ۔ جیسے ہم نے پتا آگیا سے بن گمن کیا اسی طرح اُسے ماتا کی خوشنودی منظور ہے۔ لہٰذا وہ بالکل بے قصور ہے۔ ؎

اگر وہ آگیہ پالن جنم داتا کی کرتا ہے
تو سمجھو نیک بخت اِس کو جنم اِس کا سُدھرتا ہے

لکشمن۔ آپ کے نرم سُبھاؤ ہی نے ہماری یہ دُرشا بنائی ہے۔ ایودھیا کے راج کی بجائے جنگلوں کی خاک چھنوائی ہے۔ سارے سنسار کا من آپ جیسا نہیں ہے اس ماں بیٹے کے دل میں ہمارا خاتمہ کر کے نش کنٹک راج کرنے کی دُھن سمائی ہے اور یہی ناپاک خواہش اُسے یہاں تک لائی ہے۔ لیکن او بھرت یاد رکھ یہاں بھی کوئی دُلا چنا نہیں ہے جو تو چبا جائیگا بلکہ یہ لوہے کے چنے ہیں۔ اگر مُنہ لگائے گا تو دانت تڑ دائے گا۔ طبیعت اُچھل رہی ہے تلوار میان سے باہر نکلنے کو مچل رہی ہے۔ ؎

گانا

کُٹل نیتی تری تجھ کو یہاں تک کھینچ لائی ہے — اکنٹک راج کرنے کی ہوس دل میں سمائی ہے
صبر کر کے چلے آئے تجھے تخت ایودھیا دے — اکیلے دیکھ بنباسی او ظالم کی چڑھائی ہے
ملے گا تخت کے بدلے تجھے تختہ بھرت اب تو — یقیں کر آپ ہی تو نے قضا اپنی بلائی ہے
سہائی ہوں ترے شنکر تو شنکر کی قسم تجھ کو — کروں گا سر قلم تیرا میسر اگر سہائی ہے

نہ روکو اب اجازت دو مجھے ناتا بھرآتا جی
نہیں یار بس بھرت بھائی بنا دہ تو قصائی ہے

رام۔ شانت لکشمن شانت کرو دھ کی اگنی کو اتنا پرچنڈ نہ کرو۔ اپنی طاقت کا اتنا گھمنڈ نہ کرو۔ بھرت بڑا ہی لائق فائق اور سمجھدار ہے اُس جیسا بھرا تا ملنا بہت ہی دُشوار ہے اور اگر بالفرض محال وہ شترو تا بھاؤ ہی سے آیا ہے اور اِسی لئے اتنا لشکر ساتھ لایا ہے تو اُس پر جے پانا بڑھی کھیر ہے کیونکہ تم اکیلے اور اُس کے ساتھ جم غفیر ہے۔

لکشمن۔ معاف کرنا سامنے بول رہا ہوں۔ اور شاید بے محل زبان کھول رہا ہوں۔ لیکن ؎

بھرت کی سینہ زوری کا مجھے جب خیال آتا ہے
اُبلتا ہے لہو میرا دھنش پر ہاتھ جاتا ہے

باقی رہا اُسے جیتنا یہ کوئی امر محال نہیں۔ لکشمن کے سامنے ٹھہر سکے اُس کی مجال نہیں۔ کیونکہ وہ دھرم سے ہین ہے اور اُس کا من بہت ہی ملین ہے۔ ہاں اگر وہ دھرم پر درڑھ ہوتا تو ہم کبھی اُس پر وجے نہیں پا سکتے تھے۔ ایک لکشمن کیا کروڑوں لکشمن بھی اُسے نہیں ہرا سکتے تھے۔ اب مجھے زیادہ اُپدیش نہ کیجئے اور ذرا دھنش کا چلہ چڑھانے دیجئے۔ اب یا تو یہ بان کال رُوپ ہو کر شترُووں کو یم پور پہنچائے گا یا پھر آپ کے چرن سیوک لکشمن کا بلیدان ہو جائے گا۔

(لکشمن کا بھگوان رام کو سر جھکا کر دھنش کا چلہ چڑھانا۔ سامنے سے بھرت کا پا پیادہ ننگے پاؤں کچھ مٹی میں لتھڑے ہوئے بکھرے ہوئے بال لیں۔ پھٹے ہوئے کپڑوں کے ساتھ دیوانہ وار روتے ہوئے آنا۔ بھگوان رام کا اُسے دیکھ کر آگے بڑھنا۔ بھرت کا سسکیاں بھرتے ہوئے رام چرن پکڑ کر چھاتی کے بل ڈنڈوت کرنا۔ شری رام کا اُٹھانے کی کوشش کرنا۔ بھرت کا پاؤں کو نہ چھوڑنا۔ لکشمن کا اپنی جلد بازی پر دل ہی دل میں پشیمان ہونا)

بھرت (اُسی طرح پڑے ہوئے) بحشنہار پریھو ؎

ادھر ادھر دیکھئے نہ کرپا ہو داس پر
جس نے گنہ کئے ہیں بخشش کی آس پر

رام۔ اُٹھو...... اُٹھو پیارے اُٹھو ذرا مکھڑا دکھاؤ۔ آنکھیں ملاؤ۔

بھرت ——— کوکرمی نہیں منہ دکھانے کے قابل
نہیں ہے بھرت سر اُٹھانے کے قابل

رام۔ بھراتا سینے میں برہ اگن بھڑک رہی ہے، ذرا اُٹھ کر اسے ٹھنڈا کیجئے۔ ؎

بھرت ——— بھر کے جی بھگوان مجھکو اب ذرا رو لینے دو
آنسوؤں سے تم چرن اپنے مجھے دھو لینے دو

رام ——— ختم ہوں گی کبھی پیارے بھرت یہ سسکیاں تیری
کئے دیتی ہیں بے خود اب مجھے یہ ہچکیاں تیری
نہیں ہے دوش کچھ تیرا برتھا سنکوچ کرتے ہو
اُٹھو چھاتی سے لگ جاؤ یہ کیسے سوچ کرتے ہو

بھرت ——— ہوں میں ہی مول سنکٹ کا مجھے ٹھوکر سے ٹھکراؤ
میں خار راہ ہوا ثابت نہ مجھ پہ کچھ ترس کھاؤ

رام۔ بھائی بھرت وحشت کا اتنا جوش اس قدر اظہار افسوس۔ آخر کس غلطی پہ اتنا پچھتا رہے ہو، خود رو رہے ہو اور مجھے رُلا رہے ہو۔ ہم نے اودھیش ہی یہاں آنا تھا آ گئے۔ اس میں نہ کسی کا گلہ نہ قصور تھا بلکہ ایشور کو اسی طرح منظور تھا۔ اب زیادہ نہ تڑپاؤ۔ پہلو میں دھڑکتے ہوئے دل سے لگ جاؤ۔

بھرت۔ کرپالو میں پاپی ہوں مجھ پر دیا نہ کیجئے بھراتری پریم کو نزدیک نہ آنے دیجئے۔ ہاں ہاں مجھے ڈنڈ دیجئے تاکہ میرا سُدھار ہو اور سنسار ساگر سے بیڑا پار ہو۔ میری طرح آنسو نہ بہاؤ بلکہ مجھ پر کرودھ کی چنگاریاں برساؤ۔

رام۔ (زبردستی اُٹھا کر گلے سے لگا کر) صبر بھراتا صبر کر طبیعت پر جبر کر۔

بھرت۔ میں آپ کا گنہگار ہوں۔

لکشمن۔ میں دونوں کا قصوروار ہوں۔ بھائی بھرت کی بھگتی اور شری رام کی دور اندیشی دیکھ کر شرمسار ہوں ؎
نہ سوچا تھا نہ سمجھا تھا یونہی غصے میں آ بیٹھا
دھنش کا بد گمانی میں میں تھا چلّہ چڑھا بیٹھا

بھرت۔ کیا ہی بہتر ہوتا تیر چُٹکی سے نکل جاتا کسی اور کو گزند پہنچائے بغیر میری طرف آتا۔ میں اُسے پہلو میں جگہ دیتا آنکھوں پہ بٹھاتا گناہوں کے کفارے میں جان دے کر سرخرو ہو جاتا پرنتو ؎
بھائی مرے تھے آخر غصہ میں آ کے رک گئے
مری خطا بھلائی چلّہ چڑھا کے رک گئے

لکشمن۔ بھما...... بھراتا کھما
(لکشمن کا بھرت کے پاؤں پر گرنا بھرت کا اُٹھا کر گلے لگا لینا)

بھرت۔ (جانکی جی کے پاؤں چھو کر) نمسکار...... ماتا...... نمسکار

جانکی (سر پر ہاتھ دھر کر) آیوشمان .... بیٹا .... آیوشمان۔ پیارے تیرے ویوگ میں دن رات نالے کرتے تھے۔ ٹھنڈی آہیں بھرتے تھے۔ ایشور کا کوٹان کوٹ دھنیواد ہے۔ جس نے ملاقات کرائی دل کی کمہلائی ہوئی کلی کھلائی۔

بھرت ۔ گنہگار ہوں شرمسار نہ کیجئے۔

جانکی۔ نہیں نہیں بھرت تو دل کا سرور ہے آنکھوں کا نور ہے

رام۔ اور کون کون آئے ہیں؟

بھرت۔ ؎

گورو جی اور ماتائیں سُمنت ہے اور بھائی ہے
گنوں میں نام جن جن کا ایودھیا ساری آئی ہے

لکشمن۔ وہ سب کہاں ہیں؟

بھرت۔ نزدیک ہی آ رہے ہیں۔

رام۔ (جملہ حاضرین سے) چلو استقبال کو جائیں انہیں عزت سے یہاں لائیں

(سب کا چلنا)

(ڈراپ سین)

(ساتواں سین)

چترکوٹ

(بھرت ملاپ ہوئے تین چار روز گزر چکے ہیں۔ شری رام نے پتاجی کے شرادھ آدی سے فارغ ہو کر عام دربار کیا ہے۔ جس میں گورو وششٹ آدی تمام ایودھیا نواسی براجمان ہیں)

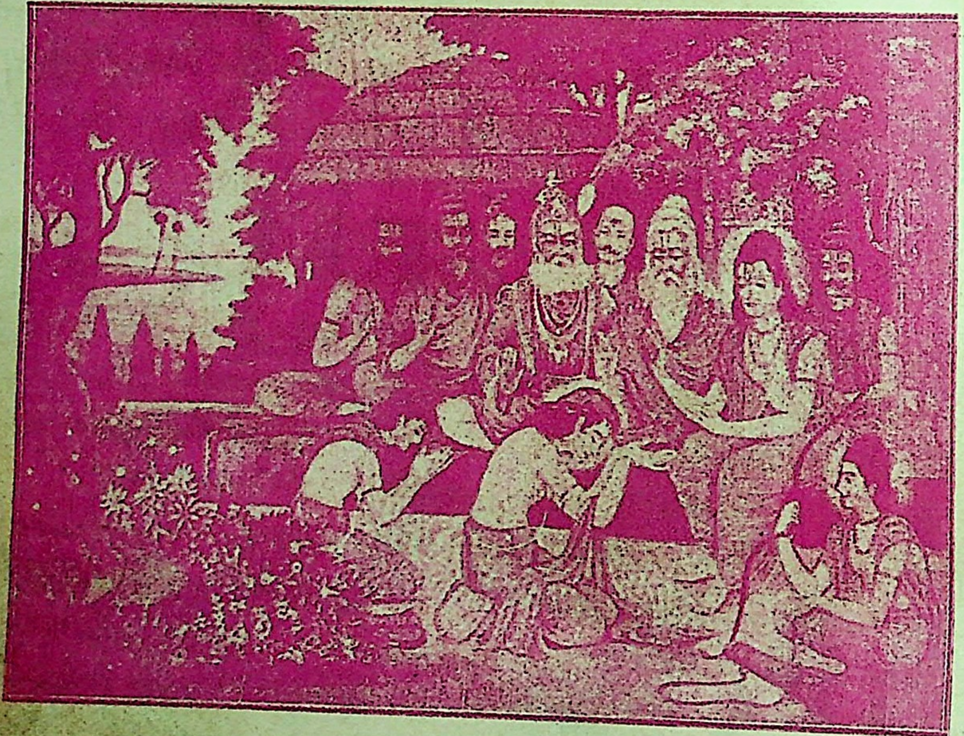
وششٹ۔ پیارے رام اتنے دن ہوئے بھرت سے بھی کوئی بات پوچھی غرض ملاقات پوچھی

رام۔ گورو جی کھما کرنا پتاجی کے غم اور شرادھ آدی کرم میں مصروف رہا ویسے بھی ان کی مرتیو نے گھبرا دیا ہے۔ ہوش حواس بھلا دیا ہے۔

وششٹ۔ بیٹا یہ دنیا چار روزہ ہے کوئی اسے آج چھوڑ دے گا، کوئی دو چار دن آگے پیچھے اِن سے رشتہ توڑ دے گا (بھرت سے) کب تک خاموش رہو گے۔ زبان ہلاؤ اور مدعا بتاؤ۔

بھرت (نیچی نظر کیے ہوئے) ہے رگھوکل بھوشن ماتا سے جو انیائے ہوا ہے اُس کا دھیان نہ کیجئے اب وہ پچھتا رہی ہیں انہیں کھما کا دان دیجئے۔ اس روسیاہی نے اُن کا انگ انگ سیاہ کر دیا ہے ساری عمر کی پکرتی اور نیش کو تباہ کر دیا ہے۔ اب اگر آپ کرپا کریں تو یہ کلنک کا ٹیکہ اتر سکتا ہے اور اُن کا جنم سدھر سکتا ہے۔ بس آپ، جانکی ماتا اور لکشمن بھراتا سہت واپس لوٹ کر ایودھیا کا راج کیجئے اور مجھے شترگھن سمیت یہاں بن باسی بن کر رہنے کی آگیا دیجئے کیونکہ آپ کے بغیر ساری ایودھیا نالے کر رہی ہے اور بن آئی موت مر رہی ہے ؎

گذارش ذرّت لعبت ہے یہی ایکار ہو جائے
گنہ جننی کے کٹ جائیں تری جے کار ہو جائے



भरत जी खड़ावें ले रहे हैं



तपस्वी भरत

رام۔ بھراتا آپ کی ماتری بھگتی تو محتاج بیان نہیں پرنتو ماتا کیکئی کچھ کم سمان نہیں بلکہ اُن سے اُدھک پیاری ہے اور رام اُن کا ایک شردھا پُجاری ہے۔ اُن کی بن آ گیا مجھے راس آئی ہے کیونکہ اسی آگیا نے مجھے اُنتی کی راہ دکھائی ہے ؎

کیا بیٹا کرے ماں کو دھرم کب یہ بتاتا ہے
ہے بیٹا رام سا کیسا اور کیکئی سی ماتا ہے
ہے جس ماتا نے کی اُنتی مری سمجھوں خطا اس کی
وہاں پاپی ہوں کیسے مجھے تو شرم آتا ہے

(کیکئی کا اپنی جگہ سے اُٹھنا اور غش کھا کر گرنا۔ رام اور جانکی کا دوڑ کر تلوے ملنا مُنہ پر پانی کے چھینٹے دینا بڑی دیر کے بعد کیکئی کا آنکھ کھولنا۔ رام کو سنمکھ دیکھ کر آہستہ سے بولنا)

کیکئی۔ رام......رام......میرے پیارے رام میرے دل آرام.....آ.......آ اور میری چھاتی سے لگ جا۔ سینے میں بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھا، مجھے کیا خبر تھی کہ تم چت کے اتنے اُدار ہو اور کوشلیا سے بڑھ کر میرے فرمانبردار ہو......نہیں......نہیں......میں یہ سب کچھ جانتی تھی تجھے اپنا دھن، جیون اور پران مانتی تھی پرنتو نیچ کی سنگت نے یہ اُتپات کرایا۔ دُشٹا داسی نے پرانوں سے پیارے پتر پر بجر اگھات کرایا۔ اب نادم و شرمسار ہوں۔ ماں ہو کر معافی کی طلبگار ہوں۔ سچے پتر ہو تو معاف کر دو جگت میں کیرتی اور یش بھی لو ؎

دُرِ مقصود سے دامن مرا اے رام بھر دینا
میں مضطر ہوں میں بے کل ہوں مراد کھ دور کر دینا

وششٹ۔ کیکئی رو رہی ہے بھرت آنسو بہا رہا ہے پُتر ماں کو کیا کرے رام کو یہاں پاپ نظر آ رہا ہے۔ اس لئے میں پنچوں کی سمتی سے رام کی طرف سے کیکئی کو کیما دان کرتا ہوں، ساتھ ہی زوردار الفاظ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ کیکئی کے اتنے بھاری اپرادھ کو پنچوں نے اس لئے کیما کر دیا ہے کہ اُس کی کوکھ نے بھرت سا پریم پجاری پُتر اُتپن کیا ہے ؎

مرحبا اولاد ہو تو ہو کچھ ایسی نیک بخت
کاٹ کر ماں باپ کے رکھ دے جو اپنے پاپ سخت

شتروہن۔ مانیور بھرا تا جی عرضداشت کے ایک حصے پر دچار ہو چکا اور سبھا سدوں کا فیصلہ طرفین کو سویکار ہو چکا۔ لیکن دوسرے حصہ کا کہ آپ آج ہی گھر لوٹ جائیں راجیہ گدی سنبھال کر ماتاؤں اور دُکھی جنتا کو دھیر بندھائیں، کوئی اثر نہیں ہُوا ہے۔ اس لئے ایودھیا واسیوں کا مُکھ کمل ابھی پوری طرح نہیں کھلا ہے ؎

تری فرقت میں مرد و زن ہیں سب لاچار نگری کے
ہوئے ہیں شو کھ کر کانٹا گل و گلزار نگری کے
نہ ہوں جلوہ فگن جب تک پربھو تخت ایودھیا پر
نہ ہوں گے دُور سوگند ھ ہے یہ دُکھ آزار نگری کے

رام۔ یہ سب برتھا دچار ہے، رام واپس لوٹنے سے لاچار ہے۔ ایک بار نشچہ کر کے اُس سے ٹل جانا نادانی ہے۔ آتما کی نربلتا اور من کی چنچلتا کی نشانی ہے ؎

ارادے سے میں باز اپنے کبھی بھی آ نہیں سکتا
قدم جو اُٹھ چکا آگے ہٹایا جا نہیں سکتا

گمن بن کا ہے شاہراہِ ترقی لطف حاصل ہے
ایودھیا کی گدی پہ رام پر سُکھ پا نہیں سکتا

بھرت۔ ایک بینتی ہے آپ بڑے ہیں پتا سمان ہیں دھرم مورت اور گیانوان ہیں۔ بے ادبی معاف کیجئے اور خود ہی انصاف کیجئے بڑے بھائی کے ہوتے ہوئے چھوٹا راج لے سکتا ہے تخت و تاج لے سکتا ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ بھرت یہ انوچت کرم کرے اپنی کُل میں کلنک لگائے اور اُدھرم کرے۔

یہی ہے آگیا بھگون کلنکت کیا میں ہو جاؤں
اُدھرمی جگ میں کہلاؤں دھرم اپنا نہ اپناؤں

رام۔ نہیں......نہیں......میں کبھی بھی یہ آگیا نہیں دونگا کہ تم کوئی ادھرم کا کام کرو۔ میرا تو یہی اُپدیش ہو گا کہ ستیہ وادی بن کر ستیہ کرم کرتے ہوئے دنیا میں نام کرو۔ پرنتو ماتا پتا کی آگیا ماننا بھی دھرم ہے اور اس کے برعکس اُن کی آگیا اُلنگھن کرنا مہاں پاپ اور ادھرم ہے بھراتا بھرت! کیا تیری یہی مرضی ہے کہ رام بن سے واپس چلا جائے اور ماتا پتا کی آگیا بھنگ کر کے کُل میں کلنک لگائے۔

بھرت ہو آگیا دیتے کلنکت کیا میں ہو جاؤں
اُدھرمی جگ میں کہلاؤں دھرم اپنا نہ اپناؤں

بھرت ——— کرو پھر آگیا بھگون کہ پرجا شاد ہو جائے
دھرم دونو کا رہ جائے اُودھ آباد ہو جائے

وششٹ۔ اس کا ایک ہی علاج ہے کہ چودہ[۱۴] برس شری رام بنوں ہی میں بتائیں اور بھرت جی اُن کے قائمقام کی صورت میں چودہ[۱۴] برس تک سلطنت کا کام چلائیں۔ چودہ برس کے بعد جب یہ واپس لوٹیں تو بھرت جی سُبکدوش ہو جائیں اور راجہ کے فرائض شری رام جی خود نبھائیں۔

بھرت۔ لیکن بھرت پرن کر چکا ہے کہ شری رام جب تک بن میں رہیں گے بھرت تخت کیا شیا (چارپائی) کو ہاتھ تک نہیں لگائے گا بلکہ پرتھوی سے دو ہاتھ نیچے گڑھا کھود کر آسن جمائے گا۔ اس صورت میں سنگھاسن سونا نظر آئے گا۔ اس کا بھی کوئی اُپائے بتا دیجئے اور کلپت مَن کی کلپنا مٹا دیجئے۔

وششٹ۔ ہاں تم شری رام کے پاؤں کی کھڑاؤں (چرن پادکا) اپنے ہمراہ لے جاؤ اور انہیں گدی پر استھاپت کر کے سلطنت کا کام نندی گرام میں رہ کر چلاؤ۔

رام۔ بھراتا تم خود سمجھدار ہو ہر طرح ہوشیار ہو دیکھو ایودھیا اُجڑ رہی ہے بنی بنائی بات بگڑ رہی ہے۔ دھیرج دھرو اور کھڑاؤں (یہ) کھڑاؤں لے جاؤ اور گورو آگیا انوسار انہیں سنگھاسن پر استھاپت کر کے میری طرف سے راجہ کے فرائض نبھاؤ، رعایا پروری کر کے نام پیدا کرو، شان پیدا کرو۔

بھرت — گانا

کروں انکار کیسے میں تسلیم خم بھگون
رہونگا بن کے بنباسی مجھے تیری قسم بھگون
کھڑاؤں تخت پر ہونگی بھرت گوشہ نشیں ہوگا
ایودھیا کی حفاظت کی تجھے ہی ہے شرم بھگون

میں نندی گرام میں رہ کر تیرا ہی ورد کروں گا سدا رہنا مرے من میں سدھر جائے جنم جیون
گئے مجھ کو لگا تا اب برس چودہ گزرتے ہیں مجھے بھر دیر کرنی نہ یہی کرنا کرم بھگون

رہے پار برس اگر اس سے زیادہ ایک دن بن میں
نہ زندہ پاؤ گے مجھکو یہ ہو گا نرت شام بھگون

(نثر) بھرت مجبور و لاچار حکم عدولی کرے تو گنہگار ٹھہراؤں سے کر جاؤنگا گو تخت نشینی میں آپ ہی کے سہارے سلطنت کا کام چلاؤنگا۔
پر تو یاد رکھنا۔ اگر آپ چودہ برس سے ایک دن بھی زیادہ لگائیں گے تو مجھے ہرگز جیتا نہ پائیں گے۔

رام۔ بھرا تا رنج و غم کو بھلا دو۔ فرقت کے خیالات دل سے ہٹا دو۔ چودہ برس کے بعد اوشیہ مل جائیں گے اور دلوں کے کنول کھل جائیں گے۔

(تمام ایودھیا واسیوں کا شری رام لکشمن جانکی سے بیتھا یوگیہ بھینٹ کرنا)

——— ڈراپ سین ———

آٹھواں سین

نندی گرام

(بھرت کا کشا آسن پر بیٹھے نظر آنا)

بھرت ——— گانا

درشن دکھانا جلدی او بانکی شان والے ہو اک نظر ادھر بھی تیر و کمان والے
برسوں گزر چکے ہیں کچھ بھی پتہ نہیں ہے ہو کس جگہ بچھڑ تے آتم گیان والے
ہے خوش نصیب لچھمن جو سنگت کے لطف لیتا کچھ فکر بھی ہے میرا اکہ جہان والے
دل کے چمن کو تو نے فرقت کی لو نے جھلسے اب وصل سے سینچو او گلستان والے

نہ دیکھ آ رہا ہے آنے کا وعدہ جوں جوں
برسوں کے دن ہیں پار تیرے دھیان والے

(نثر) برسوں بیت گئے پران آدھار کی کچھ خبر نہیں کہاں بچھڑتے ہیں ان گھر کے دن کیسے بیتیت کرتے ہیں۔ ادھر جب سے چودھویں سال کا بارھواں مہینہ شروع ہوا ہے دن دن سال سمان نظر آرہا ہے۔ شوق کی آگ بھڑک رہی ہے دل نکلتا جا رہا ہے۔ پربھو تجھے میری سوگند ہے اب دیر نہ لگانا۔ مجھے آتم گیات کا پاپی نہ بنانا۔

(دھابیر کا کلکاری مارنا)

بھرت۔ (چونک کر) یہ آواز کیسی آئی ہے (آکاش کی طرف دیکھ کر) یہ کوئی کسی ہیکل دیو نے صورت دکھائی ہے۔ ہاتھ پہ پہاڑ کا پہاڑ لئے آرہا ہے اور کلکاری مار کر شیخی دکھا رہا ہے ہو نہ ہو کوئی شتر و ہے۔ جو اچانک ہی آفت ڈھانا چاہتا ہے اور اس تیں پہر رات گزرے ہمیں تکلیف پہنچانا چاہتا ہے۔ کیوں نہ اسے گرا دوں اور اس شیخی کا مزا چکھا دوں (چلہ چڑھا کر) او مغرور خبردار ہو جا اور مرنے کے لئے تیار ہو جا۔

——— (بھرت کا تیر مارنا اور ہنومان کا نیچے گرنا)

مہابیر ہا رام۔۔۔۔ ہا رام۔۔۔۔ مہابیر مجبور و لاچار۔۔۔۔ لکشمن کا بچنا دشوار۔۔۔۔ میں زخمی ہو چکا جان سے ہاتھ دھو چکا۔۔۔

پربھو...... یقین جانیے میں بالکل بے قصور ہوں، دن نکلنے سے پہلے پہنچنے سے مجبور ہوں ؎

نہیں ڈر زخمی ہونے کا نہیں مرنے کا غم مجھکو	بچیں گے کس طرح لکشمن یہی رنج و الم مجھکو
اوشدھ سورج نکلنے ہی سے پہلے پہنچ جانا تھا	مگر گھائل کیا ظالم نے راہ میں ہا ستم مجھکو

بھرت۔ (دل ہی دل میں) ہیں! میں کتنا پاپی ہوں، اپرادھ پر اپرادھ کیے جا رہا ہوں۔ بھگوان رام کو دکھ پہ دکھ دیے جا رہا ہوں۔ رام رام کا ذکر، لکشمن کی صحت کا فکر ثابت کرتا ہے کہ یہ رام کے غمخواروں میں سے ہے رگھو کل کے جاں نثاروں میں سے ہے (مہابیر کے پاس پہنچکر) بھائی آپ کون ہیں کہاں جا رہے ہیں، بار بار رام لکشمن کا نام لے کر کیوں گھبرا رہے ہیں۔ شترو کے دھوکے میں بان چل گیا معاف فرمائیے، ادھر تشریف لانے کا باعث مفصل بتلائیے۔ پرانوں سے پیارے رام، ماتا جانکی، بھراتا لکشمن تو کشل سے ہیں۔

مہابیر۔ سیوک شری رام کا ایک ادنیٰ سا غلام ہے انہی کے قدموں میں نواس ہے ہنومان نام ہے۔ پاپی راون نے دھوکا سے ماتا سیتا کو ہر لیا ہے۔ بھگوان رام نے اس سے گھمسان کا یدھ کیا ہے۔ لکشمن کے شکتی بان لگا ہے غشی طاری ہے بھگوان کو غضب کی بیقراری ہے۔ اب سنجیونی درکار ہے لکشمن کی زندگی کا اسی پر دار و مدار ہے۔ اگر اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے سورج نکل آیا سویرا ہو گیا تو یوں سمجھیے سورج بنس میں اندھیرا ہو گیا۔ میں یقیناً وقت پر پہنچ جاتا اگر آپ تیر نہ چلاتے اور مجھے زخمی کر کے نہ گراتے۔

بھرت۔ ہا ستم...... بھراتا لکشمن بیمار، شری رام بیقرار اور بھرت باد و ہاتھ ڈالنے کا گنہگار۔ ہا دیو...... تو کیا کیا گل کھلا رہا ہے کیوں مجھ سے پاپ پر پاپ کرا رہا ہے۔ ایک طرف خوش نصیب لکشمن جو بھائی پر نثار ہوا۔ دوسری طرف کل گھاتک بھرت جو باعث آزار ہوا ہائے ہائے بھگوان رام نے تو بھلا ہی دیا، اتنی مدت میں کبھی یاد بھی نہ کیا۔ اگر اس امر کی اطلاع ہوتی تو کیا ممکن تھا کہ بھرت سے یہ خطا ہوتی ؎

اک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے اک درد سا دل میں ہوتا ہے
ہیں رام دکھی رن بھومی میں اور بھرت یہاں پہ روتا ہے

مہابیر۔ یہ افسوس پھر کرتے رہنا جی بھر کے آہیں بھرتے رہنا میرا دن نکلنے سے پہلے پہنچنا ضروری ہے وقت تھوڑا ہے اور کوسوں کی دوری ہے۔ کچھ تدبیر کیجیے رن بھومی میں وقت پر پہنچائیے ؎

دل ہے گھٹتا جا رہا جوں جوں گزرتی رات ہے	پہنچنا پہلے صبح سے اب تو مشکل بات ہے
تیر کاری نے ترے ہے کر دیا زخمی مجھے	دوریٔ منزل کا ڈر ہے ہو چکی پربھات ہے

بھرت۔ ہنومان جی میں خود ساتھ جاتا، راون کو اس کی شرارت کا مزہ چکھاتا مگر کیا کروں قول دے چکا ہوں، نندی گرام سے اٹھنے کی قسم لے چکا ہوں۔ جب تک خود شری رام کی آ گیا نہ ہو قدم اٹھا نہیں سکتا۔ گھر اڑوں کو اکیلا چھوڑ کر کہیں جا نہیں سکتا۔ ہاں اگر آپ کو دوریٔ منزل کا خیال ہو تنگیٔ وقت کا ملال ہو تو آؤ میرے اس تیر پر براجمان ہو جاؤ اور آنکھ جھپکنے کی دیر میں اپنے آپ کو رن بھومی میں پاؤ۔

مہابیر۔ دھرم مورت، دھرم دیرا محبت اور پریم کی مجسم تصویر یہ بے ادبی معاف آپ ہی کے زور بازو پر پرواز کرنا ہنومان کی ضمیر کے خلاف۔ کیونکہ یہ رام کا ایک ادنیٰ سا پجاری ہے اور اس نے جو دھارنا بھی دھاری ہے، رام کرپا سے پوری کر دکھاتا ہے نہ تنگیٔ وقت سے ڈرتا ہے نہ ہی تکلیفوں سے گھبراتا ہے۔ مہاراج بڑے پریم سے آپ کا نام لیا کرتے تھے۔ بہت ہی تعریف اور توصیف کیا کرتے تھے۔ دل میں شوق دیدار تھا مگر موقعہ ملنا ذرا دشوار تھا۔ آج دل میں خیال آ گیا کہ نندی گرام سے گزرتا جاؤں اور آپ کے پوتر چرنوں کے درشن کرتا جاؤں، سو من کی مراد مل گئی آپ کا بھراتری پریم، آپ کی بھگتی اور شکتی دیکھ کر دل کی کلی کھل گئی۔ اب کسی قسم کا کوئی فکر نہ کیجیے اور سیوک کو اجازت دیجیے۔ ابھی چلا اور سنجیونی پہنچائی بوٹی پہنچی اور لکشمن جی نے شفا پائی۔ ؎

بھروسہ زور بازو پر کسی کا لوں سہارا کیوں	میں ہو کر رام کا سیوک کروں ذلت گوارا کیوں
ابھی پرواز کرتے ہی جا رن بھومی میں اتروں گا	ہے جاں پر کھیلنا آتا کروں اس سے کنارا کیوں

(مہابیر کا ڈنڈوت کر کے پرواز کرنا)

(ڈراپ سین)

(نانواں سین)

نندی گرام

(شری رام بنباس کو آج چودہ برس گزر چکے ہیں اور ان کے اس وقت تک واپس نہ آنے پر بھرت جی کا بے قراری کے عالم میں مجسم غم نظر آنا)

بھرت ——— گانا

دل کی لگی بجھا دے اُو بن سے آنے والے
چودہ برس تو گزرے تیرے بہانے والے
جیتا رہا بھروسے وعدوں کے تیرے اُبتک
وعدے کیا ہوئے وہ وعدہ نبھانے والے
چودہ برس گزرنے پر بھی رہوں میں زندہ
کتنا ہی سخت جاں ہے کہینگے زمانے والے
ہونے کو شام آئی صورت نہیں دکھائی
بیٹھے کہاں ہو بھائی مجھ کو بھلانے والے
کچھ ترس مجھ پہ کھاتے مرنے کو آ بچاتے
بگڑی مری بناتے بگڑی بنانے والے
اب آخرت کے دن میں پکڑوں گا تیرا دامن!
بچ کر نہ جا سکوگے دامن بچانے والے

پاپی ہوں یا کوکرمی پارس ہوں تیرا بھائی
لے لونگا مکتی جب بھر آ مکتی دلانے والے

(نثر) بھرآتا رام آج چودہ برس ختم ہو چکے کیوں وعدہ وفا نہیں کیا۔ صرف آج ہی کی اُمید پر زندہ رہنے والے بھرت کو کیوں درشن نہیں دیا کیوں زیادہ آزمارہے ہو۔ جس لئے اتنا تڑپا رہے ہو۔ لمحہ لمحہ سالوں کا ہو کر جا رہا ہے، دل گھبرا رہا ہے کلیجہ منہ کو آرہا ہے۔ بھرآتا زندگی کی یہ آخری گھڑی ہے۔ موت گودی میں سلانے اور لوری دینے کو تیار کھڑی ہے۔ آج تک تیری امانت کو جان کے ساتھ رکھا اب مجبوراً غفلت کے بے رحم ہاتھوں میں چھوڑ رہا ہوں، جدائی کے صدموں اور خودداری کے تقاضوں سے زندگی سے رشتہ توڑ رہا ہوں (کھانڈا اُٹھا کر) بند ہو جاؤ رام درشن کی منتظر آنکھو بند ہو جاؤ، بند ہو جاؤ، رام شبد کے مشتاق کانو بند ہو جاؤ۔ اب بے جان ہو جاؤ۔ پربھو چرن چھونے کے شیدائی ہاتھو بے جان ہو جاؤ بے تان ہو جاؤ۔ ایفائے عہد کی اُمید میں بجنے والے سازِ زندگی بے تان ہو جاؤ۔ پربھو اب کم انتظار کی۔ اب نہیں رہا جاتا جُدائی کا صدمہ اب زیادہ دیر نہیں سہا جاتا جس جیون پر تیری کرپا درشٹی نہیں وہ اس قابل ہے کہ اُسے مٹا دیا جائے جو اثاثہ زندگی تیرے لوٹانے میں ناکام رہا، وہ اس قابل ہے کہ اُسے لٹا دیا جائے بھما کرنا پربھو میرے اپرادھ کھما کرنا۔ اب پرلوک جا رہا ہوں وہاں درشن ضرور ہوگا اور شیہ ہی یہ سنتاپ وہیں دور ہوگا۔

اب طبیعت ہجر کی زندگی سے ہے اُکتا گئی
مرضِ فرقت شکلِ دیمک جانِ جگر دل کھا گئی
بن رگھوبر خاک زندگی ہے بھرت آغوش میں
موت کہتی ہے مجھے آ جا مری آغوش میں

(بھرت کھانڈا مارنا ہی چاہتا ہے کہ اچانک ہی مہابیر برہمن کے بھیس میں سامنے آکر)

مہابیر۔ دھرم مورت راج رشی یہ کیا کر رہے ہو۔ آتم گھات کا گھور پاپ اپنے سر دھر رہے ہو، پتت پاون رام کا نام لو صبر اور دھیریہ سے کام لو۔

بھرت (حیران ہو کر) ہیں کس نے میرے مشتاق کانوں کو رام نام سنایا جس نے میری پیاسی روح کو یہ امرت رس پلایا (برہم کر کے) اے روح در مجھے مرنے سے کیوں روک لیا پرلوک گمن کرنے سے کیوں روک لیا۔ ؎

کر رہا تھا خاتمہ میں رنج و غم آلام کا
کس لئے ڈالی رکاوٹ نام لے کر رام کا

مہا نبیر: بھرت راج! جن کے غم میں سوکھ کر کانٹا ہو رہے ہو جن کی جدائی میں آنسوؤں سے منہ دھو رہے ہو جن کی خاطر راج پد کو ٹھکرا کر اُسے ٹھکرا چکے ہو جن کی یاد میں اپنے آپ کو پورن بن باسی بنا چکے ہو جن کی وعدہ وفائی سے مایوس ہو کر پرلوک گمن کا اہتمام کر رہے ہو جن کی فرقت برداشت نہ کرتے ہوئے اپنا کام تمام کر رہے ہو وہی دین دیال پربھو پرشوتم بھگوان رام تشریف لا رہے ہیں:

اس تیرے اُجڑے چمن میں پھر بہار آنے کو ہے
اس ترے مغموم چہرے پر نکھار آنے کو ہے

اس قدر بار دل نہ ہو کچھ تو صبر سے کام لے
رام تیرے آ رہے ہیں اب تو دل کو تھام لے

بھرت: ہیں..... کیا کہا شری رام آ رہے ہیں؟

مہا نبیر: ہاں ہاں ماتا جانکی اور لکشمن جی سمیت قدم رنجہ فرما رہے ہیں۔

بھرت: سچ پوچھو تو اعتبار نہیں آ سکتا، دل مضطرب کو صبر اور قرار نہیں آ سکتا تا وقتیکہ آپ اپنا نام نہ بتائیں رگھوبر کا پتہ اور مقام نہ بتائیں۔

مہا نبیر: (برہمن کا بھیس اُتار کر پرگٹ ہو کر) قربانی اور ایثار کا دیوتا! ہنومان کا پرنام سویکار کیجئے بھگوان رام بالمیک آشرم تک پہنچ چکے تھے۔ سب سے پہلے میرے ذمہ یہی فرض تھا کہ آپ کو یہ خوشخبری سُنا دوں اور پھر پاس ہی موقعے کھانے والے بھرت کی جان بچاؤں۔

بھرت: پیارے ہنومان اگر سچ مچ بھرتا رام منتظر آنکھوں کو درشن دکھانے آ رہے ہیں، برہ اگن سے جلتے ہوئے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچانے آ رہے ہیں..... تو بتا اس غم فرقت سے لاچار ہونے والے اور موت سے دوچار ہونے والے مایوس اور ناامید بھرت کو یہ خوشخبری سُنانے والے اور اُسے موت کے بھیانک منہ میں پڑنے پر بھی بچانے والے مہا نبیر تجھے کیا انعام دوں کتنا اکرام دوں:

جی میں آتا ہے اودھ کا کُل خزانہ دے دوں
سلطنت دوں راج دوں تاج شاہانہ دے دوں

ہے خیانت کو امانت رام کی تجھ کو دوں!
پر اُمنگ ہے دل میں یہ سارا زمانہ دے دوں

مہا نبیر: رہنمائے محبت! رگھو ناتھ جی کی اُپار کرپا میں تر ہو کے بھنڈار ہیں۔ اُن کے پوتر نام پر ایسے کروڑوں راج اور تاج نثار ہیں۔ میں بھگوان رام کا ادنیٰ سیوک ہوں یہ تھوڑی عزت افزائی ہے کہ آپ کو ایودھیا کا راج دینے کی دُھن سمائی ہے۔

ہو بس پر مہرباں رگھبر اسے پھر آرزو کیا ہے
سمائیں رام جس دل میں اسے پھر جستجو کیا ہے

زیادہ شاہ دو عالم سے رُتبہ اس کے سیوک کا
ہے بھگتی رس پیا جس نے اسے جام و سبو کیا ہے

بھرت: آ..... آ..... رام بھگتی کے دیوانے آ..... آ کہ بھرت تجھے آنکھوں پہ بٹھا لے تیرے پاؤں کو چوم لے تجھے سینے سے لگا لے، ماہی بے آب کی طرح تڑپتے ہوئے دل کو تسکین دینے والے موت کے تلاطم خیز طوفان میں میری زندگی کی ہچکولے کھاتی ہوئی ناؤ کو کھینے والے رام بھگت آ۔ مجھے آتم گھات کے مہاں پاپ سے روک لینے والے آ رام آگمن کی خبر خوش سُنا کر زندگی کا دان دینے والے آ جا:

آ جو آئے غیب سے میرے بچانے کیلئے
ڈھونڈ رہے ہیں ہاتھ ہاتھوں پر اُٹھانے کیلئے

ہے ترستی آنکھ آنکھوں پر بٹھانے کیلئے
دل دھڑکتا ہے تجھے دل سے لگانے کیلئے

(رام، جانکی اور لکشمن کا داخل ہونا)

رام: (دل ہی دل میں) بھگتی اور پریم کا رنگ، وفا اور رواداری کی اُمنگ۔ چہرے پر اُداسی، بالکل بن باسی مجسم نالہ شبگیر، بھرا تری پریم کی روشن تصویر (ظاہرا) آ..... آ..... مجسمہ قربانی آ..... آ..... تصویر حیرانی آ فرقت میں پھڑکتے ہوئے دل سے لگ جا، برہ اگن سے جھلسے ہوئے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچا۔ اپنا بے لوث اور محبت کا دیوانہ دل میرے دل سے لگا دے۔ پریم، ایثار اور قربانی کا پروانہ دل میرے دل سے لگا دے:

ہے نہیں سمجھی ضرورت تو نے کچھ آرام کی
تاج کو خاطر میں لایا نہ تو خاطر رام کی

تو محبت کا ہے پُتلا تو ہے تصویر وفا!
دنیا کھائے گی قسم اُلفت میں تیرے نام کی

(بھرت کا دوڑ کر ڈنڈوت کرنے کے لئے جھکنا بھگوان رام کا قدموں پر گرنے سے پہلے اُسے پکڑ کر گلے لگا لینا)

بھرت۔ پا لیا...... پا لیا...... تپسیا کا پھل پا لیا۔ اپنا لیا...... اپنا لیا...... پربھو نے مجھے اپنا لیا۔

لیا ہے پا تپسیا کا بھرت نے آج پھل بھگون
کِھلی دل کی کلی میری مٹا سینے کا سل بھگون

ہوا تھا خشک رو رو کر جو چودہ برس فرقت میں
خوشی میں وصل کی آنکھوں میں بھر آیا ہے جل بھگون

رام۔ تیری قربانی تیرا ایثار محتاج بیان نہیں۔ بھرا تری پریم اور بھگتی بھاؤ میں کوئی بھی تیرے سمان نہیں۔ تو نے سنسار کو سچے پریم اور محبت کا سبق دیا ہے، شاہی تاج اور تخت کو لات مار کر ثابت کیا ہے کہ پریم اور اصول کے سامنے جاہ وحشم کی کوئی ہستی نہیں جیسے لوبھ اور لالچ کی ترشی اُتار دے محبت کی وہ ہستی نہیں، جیسے لوبھ اور لالچ کی ترشی اُتار دے محبت کی وہ ہستی نہیں۔ سنسار ہی لوگ تیرے سے پریم کی رٹ لگائیں گے اور ناصح لوگ تیری مثال دے کر بھائیوں کو پریم اور آشتی کا سبق سکھائیں گے۔ ؎

جہاں کو تیاگ بھگتی کا سکھایا ہے سبق تو نے
یہ اُلفت کا محبت کا پڑھایا ہے سبق تو نے

(بھگوان رام کے آگمن کی خبر کا بجلی کی روشنی کی طرح نطلے لفور ساری نگری میں پہنچ جانا۔ تینوں ماتاؤں اور تمام نر ناریوں کا وہاں ہی پہنچ جانا سیتا و گیہ ایک دوسرے سے بھینٹ کرنا)

(ڈراپ سین)

ملتانی بھجن "پریم پریتی" از شری پرمانند ایم۔ اے

واہ واہ میڈی پریم پریتی
واہ واہ میڈی پریم پریتی ٹیک

(۱) پریم پریتی تاں بنے — جے جگ جگ دھرم کمائیے — واہ واہ

(۲) پریم پریتی تاں بنے — جے دم دم نام دھیائیے — واہ واہ

(۳) پریم پریتی تاں بنے — جے گھر گھر پریم نبھائیے — واہ واہ

(۴) پریم پریتی تاں بنے — جے شردھا بھگتی بڑھائیے — واہ واہ

(۵) پریم پریتی تاں بنے — جے چرن کنول چت لائیے — واہ واہ

(۶) پریم پریتی تاں بنے — جے آون جاون مٹائیے — واہ واہ

(۷) پریم پریتی تاں بنے — جے سنشے سُول چکائیے — واہ واہ

(۸) پریم پریتی تاں بنے — جے اپنا آپ گنوائیے — واہ واہ

(۹) پریم پریتی تاں بنے — جے جیون مُکت ہو جائیے — واہ واہ

پریم پریتی تاں بنے — جے پورن پریم سمائیے — واہ

پریم پریتی تاں بنے — جے پرم آنند پد پائیے — واہ

(شردھیہ مہاتما پربھو آشرت جی مہاراج کا)

۱۹۶۲ء کی بھرانتی کو دور کرنے کا سندیش

"مہاتما پربھو آشرت جی مہاراج کا شمار ان مہاتماؤں میں ہے جو ہندوستان بھر میں انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں بیسیوں کتابیں اُن کی چھپ چکی ہیں جن کے مطالعہ سے منش اپنا جیون سدھار سکتا ہے۔ اگرچہ روہتک میں "ویدک بھگتی سادھن آشرم" کے نام سے اُن کے رہنے کا استھان ہے مگر آج کل انہیں ہردوار میں رہنے کا آدیش ملا ہوا ہے اور دیوالی سے لے کر ۹ فروری تک (۶۳ ماہ کیلئے) آورشن برت میں ہیں۔ سنہ ۱۹۶۲ء کی بھرانتی کو دور کرنے کیلئے "ادم" کے پاٹھکوں کے نام مندرجہ ذیل سندیش ارسال کیا ہے۔ ناظرین جہاں خود پڑھیں وہاں اوروں کو بھی سنائیں اور اس پر اوشیہ عمل کریں۔"

(ایڈیٹر)

آج کل سنہ ۱۹۶۲ء کے سمبندھ میں لوگوں میں بہت بڑے تھا وہم سا پھیلا ہوا ہے بلکہ کچھ کال پہلے سے ہی جب سے جوتشیوں نے اشٹ گرہ ایکٹھے ہونے کا پربھاو بھیانک بتلایا ہے، سماچار پتروں دوارا تتھا سنت مہاتماؤں دوارا بھی۔

مجھ پر بھی اپنے ست سنگی یا دوسرے سجن کبھی کبھی ایسا پرشن کر دیتے ہیں کہ سنہ ۱۹۶۲ء میں کیا ہوگا؟ ایسے دیوی دُکھوں کو تو سرویم پربھو ہی جانتے ہیں۔ جو مہرشٹی رچتا تتھا جیووں کا کرم پھل داتا ہے۔ میں تو "ادم" کے پاٹھکوں اور دوسرے ست سنگی پریمیوں کو یہی سمجھاؤ دیتا ہوں کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ تو پربھو آگیا اور پرکرتی کے نیم سے ہوگا ہی۔ ہم اپنے آپ کو ورتمان و بھوشیہ (ماضی و مستقبل) میں سورکشت (بحفاظت) رکھنے کے لیے سنکل دکھ ہرتا، سکل سکھ داتا رکھشک پتا پربھو کی شرن لیں۔ تتھا اپنے جیون کو سدھار اور سنوار لیں جس سے ہمارا اس لوک میں بھلا اور پرلوک میں بھی بھلا ہو جائے۔

دسمبر، جنوری، فروری ان تین مہینوں میں ہم پوری کوشش کریں کہ ہم کسی سے ایرشا، دویش اور گھرنا نہ کریں۔ ایمانداری سے اپنا دیوپار اور کاریہ ویوہار ستیہ سے کریں۔ یہ تین ماس چلانے میں آئے (آمدنی کم ہونے کی سنبھاونا ہو تو یوں سمجھیں کہ ہم یہ تین مہینے گھر سے کھا رہے ہیں پرنتو پاپ اس انوشٹھان میں نہیں کریں گے۔ یدی تین مہینے ہم کو گھر سے کھانا پڑے تو بھی چنتا نہ کریں۔ ویسے بھی منش بیمار ہو جاتا ہے۔ ویوپار میں گھاٹا پڑ جاتا ہے۔ چھل کپٹ، استیہ، متھیا سے بچیں۔ اس سے ہمارا یہ لوک سبدھ ہوگا۔

ان تین مہینوں میں ہر ایک شخص کو من لگا کر سوا لاکھ گائتری[۱] کا جاپ اور نتیہ کرم (روزانہ ہون یگیہ) کے ساتھ ایک مالا گائتری کی ہون میں آہوتی دیں یا کم سے کم ایک وید کا یگیہ کریں۔ یدی یگیہ کی سامرتھ (طاقت) نہ ہو تو ایک وید کا پاٹھ پارائن کریں۔

اس پربھو شرن سے ہمارا لوک بن جائے گا یہ کم سے کم ہے زیادہ جتنا کوئی کرے اس کا سوبھاگیہ ہے۔ پربھو شرن ہی سب تاپ، سنتاپ، دُکھ درد اور بھرم بھرانتی کو شانت کرنے والی ہے

نوٹ:۔ جو سجن یہ سوچنا پڑیں۔ کرپا کر کے وہ اپنے دوسرے بھائیوں کو سنا دیں تاکہ وہ بھی اپنا کلیان کر سکیں۔   آپ کا اپنا (پربھو آشرت)

[۱] ادم بھور بھوہ سوہ تت سویتر وریینیم بھرگو دیوسیہ دھی مہی دھیو یو نہ پرچودیات

نصیب نہیں

(از: شری گوپال داس شرما مخلص ملاں پوری)

اے پیارے کرشن جسے تیرا غم نصیب نہیں
نشاطِ ہستی اُسے بیش وکم نصیب نہیں

زمانہ بھر کی جفائیں مجھی پہ نازل ہیں
غلط کہ مجھ کو تمہارا کرم نصیب نہیں

ارم نصیب تجھے ہو تو ہو مگر زاہد
مری طرح تجھے رشکِ ارم نصیب نہیں

ہے ایک خواب اے غافل وصالِ جانِ جہاں
اگر جہاں میں خلوص بہم نصیب نہیں

اسی کا نام محبت کی بےقراری ہے
سکونِ قلب جب تجھے ایک دم نصیب نہیں

کیا مجھ سے رند کا بنتا ہے ایک جرعہ سے
کیوں جامِ عشق تجھے دمبدم نصیب نہیں

نشانِ منزلِ الفت وہ پائے گا کیوں کر
رہِ بقا میں جسے پیچ و خم نصیب نہیں

رُلا سکے گا نہ بانکے کو تو کبھی مخلص!
تجھے اگر یہ تری چشمِ نم نصیب نہیں!

شری کرشن بھگوان سے

از شری وید گھنشیام سرن آریہ وطن مرادآبادی

مدھوسودن مدھوبن میں مدھر مرلی بجا لے۔ آ

ترے گوالے ہیں متوالے او نند لالے جگا لے۔ آ

کوئی کہتا ہے منموہن، کوئی گوپال گردھاری — کوئی گھنشیام کہتا ہے، کوئی کہتا ہے بنواری

اُسی کو کرشن کہتے ہیں، جسے کہتے مکٹ دھاری — پتا بسدیو جن کے، دیوکی ہے جن کی مہتاری

دیا ساگر تو کرپا کر وہی گروہ اٹھا لے۔ آ

مدھوسودن مدھوبن میں مدھر مرلی بجا لے۔ آ

کہ جن گؤوں کو لیکر کے پھرے تھے ساتھ تم بن میں — بجاتے تم ادھر مرلی، اُدھر ہوتیں وہ خوش من میں

ھزاروں آج ہوتیں پار چھریاں اُن کی گردن میں — یہی رو رو کے کہتی ہیں چھپا دے کون دامن میں

بچاری اجا رہیں ماری او بنواری بچا لے۔ آ

مدھوسودن مدھوبن میں مدھر مرلی بجا لے۔ آ

کیا تھا وعدہ تم نے کہ میں بھارت میں آؤں گا — دو بیپت میں اس کی کو دعل گا، سبھی پاتک مٹاؤں گا

اسی مرلی سے میں سویا ہوا بھارت جگاؤں گا — اگر ہوگی ضرورت تو سدرشن بھی چلاؤں گا

وہی گیتا کہ جگ جیتا سو بھیتا ہو بنا لے۔ آ

مدھوسودن مدھوبن میں مدھر مرلی بجا لے۔ آ

کبھی سنسار منڈل میں یہ دیو استھان تھا بھارت — یہی دیوتاؤں کی وہ دیا کا چمکتا بھان تھا بھارت

سکل گن گیان کی کُنجی اتی بلوان تھا بھارت — سپھل بیوپار تھا اپنا تبھی دھنوان تھا بھارت

ارے بھگوان منموہن وہی دھن پھر کما لے۔ آ

مدھوسودن مدھوبن میں مدھر مرلی بجا لے۔ آ

وطن کی دیکھ کر حالت وطن دن رات روتا ہے — وطن آزاد ہے لیکن وطن غفلت میں سوتا ہے

وطن میں کون ایسا جو وطن پر جان دیتا ہے — وطن آخر وطن اپنا وطن اپنا ہی ہوتا ہے

ارے گردھر او مرلی دھر یہ بگڑا گھر بنا لے۔ آ

مدھوسودن مدھوبن میں مدھر مرلی بجا لے۔ آ

شریمان سنت نرائن سنگھ جی

شری گورو امرداس جی کا امرت جیون

گورو واکیہ

"گورو امرداس کی اکتھ کتھا ھے ایک جیبہ کچھ کہی نہ جاتی"

اُکھڑ کہانڑی پریم کی پریتم آکھے آئے
تِس دیواں مَن آپنڑاں نِو نِو لاگاں پائے

شری گورو امرداس جی کا جنم سکندر لودھی کے عہد میں ۹ بیساکھ سمت ۱۵۳۶ کو باصرکی پرگنہ امرتسر میں شری تیج بھان بھلے کھتری کے گھر میں ہُوا۔ اِن کی ماتا کا نام سُلکشنی تھا۔ ان کی شادی سمت ۱۵۵۶ میں شریمتی رام کور سے ہوئی۔ ایک دُختر بی بی بھانی اور دو بیٹے موہن جی و موہری جی ان کے پیدا ہوئے۔ موہن جی شروع سے ہی بغیر شادی کے اُلمست رہ کر پرانایام کی دھارنا میں رہا کرتے تھے۔ اُن کی یادگار "چوبارہ صاحب" کا گوردوارہ بیاستا ندی کے کنارے آج تک موجود ہے۔ بے شمار شردھالو لوگ آکر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ میلہ کے دن بارونق ہوتے ہیں۔

شری امرداس جی شادی کر کے کھتریوں کی طرح باقاعدہ بنج بیوپار کیا کرتے۔ سُبھاوک (پرکرتی) اُن کی جنم سے ہی ساتوک تھی۔ ہردم کام کاج کرتے۔ "فقیر دوستی" اور "خدا پرستی" کی جھلکیں نکلتی تھیں۔ ہمیشہ اِن کا بہت سا وقت اپنے خاندان کے طریقے کے مطابق پُوجا پاٹھ، اور دھیان میں خرچ ہوتا تھا۔ طبیعت میں خدا ترسی از حد تھی اس لئے دان پُنیہ بہت کیا کرتے اور تیرتھ یاترا کا لُطف لیا کرتے۔ جب عین جوانی میں آئے تو پچھلے سنسکار جاگ اُٹھے۔ دل میں عشق الٰہی کے وَلولے سرکش ہونے لگے۔ گرہستی کے جیون کا لُطف ہر طرح سے دیکھ ہی چکے تھے۔ اکثر اوقات شری امرداس جی اس دنیا کے قیام کو دیکھ کر اپنے اصلی وطن کی یاد میں محو ہو جاتے تھے۔ اُنہیں دُکان پر، گھر میں، لوگوں کی سبھا میں، بستر آرام پر، پُوجا دھیان کے وقت غرضیکہ جہاں کہیں ہوں ایک ہی دُھن لگ رہی تھی۔ وہ کیا؟ ہائے! "اُس پریتم کو کس طرح پاؤں۔"

اب ہم خاص اُن کے بچنوں سے چُن کر آپ کے سامنے اُن کے قلب کے گرہ ہوائی کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ اُمید ہے کہ وہ ہم سب کے لئے پوترتا کا موجب ہوں گے اور اُن کے طفیل اپنے گھر کی آمدنی و خرچ کا درست حساب لگانے کے قابل ہو جائیں گے۔

یادِ وطن، مَن پردیسی کو خطاب

مَن پردیسی جے تھیئے سبھ دیس پرایا
کس پہ کھولوں گنٹھڑی! دُو کھی بھر آیا
دُوکھی بھر آیا جگت سبایا گونڑ جانڑے بدھ میریا
آونڑ جاونڑ کھرے ڈراونڑے تُوٹ نہ آوے پھیریا
نام وہونڑے اونڑ جاونڑے نال گر سبد سنڑایا
مَن پردیسی جے تھیئے سبھ دیس پرایا

---

۱ آواگون کا چکر ۲ خالی ۳ مایوس

مالی کا پتلا بشریہ کو خطاب

اے سریرا میریا اس جگ مہ آئے کے کیا تدہ کرم کمایا کہ کرم کمایا تدہ سریرا جاں توں جگ مہ آئیا
جن ہر تیرا رچن رچیا سو ہر من نہ وسایا گر پرسادی ہر من وسیا پورب لکھیا پائیا
کہے نانک اہ سریرا پروان ہوآ جن ستگور سیوں چت لائیا

پنج بیوپار کو خطاب

سچا سودا ہر نام ہے، سچا واپارا رام گرمتی ہر نام ونجیئے. اَت مول اپارا رام
اَت مول اپارا سچ واپارا سچ واپار لگے وڈبھاگی انتر باہر بھگتی راتے، سچ نام لو لاگی
ندر کرے سوئی سچ پائے، گر کے سبد ویچارا نانک نام رتے تن ہی سکھ پایا، ساچے کے واپارا

مجمع عام میں جا کر

بھگتاں دی چال نرالی. چالا نرالا بھگتاہ کیری بکھم مارگ چلنڑاں لب لوبھ اہنکار تج ترشنا بہت ناہی بولنڑاں
کھنیوں تکھی والوں نکی ایت مارگ جانڑاں گر پرسادی جنی آپ تجیا ہر واسنا سمانڑی
کہے نانک چال بھگتاں جگو جگ نرالی

بال بچوں میں بیٹھ کر

اے من پیاریا توں سدا سچ سمالے. اہ کٹمب توں جو ویکھدا. چلے ناہی تیرے نالے —!
ساتھ تیرے چلے ناہی تس نال کیوں چت لائیے. ایسا کم مولے نہ کیجے، جت انت پچھوتائیے —!
ست گورو کا اپدیش سنڑ توں، ہووے تیرے نالے. کہے نانک، من پیارے، توں سدا سچ سمالے —!

پوچھا دسیاں کرتے ہوئے

اے من چنچلا چترائی کنے نہ پایا چترائی نہ پایا کنے توں سنڑ من میریا
اے مایا موہنڑی ایت بھرم بھلایا مایا تاں موہنڑی تنے کیتی جن ٹھگولی پائیا
قربان کیتا تسے وٹوں، جن موہ میٹھا لائیا کہے نانک من چنچل چترائی کنے نہ پائیا

درگاہ ایزدی سے پیغام

ان خیالات کے گردہ ہوا لئی ہیں پرواز کرتے ہونے سے شری امرداس جی کو گھر پر بیٹھے رہنا مشکل ہو گیا. کیونکہ دنیا میں انہیں کچھ نظر نہ آتا تھا. ہر وقت ہی دل میں آتا تھا کون "سنجوگ ہوں پر کہ اپنے. پل پل کم سارا ہر جینے" دل کو سناتے ہیں.

۱. ہر چہ بائد رفتنت زیں دار دنیا چرا بندی تو دل در کار دنیا
۲. نبائد بست دل با زن و فرزند بیائد داد دل را با خداوند
۳. ز دنیا و اہل آں چوں تیر بگریز جو بگریزی بدرویشاں بیامیز

ترجمہ ا. دلا سن میری بات! آخر اس دنیا کو تو نے چھوڑ کر ملک عدم کی طرف روانہ ہونا ہے تو پھر کیوں تو دنیا کے دھندوں میں دل کو پھنسا رہا ہے؟
۲. دلا! تجھے اپنے تئیں زن و فرزند کی محبت میں قید نہ ہونا چاہیئے بلکہ اپنے تئیں تجھے حقیقی دلبر کے حوالے کرنا چاہیئے۔
۳. دلا! تیر کی مانند دنیا اور دنیا کے بندوں سے بھاگ کر نکل جا اور خدا کے ڈر کے بندوں کی صحبت میں جا مل۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

لہ قبول ۲ہ اپدیش لیکر ۳ہ خرید کر ۴ہ از حد ۵ہ قیمتی ۶ہ مشکل ۷ہ ترس ۸ہ کھنڈا ۹ہ تیز ۱۰ہ باریک ۱۱ہ خودی سے گزر سے ۱۲ہ بھگوان کے پریم کے ہوا میں ہوئے

اُنھوں جی میں فیصلہ کیا کہ شری گنگا جی کے تٹ پر جا دن گزاریں کیسی ہے وہ گنگا۔ پادن ہوئے ہیں جس کے رگ در یلشتے ساکھیات شری
نارائن جی کے چرن سپرش سے دھارن کیا ہے۔ جنا بین جس کی پھین کو مہاں جوگیشور مہادیو نے پوتر کیا ہے جس کو اننت بد بدھ پُرشوں کے چرن
دھول نے، جنم داتا ہے جس کی رینو برہم ودیا کے پنج مہا پرشوں کی، پرکاش ہوا ہے جس کا شری بھاگوت کے تپو بل سے۔ وہ سرسری جو بدھمان ہے ہمارے
پتروں کے پُشپوں کی۔ ایسی گنگا ماتا کو میرا نمسکار ہو! نمسکار ہو! اس گنگا کا آشرا لینے کو جی تڑپ اُٹھا۔ چنانچہ ہر سال شری گنگا اشنان کا نیم
دھارن کیا، وہ کس بدھی سے۔ دھرم انوسار اپنا کاروبار کرتے اجی میں ہر دم پرماتما کا خیال رکھتے۔ آمدنی کا بہت تھوڑا حصہ پریوار کی پالنا میں لگاتے
چھ ماہ میں جتنی کچھ بچت ہوتی لے کر روانہ ہو جاتے۔ یاترا پیدل یا برہنہ کرتے، راستے میں دھیہ کاری جنوں کو پن دان کرتے جاتے۔ جہاں کہیں
کوئی ویراگ وان، پریمی پُرش ملتا اُس کی دل و جان سے سیوا کرتے اور پرسپر ہری چرچا سے لابھ اُٹھاتے۔
شری ہری دوار کے اشنان بدھی سنجگت کرکے وہاں کے آشرموں میں جا کر سنت مہاتماؤں کی سنگت میں وقت خرچ کرتے اس طرح
سے بیس سال گزار دیئے۔ ہر سال چھ ماہ سفر میں اور چھ ماہ گھر پر رہنے کا پرن پورا کیا۔

بالک گُل کا "پریم پُرش" ہو کر درشن دینا

بیسویں دفعہ یاترا سے واپس آتے ہوئے ایک سادھو شری امرداس جی کو مل گیا۔ کیسا ہے وہ سادھو، بچپن ہریا رسال (میٹھے)
جس کے انوپ ہے جس کے ماتھے پر چمکتا ہوا، قابو میں ہیں اندریاں جس کی، آتم پرابت ہے ورتی جس کی، اُداسین ہے کریا جس کی، پرسن
ہے بدن مُکھڑا جس کا، ڈگمگ ہے چال جس کی، گھومر ہیں نیتر جس کے امستی سے لبریز ہے درشٹی جس کی!
اس الوکک دھار نکے پُرش کو دیکھ کر شری امرداس اُس پر ہزار جان فدا ہو گئے۔ اُس کا ساتھ چھوڑیں نہیں۔ ہر وقت ساتھ ہی اُس کے
لگے پھریں۔ قصہ کوتاہ منزل کاٹتے اُسے وطن میں اپنے گھر لے آئے۔ چوبارہ میں عمدہ رنگیل پلنگ بچھایا اور پر نرمل بستر سجایا
اور انہیں اس کے اوپر چرن رکھنے کو عرض کی۔ وہ سہج سبھاؤ بیٹھ کر نج آنند میں مگن ہو گئے۔
دل اُچھلتا ہے خوشی میں سماتے نہیں۔ گھر کے اندر امنی رام کس دھن میں ہیں۔

ہم گھر ساجن آئے　　ساچے میل ملائے

پرساد (بھوجن) کا وقت ہوتا ہے۔ نانا پرکار کے میٹھے اسلونے اکھٹ رس کے بہت تھال پروس کر آگے مہاتما کے رکھتے ہیں ہاتھ
دُھا کر بینتی کرتے ہیں۔

ہنرڈ لا وو بھوگ ہری رائے　　کرہی پاک سال سوچ پوترا

ہے مہاراج! اس بھوجن کو بھوگ لگائیں!
وہ پریم پُرش (سادھو روپ میں نارائن) بھوجن پر درشٹ لگاتے ہیں اور شری امرداس جی سے پرشن کرتے ہیں:
"بھگت جن! کیا آپ کسی برہم نشٹھ گورو دیو سے دیکشت ہوئے ہیں یا آج تک گورو کے بناں ہی آپ بھگتی کیا کرتے ہیں؟"
جب یہ بچن شری امرداس جی کے کان کی تاروں سے گزر کر ہردے استھان میں پہنچے تو فوراً غشی کی حالت میں گر پڑے اور نہیں معلوم کتنی
دیر وہاں چوبارے میں پڑے رہے۔ وقت کا پرمان ہی دے نہیں سکتا۔ جب ہوش آئی تو بھل روپ دھنٹ وہ سادھو لوپ ہو چکا تھا
یہ اپنی نگر تا (بناں گورو کے ہونا) اور مایا مے سادھو کی جُدائی پہ زار زار روتے تھے۔ وہ تین روز تک کھانا پینا بند اور نیند حرام
ہو گئی کسی طرح سے چین نہ آتا تھا۔ آخر کار دل کو انتریامی کے چرنار بند میں ایکاگر کرتے ہیں کہ اُن کے کان میں یہ شبد سُنائی گاں۔
کیا ہوا شبد پڑا،

تیرا بھلا ہو وے لیکھ پئی

۱۔ کرشن کا گد، من سے اُتری

۲. جیوں جیوں کرت چلائے تیوں چلنے ٹو گنبڑ ناہی انت نہ رے

۳. چت چیتس کی نہیں باوریا۔ خالی رنیرڑا جال دن ہوا۔ جیتی گھڑی۔ بہا ہی تیتی

۴. رس رس چوگ چگہ نت پھاسھ چھوٹس مورے کونڑ گنڈی

۵. کایا اہرن من وچ لوہا پنچ اگن تس لاگ رہی! کوئلے پاپ پڑے تس اوپر من جلیا سنی چینت بھئی

۶. بھیا منور کنچن پھر ہووے جے گرو ملے تینہا ایک نام امرت اوہ دیوے تو نانک ترسٹس دیہا

یہ آواز کہاں سے آئی۔ یہ بی بی امر دیوی (دختر سری گورو انگد صاحب، گورو نانک دیو کے جانشین) جو ان کے بھائی کے لڑکے سے بیاہی ہوئی تھی اکی پوتر زبان سے نکل رہی تھی۔ اس کا مطلب

۱. یہ جیو کا اعمال نامہ کاغذ ہے اور انتہ کرن دوات ہے۔ اس میں سے منو ورتیاں نکلتی ہیں اور پاپ پُنیہ کے حروف لکھے جاتے ہیں

۲. ہے ایشور! تو بے انت لیلا کو دھارن کرتا ہوا پورب سنسکاروں کے مطابق اندر سے جیو کو پریرنا کر کے کرم میں لگاتا ہے جس طرح مستری نشتر کو چلاتا ہے۔

۳. ہے من! کیوں غفلت میں پڑ رہا ہے، آ جاگ سچیت ہو۔ رات تو بیت گئی۔ اب دن چڑھنے کو آیا ہے۔ مگر بے چینی بدستور ہے۔ آٹھوں پہر (دن رات) میں جتنی گھڑیاں گزرتی ہیں قید میں کٹتی ہیں۔

۴. یہ جیو پنکھی کی طرح دنیا کے رسوں میں موہت ہو کر (چوگ چگنے کو) پھنستا ہے۔ آہ! کب آزادی کا دن آئے۔ لیکن یہ کن گنوں سے نصیب ہو۔

۵. کایا روپ اہرن پر من لوہے کی طرح چوٹیں کھاتا ہے۔ بار بار کام کرودھ آدی اگنی سے جل کر (گناہوں) کے انگاروں میں تپایا ہوا چنتا کی سنسنی سے پکڑا ہوا دکھی ہو کر منور کی مانند نشٹ ہو جاتا ہے۔

۶. آہ! یہ من گورو کے چرن روپ پارس سے سپرش کر کے سونا بن جائے۔ اگر اپنے پرساد سے وہ امرت سینچے تو پھر پرانند ہو جائے

اس شبد کے سنتے ہی ان کے من کو دھیر آ گئی جس طرح جلیٹھ اساڑھ کے ماہ میں مرجھائے ہوئے کھیت پر بوندیں پڑنے سے دھرتی کو دھیر آتی ہے۔ اسی طرح من نے دھیرج پکڑا اور تسکین کے گھر میں آیا۔

پریم نگر (کھڈور صاحب) کی طرف قدم

جس طرح سانپ بین کی آواز پر لوٹن پوٹن ہو کر زہر کے جوش کو ٹھنڈا کرتا ہے جس طرح ہرن نادسن کر بیہوش ہو جاتا ہے اسی طرح پورے گورو کے کلام کو سن کر من نے دھارس باندھی۔ شری امرداس جی آ کر بی بی جیو کے قدموں پر گر پڑے اور عرض کرنے لگے کہ بی بی! جہاں سے تو نے یہ بانی سیکھی ہے وہاں ہی مجھے لے چلو۔ بی بی نے کہا کہ یہ بانی میں نے اپنے پتا شری گورو انگد دیو جیو سے جو اس وقت کھڈور صاحب میں شری گورو نانک دیو جی کی گدی پر براجمان ہیں سن کر حفظ کی ہے۔ یہ بانی آدی گورو صاحب کی اچارن کی ہوئی ہے، مکت جگت کی داتا سرب اچھیا کے پورن کرنے والی ہے۔ اتیبر ویراگ سے تمام رکاوٹوں کو انسان عبور کر جاتا ہے۔ یہ نیم سناتن ہے۔ الغرض بی بی جی ان کو ساتھ لے کر کھڈور صاحب (امرتسر سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر ہے) کو روانہ ہو گئیں۔ جب گوردوارہ نزدیک آیا تو ان کو میل بھر کے فاصلہ پر بیٹھا کر خود پتا جی کے حضور میں گئی۔ جونہی نمسکار کر کے سنمکھ کھڑی ہوئی، تو انتریامی گورو بولے۔ "اس بدھ دو پرکھ کو کیوں نگر کے باہر ہی بٹھا کر آ گئی ہو، مہاراج جی کے حکم کے مطابق شری امرداس جی کو [illegible] لایا گیا۔ شری گورو دیو نے سنمان اور آدر سے انہیں [illegible] انہیں لایا گیا۔ تب جن پارکھ [illegible] اور لنگر میں پرساد [illegible] کہتے ہیں۔

"من پردیسی آ بسیا　　ریلیو سادھ کے سنگ
جس ڈھکر کو چاہت　　سو پایا نام کے رنگ"

پریم نگر کی گلیوں میں گھائل ہو کر پھرتے ہیں

کوچہ میں تیرے جو گئے واپس نہ وہ ہوئے　　نقشانِ کفِ پا کو تیرے گھر بنا چکے
سجدہ میں جس معبود کے سر کو جھکا چکے　　جانب سے اپنی ساتھ ہی سر کو لگا چکے
سنا کرتے نام تھے تیرے شہیدوں کا　　پر اب تو اپنے آپ پہ خود آزما چکے

پہلے دن ذرا دیر سے گئے ہیں اس لئے پریم نگر کا پورا رنگ دیکھ نہیں سکے۔

پریم نگر کا مرکز گوردوارہ ہے جہاں شری گورو انگد دیو جی کا رفاعِ عام کے لئے لنگر جاری ہے۔ لنگر بھی دو قسم کا شارِیرک اور آتمک دو قسم کے بھوجن باقاعدہ دو وقت ملتے ہیں۔ صبح شام دیوان لگتا ہے جس میں ربابی میٹھی آواز میں جگت گورو گورو نانک دیو جی کی میٹھی بانی کو راگ میں ادا کر کے پریمی جنوں کو نہال کرتے ہیں۔ گورو صاحب خود بھی گور اُپدیش سنا کر کرتارتھ کرتے ہیں پھر پاک شالا (لنگر) میں رسوئی تیار ہوتی ہے اور چاروں ورن کے لوگ مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ گوردربار میں آ کر کیا نظارہ دکھائی دیتا ہے! وہ پرماتم پریم کی مورت شری انگد دیو (انگ سے پیدا شدہ) جن کے سینہ میں اک رس مورت ٹکی ہوئی ہے شری نانک دیو جیو نوراً اسلے نور کی۔

جس طرح مقناطیس کشش سے کھینچ لیتا ہے لوہے کو۔ اسی طرح چیت چرنوں میں بندھ گیا۔ ہمنس جس پرکار مانسرور کو چھوڑ نہیں سکتا اسی طرح گورو گوردیو کے چرنوں کی سگندھی میں بھنور کی مانند من لپٹ گیا۔ سنگت کے دائرہ کے عین مرکز میں وہ شانتی کی موہنی مورت، دیکھ دیکھ کر راہت ہوتے جاتے ہیں۔ ـــــــ

"اُتر پیاس اُٹھی پرکھ کیری سُنتر گُرچن من تیر لگیا"

ست گور جہاں　۱. گر انگد دی دوھی پھری　سچ کرتے بنہہ بہالی
۲. نانک کایا پلٹ کر　مل تخت بیٹھا سے ڈالی
۳. در سیوے اُمت کھڑی　مصقلے ہو سے جنگالی!
۴. در درویش خصم دے　نائے سچے بانڑی لالی
۵. لنگر دولت ونڈیئے　رس امرت کھیر گھیالی

ترجمہ ۱. شری گورو نانک دیو کے برہم جوتی میں لین ہونے کے بعد، کرتا پرکھ کے حکم سے گورو انگد دیو جی کی دُہائی دلیش دیشانتروں میں پھر گئی۔ یعنی اُن کے تخت نشین ہونے کا شاہی اعلان مشتہر کیا گیا۔

۲. عجب تماشہ ہوا وہی گورو نانک دوسری شکل میں اس اٹول تخت پر آ بیٹھا ہے۔

۳. اپار سنگت درشن کی خاطر در پر انتظار میں کھڑی ہے وہ ربانی جلال سے پُر چمکتا ہوا مکھڑا جس کے درشن سے من کا زنگ اتر جاتا ہے اور صفائی ہوتی ہے اور شیشہ کی طرح چمک دینے لگتا ہے۔

۴. وہ درویشوں کے لباس میں گورو انگد دیو جن کے ماتھے پر پرماتما کے نام اور گوربانی کا نور چمکتا ہے۔

۵. جس کے لنگر سے امیر و فقیر کو کھانے کو گھی سے ملی ہوئی کھیر ملتی ہے۔

وہ کھیر کیا ہے جس میں ہری گن کیرتن (چاول)، سیوا بھگتی (کھانڈ) ہری نام سمرن (دودھ) نصیحت برہم گیان (گھی) ملایا گیا ہے اور جسے پریم اگنی پر دھیرے دھیرے پکایا گیا ہے۔ یہ چاروں چیزیں دُنیا میں موجود ہیں لیکن پریم اگنی کے بغیر ان کا ملاپ محال ہے۔ وہ پریم اگن کی

کی چنگاری گورو انگد دیو کی زبان سے نکل کر جگیاسو کے سینے میں آتی ہے۔ ہا! پریم رس کے متلاشی جن! یہ گورو واکیہ اس موقعہ پر کیسا صادق آتا ہے

تن من دھن ارپو تسے   پربھو ملاوے موہ

آہ! میں اپنا سروسو (تن، من دھن) اُس مورتی کے چرنوں پر نچھاور کر دوں جو مجھے پریتم کو ملا دیوے۔

"پریمی کا پریتم میں سما جانا"

پورن گورو کے ملنے پر پرن کر لیا کہ بس اب اس در کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے۔ ؎ وہ در کیا ہے!

کبیر جو در آوت جاتیوں بھٹکے ناہی کوئے   سو در کیسے چھوڑیئے جو در ایسا ہوئے

بہتر برس کی عمر میں گوئندوال پہنچے اور وہاں پورے بارہ برس سیوا سادھن میں خرچ کر دیئے۔ ہر روز آدھی رات کو اُٹھ کر تین چار میل کے فاصلہ پر بیاس ندی سے پانی لا کر گورو صاحب کو اشنان کرواتے۔ پھر سارا دن لنگر کی سیوا میں مشغول رہتے۔ لکڑیاں لانا، جھاڑو دینا، پانی بھرنا، برتن صاف کرنا، پنکھا جھلانا غرضیکہ ہر قسم کی سیوا دل شوق سے کرتے تھے۔ خدمت سے عظمت ہے! انتریامی گورو دل کا حال جانتے تھے۔ یہاں ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔

"ہاتھ پاؤں سے کام کر   چیت نرنجن نال"

یہ گوربانی کا بچن عملی طور پر ان کے ہردے میں ہر دم بستا تھا۔ آپ نے سیوا کے نیم میں کمال درج حاصل کیا تھا۔ ایک روز جاڑے کے موسم میں حالانکہ بارش ہو رہی تھی، ہوا بھی نہایت تیز تھی اور رات ایسی اندھیری کہ ہاتھ دکھائی نہیں دیتا تھا مگر انہوں نے اپنے معمول کو نہ چھوڑا اور حسب دستور گاگر اٹھا کر بیاس پر سے پانی لانے کو چل دیئے۔ راستہ میں تمام پانی بھرا ہوا تھا۔ بجلی کڑک رہی تھی مشکل سے قدم پڑتا تھا۔ غرض بدقت تمام دریا پر پہنچے۔ پہلے خود اشنان کیا پھر گاگر اٹھا کر واپس ہوئے۔ آتے ہوئے راستہ میں ایک باقندہ کے صحن میں ایک میخ سے ٹھوکر کھا کر گر پڑے۔ پر تو جل کو تو بڑی ہوشیاری سے سنبھال لیا مگر جسم پر چوٹیں آئیں۔ اُس وقت باقندہ نے گرنے کی آہٹ سن کر اپنی عورت سے پوچھا کہ "اس نازک وقت میں یہ کون گرا ہے؟" جولاہی نے طعنہ سے کہا کہ "سوائے امرو نتھاوہ (جس کو کوئی جگہ نہیں ملتی) کے دوسرا کون ہو سکتا ہے وہی ہر روز دریا سے پانی لایا کرتا ہے۔" گورو دوار پہنچ کر گورو جی کو اشنان کرایا۔ گورو انگد دیو جی حسب معمول اشنان کر کے دھیان میں لولین ہو گئے اور جب صبح دیوان سج گیا تو شری امرداس جی کو اور اس عورت کو حضور میں بلا کر گدگد بانی سے بولے۔ رات کو جو ماجرا ہوا ہے صحیح طور پر سناؤ! جب واقعہ سب کے اندر سنایا گیا۔ تو برہم جوتی کو ہردے میں دھارن کرنے والے راجن کے راج اشاہن کے شاہ ترو کی ناتھ رت گورو انگد کھڑے ہوئے۔ برہم لوک میں تمام دیوگن بھی ساتھ ہی اٹھ کر استتی کرنے لگے۔

نموں بانکمنگ، دیو[1] دیونگ، نمو دیو[2] رو پنگ   نمو جوتی جوالا، نمو بھوپ[3] بھوپنگ
نمو دوتی، دوینگ[4]، نمو بھومی بھوما[5]   نمو جگتی جگمنگ، اگر نگد الوپنگ[6]

ناظرین! وہ پریم جوتی والے سینچے موتی گورو کے نیتروں سے گرتے ہیں۔ بھر دربار بھری امرداس جی کو گلے لگاتے ہیں۔ ہا! برہم گیانی کے اس پرساد کے لئے مہادیو آدی مہیشور لوچتے ہیں۔ جگیاسو جن! ان موتیوں کی مالا کی تلاش میں برہمانڈ کو رچنے والے بھگوان شری نارائن بھی ترستے ہیں۔ شری نارائن جی کے گلے میں جو مکت مالا ہے وہ انہی موتیوں کی بنی ہوئی ہے۔ پریمی بھگت خوب اس رمز کو سمجھتے ہیں۔

برہم گیانی کو کھوجہ مہیشر   نانک برہم گیانی آپ پرمیشر

باواز بلند مستی کے عالم میں زبان مبارک سے فرماتے ہیں۔ گورو امرداس نتھاویوں کے تھان! نمانیوں کے مان! نیوٹوں کی اوٹ! نگتیوں کی گت! نپتیوں کی پت۔ اس طرح دوادش[12] ور دے کر انہیں گورو نانک کی گدی پر بٹھا کر اپنا جانشین مقرر کیا جس طرح ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہو جاتا ہے۔ اس طرح گورو انگد دیو جی سے شری امرداس جی "گورو امر دیو" (پار برہم پورن پرکاش) پرگٹ ہوتے۔

---

[1] دیوتوں کے دیو [2] ایشور [3] راج [4] دوسری شکل [5] پرکاش مان [6] برہمسم [7] یوگ دھارنا [8] لاثانی

پریم رس کی خماری

شری گورو انگد جی کے دو صاحبزادے تھے (داتو جی اور داسو جی) جب انہیں معلوم ہوا کہ گریائی ان کے پتا جی نے اپنے سیوک کو دے دی ہے تو اپنے تئیں اس بخشش سے محروم پاکر نہایت رنجیدہ ہوگئے لیکن اپنے باپ کی موجودگی میں ان کا چارہ چل نہیں سکتا تھا۔

چنانچہ ان کے برہم لین ہونے کے بعد ایک دن موقعہ پاکر داتو جی گھٹک گدی پر زبردستی قبضہ کرنے کے لئے نکلے، بیاس ندی کے کنارے شری گوبند وال میں جہاں شری گورو امر دیو جی کا دربار لگا ہوا تھا آئے بے شمار سنگت جمع تھی درمیان میں مہاراج آنکھیں بند کئے بیٹھے ہوئے تھے۔

داتو جی دوڑ کر گورو جی کے تخت کے پاس گئے اور انہیں ایک لات زور سے لگا کر مقدس آسن کی جگہ سے نیچے گرا دیا، تمام سنگت حیران ہوگئی لیکن کسی نے اف تک نہ کی،

جب گورو جی کی آنکھ کھلی تو انہوں نے داتو جی کے چرن پکڑ لئے اور کہنے لگے۔ ضعیف العمری کی وجہ سے میری ہڈیاں سخت ہو رہی ہیں آپ کے چرنوں کو اگر تکلیف ہوئی ہو تو معافی کا خواستگار ہوں مگر داتو جی پر کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ سب چڑھاوا اور دیگر اسباب لوٹ کر واپس چلے گئے لیکن راستہ میں ڈاکوؤں نے سب کچھ چھین لیا اور وہ خود گھر پہنچ کر بیمار ہوگئے

جس پاؤں سے بے ادبی کی تھی، اس طرف کی ٹانگ میں سخت درد شروع ہوگیا۔ عرصہ کے بعد پھر گورو صاحب سے معافی مانگنے پر انہیں بخش دیا گیا جس دولت کے لئے انہوں نے اتنا کچھ کیا تھا اسے حاصل کر نہ سکے۔ گورو نانک دیو کے پوِتّر گدی نشین گورو کو چھوڑ کر کسی اور شخص کے آگے سر جھکانا کفر سمجھتے تھے وہ دولت کیسی ہے ؎

۱. دولتِ رانباشد غم از آسیبِ زوال — بے تکلف بشنو، دولتِ درویشانست

۲. روئے مقصود کہ شاہان جہاں میطلبند — مظہرش آئینۂ طلعتِ درویشانست

ترجمہ. ۱ جس دولت کو زوال اور نقصان کا خطرہ نہیں ہے وہ فقیروں کی دولت ہے، غور سے سن لو.

۲. جس دولت کی تلاش میں جہاں کے بادشاہ سرگرداں ہیں اس کا مظہر فقیر کے چہرے کا دیدار ہے.

اپنشدوں میں برہم گیانی کو "دھیر" کا خطاب دیا گیا ہے، دھیرج وان کو "دھیر" کہتے ہیں۔ جو دھیرج کا نمونہ اوپر کی سطروں میں پیش کیا گیا ہے معمولی کمال ہے لیکن یہ دھیرج آتا کہاں سے ہے یہ پریم پریم کے دھام پرماتما زیادہ تیبر سنویگ سے جو پیار ہے اس کے رس کی خماری سے پیدا ہوتا ہے

پریمی بے نیاز ہے

گورو امر دیو جی جسمانی ضروریات بہت ہی کم رکھتے تھے، خود اپنے لئے ایک سے زیادہ پوشاک جمع نہیں کرتے تھے صرف ایک ہی وقت ادگرا (چاول، مونگ بغیر نمک) کھا کر گزارا کرتے۔ لنگر کے لئے بھگت جنوں سے ایک دن کے لئے رسد لیتے جس قدر کھانا بچتا جانوروں کو کھلا کر باقی دریا میں مچھلیوں کے لئے ڈال دینے کا حکم دیتے۔

اکبر بادشاہ نے راجہ ٹوڈرمل کے کہنے پر قلعہ چتوڑ کی فتح کے لئے گورو صاحب کی منت مانی ہوئی تھی۔ سمت ۱۶۲۲ بکرمی میں گورو امر دیو کی زیارت کے لئے آیا اور بہت کچھ تحفہ تحائف اور زرِ نقد نذر کیا اور کچھ جاگیر لنگر کے نام دینے کے لئے عرض کی۔ مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہمیں درکار نہیں ہے۔ یہ کہہ کر پانچ صد شرفیاں جو شاہ نے نذر کی تھیں فوراً غرباء میں تقسیم کر دیں ۞

(ختم شد)

عشق کا پوچھو پتہ

از گرو حق قائم خری سوامی وید پکاش تند جی

عشق کا پوچھو پتہ ماہی پروانے سے
کام ہے حسن کا تڑپنے سے یا جل جانے سے

عشق اللہ میں چڑھائے گئے اُف تک نہ کیا نے کی
رتبۂ عشق حقیقت جو تھے تو دیوار میں چن جانے سے

ڈوبنا، جلنا، گرنا کوہ سے گرنا کیا منظور
کام پر آہلاد ہوا پریم کے رتھ جلنے سے

خوک ضعفاں نے چڑھائے بکا یوسف سر بازار
غرض مشتاق ہے معشوق کے بہلانے سے

کھال شمس کھنچی منصور چڑھایا سولی
کام کیا کیا نہ لئے عشق نے دلوانے سے

نام زندہ ہے بھبھیکن کا ہنومان کا اب تک
جی گئے بھرت لکھن رام پہ مٹ جانے سے

گوپیکاؤں کی محبت ہے الفت کو ناز
پریم کا گر ہوا اوتار تو رسانے سے

پریم سنسار میں عاقبی ہے تو بس پریم ہی پریم
پریمی کی پریم سے ہستی ہے نہ بیگانے سے

حضرت ابراہیم ادھم

حضرت ابراہیم ادھم کا نام اکثر صوفیوں کی زبان پر عام طور پر رہتا ہے "تذکرات الاولیا" نامی کتاب میں فرید الدین عطار نے صاحب موصوف کے حیرت انگیز حالات کی بابت بہت کچھ لکھا ہے۔ کبیر صاحب کے بھجنوں میں بھی اس پاک ہستی کی بابت بہت کچھ اشارے آئے ہیں۔ کبیر صاحب اپنے ایک بھجن میں اس طرح فرماتے ہیں ؎

"سلطاناں بلخ بخارے کا"!

جن کے اوڑھن شال دو شالے اور تار دُشالے کا — سو تو لاگے بھار اُٹھاون، نومن گدڑا بھارے کا
جن کے بھوجن پھل اور میوہ، مصری کھانڈ چھوہارے کا — اب تو گذر کرن وہ لاگے ٹکڑہ سانجھ سکارے کا
جا کے سنگ کٹک دل بادل، اونٹ گھوڑ قند ہارے کا — سو سب تج کر بھئے اُداسی، رستہ پکڑ کنارے کا
چن چن کلیاں سیج بچھائی، دامن پیارے پیارے کا — سو سب تیاگ چلے دنیا سے، ڈگیو گیان وچارے کا
سولاں (۱۶) سنو تجی سکھی سہیلی صاحب نام تمہارے کا
کہہ کبیر سنو سلطاناں، بھیکڑ بھئے اکھاڑے کا

بلخ کے بادشاہ سے مطلب حضرت ابراہیم سے ہے۔ ان کے پتا اُدھم شاہ کی نسبت بہت کم لوگوں کو علم ہے۔ صوفیوں نے آپ کے حالات ضرور کہیں درج کیے ہونگے مگر معمولی آدمیوں کو ان کا پتہ نہیں ہے "سلطان بودھ نامی" کبیر صاحب کے گرنتھ میں سوامی جگلانند جی بہاری نے کسی اُردو کتاب کی نظموں سے جا بجا بدلی ہے مگر افسوس کہ کتاب کا نام نہیں دیا گیا۔ ہم اسی سلطان بودھ کے آدھار پر اُدھم شاہ کے پرانے قصہ کو اپنی زبان کا نیا مگر سادا اور صوفیانہ لباس (شو) پہنا کر یہاں پیش کرتے ہیں۔

اُدھم شاہ کہاں کے رہنے والے تھے کسی کو معلوم نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ وہ فقیر تھے اور پرماتما کی پورن بھگتی میں ہی مست رہتے تھے اور نہ ہی ایک جگہ رہتے تھے۔ کبھی بیابان میں، اور کبھی شام میں۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے ؎

درویش رواں رہے تو بہتر — آب دریا بہے تو بہتر

ادھم شاہ گھومتے پھرتے ہوئے بلخ میں داخل ہوئے۔ شہر کی سیر کرتے کرتے شاہی محل کے نیچے آ نکلے۔ نگاہ اوپر گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بادشاہ کی لڑکی کھڑکی سے منہ نکالے آنے جانے والوں کو دیکھ رہی ہے۔ اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر فقیر کا دل بیقرار ہو گیا۔ تن بدن کی سدھ جاتی رہی۔ دماغ پر عشق سوار ہو گیا۔ ادھم اپنی بے خودی کی شراب کی مستی میں شاہی دربار میں جا پہنچا۔ بادشاہ کی نگاہ اس ننگ دھڑنگ فقیر پر پڑی۔ اس کو اپنے پاس بلایا۔ پوچھا بابا تیرا کیا سوال ہے؟ بے خوف ادھم نے جواب دیا۔ "تیری دختر نیک اختر کے عشق کا سودا ہے۔ اس کے ساتھ شادی کرنے کا خیال دامنگیر ہے۔"

یہ گستاخی اور یہ بے ادبی! اگر کوئی اور شخص ہوتا تو اس طرح زبان کھولنے کی ہمت نہ کرتا۔ مگر اس فقیر پر تو کوئی بھوت سوار تھا۔ بادشاہ دنگ

وزیر امیر حیران، اہلکار پریشان۔ بادشاہ فقیر پرست تھا اُس کو فقیر کی بد دُعا کا ڈر تھا۔ وزیر نے بادشاہ کی یہ حالت دیکھی تو سوچ میں پڑ گیا۔ آخر اُس کو ایک بات سوجھ گئی اور فقیر سے مخاطب ہو کر بولا۔ "بابا! شہزادی سے شادی کرنا آسان نہیں۔ شاہی خزانے میں ایک بہت بڑا موتی ہے اُس کا کہنا ہے کہ جو کوئی اُس موتی کا جوڑا لا دیگا وہی میرے ہاتھ کا حقدار ہو گا۔" فقیر بولا۔ "موتی تو دکھاؤ۔" وزیر نے اسی وقت موتی منگا کر سامنے رکھ دیا۔ اُس نے دیکھا اور پھر سوال کیا۔ "موتی لانے پر تو شادی ضرور ہو جائے گی۔ پھر تم کوئی اگر مگر تو نہ کرو گے؟" وزیر بولا۔ "ہرگز نہیں، قولِ مرداں جان دارد، یعنی مردوں کی ایک ہی بات ہوتی ہے۔"

ادھم رخصت ہوا۔ وزیر سمجھا کہ سر سے بلا ٹلی۔ بادشاہ اور وزیر دونوں خوش ہوئے۔ اُن کو پورا پورا یقین ہو گیا کہ نہ نو من تیل ہو گا اور نہ رادھا ناچے گی۔ ایسا نادر موتی بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں ہوتا بھلا یہ بھیک مانگنے والا کہاں سے لائے گا۔ مگر حضرت یہ نہیں جانتے تھے کہ خدا بھی جب ملتا ہے فقیر کو ہی ملتا ہے بادشاہ کو خدا کب ملتا ہے اور جب خدا جیسی چیز فقیر کے حصے میں آ جاتی ہے تو پھر موتی کا ہاتھ آنا کونسی مشکل بات ہے؟

ادھر یہ اپنے کام کاج میں لگے اُدھر ادھم نے اپنی گدڑی سنبھالی کسی سے سُن رکھا تھا کہ موتی سمندر میں ہوتے ہیں وہ بغیر سوچے سمجھے سمندر کی طرف چل دیئے۔ سمندر کے کنارے پہنچے۔ اونچی لہریں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ پانی جوش پر تھا، جوار بھاٹا آ رہے تھے اور کوئی شخص ہوتا تو ہمت ہار بیٹھتا۔ ڈر جاتا۔ مگر ادھم کی لگن سچی تھی۔ "یا تن رسد بہ جاناں یا مراد من بر آید" یا تو موتی مل کر رہے گا یا جان ہی اُس کی تلاش میں چلی جائے گی اور تو کچھ نہ بن آئی۔ لگے دونوں ہاتھوں سے سمندر کا پانی باہر پھینکنے۔ اندھیر ہے! کسی نے اپنی ننھی ننھی ہتھیلیوں سے سمندر کو کب خشک کیا ہے مگر حضرتِ عشق کے سامنے غیر ممکن کا بھی امکان ہے اس کے لئے ہر طرح کی مشکل بھی آسان ہے۔ دُنیا کی عقل و تمیز والے اس کو جھوٹ اور پاگل پن بتائیں گے اور اصلیت کے نقطے یا بھید کو نہ سمجھیں گے اُن کو کیا معلوم کہ انسان کا دل تمام طاقتوں کا خزانہ ہے قوتِ ارادی یا دردِ ہد نشیچہ کی دیر ہے وہ چاہے تو دُنیا کا تخت اُلٹ دے۔ یہ سمندر خشک کر رہے تھے کہ کسی کامل یا پورن پرُش کا اُس طرف گزر ہوا۔ پوچھا۔ "بابا! یہ کیا کر رہے ہو؟" جواب ملا۔ "جب تک نایاب موتی کا جوڑا نہ ملے گا شہزادی میرے ساتھ شادی نہ کریگی۔ اُسی خیال سے اس سمندر کو خشک کر رہا ہوں۔" وہ بولے "مگر یہ کام تمہاری شکتی سے باہر ہے۔" ادھم نے کہا — "مجھ کو اپنی طاقت کی جانچ پڑتال کی فرصت نہیں ہے یا تو اسی میں مر مٹوں گا یا موتی نکال کر چھوڑوں گا۔ آپ کرپا کر کے یا تو کوئی اُپائے بتائیے یا پھر تشریف لے جائیے مجھ کو میری قسمت یا تقدیر کے حوالے کر جائیے۔"

فقیر نے دیکھا کہ اس میں سنساری پریم کا پورا پورا اثر گھر کر گیا ہے۔ دل میں خوش ہوا، اتنٹ پد کے پراپت کرنے کا یہ سنساری گیان بھی ایک زینہ یا سیڑھی ہے۔ دُنیا ہی کے جاں نثار شوز بیر یا سچے پریمی یا جان پر کھیلنے والے عاشق پورن پرُش ہوتے ہیں بشرط پورنتا کی ہے۔

فقیر نے دَیا کی اور اپنی جھولی کھولدی۔ اس میں انیک پرکار کے اور بڑے بڑے دُرِّ نایاب سچے موتی تھے۔ بابا! ناحق میں جان جوکھم میں نہ ڈال اور انہیں لے جا۔ یہ میرے کسی کام کے نہیں ہیں اگر تیرا ہی کام بن جائے تو اچھی بات ہے۔ کیسی ادبھت لیلا ہے۔ "نانک ندریں ندر نہال" والی بات بن گئی۔

سُکھ دیویں دُکھ کو ہریں، دُور کریں اپرادھ
کہہ کبیر وہ کب ملیں، پرم سنیہی سادھ

اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔ دل کی مراد پوری ہوئی۔ دل میں خوش ہوئے۔ ادھم نے اُس مردِ کامل یا پورن پرُش کے چرن کنولوں میں اپنا سر جھکا دیا۔ جب سر اُٹھایا تو فقیر غائب تھا۔ دراصل تو خدا ہی فقیر کے بھیس میں اس کی منو کامنا کو پورن کرنے کے لئے آیا تھا۔ ادھم موتی لے کر شاہی دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ اور اہلِ دربار نے جب اس قدر قیمتی موتی دیکھے تو حیران و ششدر رہ گئے۔ وزیر اپنی زبان سے پھر گیا۔ اُس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور وہ اس کو دربار سے باہر لے گئے اور شہر سے دُور جنگل میں لے جا کر اس کو خوب مار پیٹ کی۔ اس کو اس قدر مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا اور اسکو مُردہ سمجھ کر واپس چلے گئے

شہزادی کے من پر اَنتری پریم کا اثر

میرے نالوں کے اثر سے دل ترا ہل جائیگا ۔۔۔ ہیں مرا تو ناز تیرا خاک میں مل جائے گا

دین دکھی کی آہ بری ہوتی ہے بے بس اور بےکس کا دکھ تمام سنسار کو تباہ کر دیتا ہے۔

تلسی آہ غریب کی ہری سوں سہی نہ جائے ۔۔۔ بنا سانس کے چام سوں لوہ بھسم ہو جائے

ادھر ادھم کو وزیر کے آدمیوں نے مار کر جنگل میں پھینک دیا۔ ادھر کانوں کان یہ خبر محل تک پہنچی۔ ایسی واردات کب چھپی رہ سکتی ہے شہزادی نے بھی سُنا کہ اس کا چاہنے والا فقیر اس کے پریم میں پھنس کر مار کر پھینک دیا گیا ہے اور جو حضرات ان آفتیں جھیل کر کسی پرکار ہوتی لایا تھا وہ غریب بنا کسی قصور کے خاک و خون میں ملا دیا گیا ہے۔ وہ بہت ہی سُوکشم پرکرتی کی لڑکی تھی۔ اس خبر کے سُنتے ہی بے ہوش ہوگئی۔ پیٹ میں ایسا درد شروع ہوگیا کہ جو ناقابلِ برداشت تھا۔ بے دم ہوکر زمین پر گر پڑی۔ طبیب اور حکیم لوگ آئے مگر نبض چھوٹ گئی۔ شریر ٹھنڈا پڑ گیا۔ بادشاہ اور بیگم نے اپنا سر پیٹ لیا۔ تمام شہر میں کہرام مچ گیا۔ آخر جنازہ اُٹھایا۔ لاش کو قبرستان میں لے جا کر نہلانے کے بعد قبر میں دفن کر دیا اور سب روتے پیٹتے واپس آگئے۔ بلخ کی راجدھانی آج کے دن سنسان ہوگئی۔ کیونکہ بادشاہ کی یہ ایک ہی اولاد تھی۔

موت کا ساتھ دینے والا سچا پریمی

ایشور کی لیلا بھی بڑی وچتر ہے اس میں جیتے مرے ہوئے پرتیت ہوتے ہیں اور مُردہ جی اُٹھتے ہیں۔ یہ پرکرتی کا نیم بھی ایک وچتر پہیلی ہے ایشوری مایا میں سب کچھ سمرتھ ہے۔ بیچارے ادھ مرے ادھم کے شریر میں ایک پرکار سے ٹھنڈی وایو کے جھونکوں نے نئی جان ڈالدی۔ ہوش آیا۔ آنکھ کھولی۔ دیکھا کہ چاروں طرف بیابان جنگل ہے۔ شریر کے روم روم میں درد ہے لیکن واہ رے سچے پریمی! اُس نے سوچا کہ ایک دفعہ نہیں سو دفعہ مریں گے مگر پریم کے نام کو بٹہ نہ لگائیں گے: ؎

پریم پیالہ وہ پیئے جو شیش دکھشنا دے ۔۔۔ لوبھی شیش نہ دے سکے نام پریم کا لے!

ادھم اُٹھا اور چہل قدمی کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا یہاں ہر طرف اُداسی چھا رہی تھی۔ ایک سجن سے پوچھا کہ یہ سنسان کیوں ہے۔ جواب ملا کہ بادشاہ کی اکلوتی بیٹی مر گئی ہے۔ ایک فقیر اس کی موت بن کر آیا تھا اس کی بددعا نے یہ حال کر دیا۔ اتنا سُننا تھا کہ غریب کا کلیجہ دہل گیا۔ جی میں آیا کہ وہ بھی وہاں ختم ہو جائے اور اپنی جان دے دے مگر ساتھ ہی اُسے خیال آیا کہ کم سے کم معشوق کی مُردہ صورت تو دیکھ لوں۔ اگر جیتے جی ملنے کی اچھا پوری نہیں ہوئی تو مرنے کے بعد تو ایک دفعہ اُس کا درشن کر لوں۔ یہ سوچ کر اُس نے شاہی قبرستان کا پتہ لیا۔ وہاں آیا۔ چوکی پہرے کا بندوبست دیکھ کر ڈرا۔ جیسے کیسے دن گزارا۔ جب آدھی رات ہوئی اور پہریدار خوابِ غفلت کی نیند سو گئے تو اُس نے قبر کو کھودا۔ مُردہ کو پیٹھ پر اُٹھا کر اپنی جھونپڑی میں لے گیا۔ کفن اُتارا۔ لاش کو نہلایا۔ پھر کپڑے پہنائے اور دیوار کے ساتھ اُس کو بٹھلا دیا۔ اس کے چہرے میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا بلکہ زندہ کی طرح جلال برستا تھا۔ وہ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے کسی دیوی کی مورتی ہو۔ وہ رو رو کر اُس مُردہ مورتی کے سامنے یوں کہنے لگا مانو وہ سُن ہی رہی ہو۔

اے بُتِ سنگین[1] دل نا آشنا ۔۔۔ کیوں کیا مجھ کو بلا میں مبتلا

کیوں دکھا کر ایک دم اپنی پھبن ۔۔۔ رنج میں ڈالا تھا اے نازک بدن

دردِ غم میں آپ نے کر کے مبتلا ۔۔۔ ایک مدت تک بے مجھے رسوا[2] کیا

عہد کہہ تجھ کو وفا کرنا نہ تھا ۔۔۔ مجھ کو زندہ چھوڑ کر مرنا نہ تھا

تجھ میں کچھ بُوئے وفاداری نہیں ۔۔۔ یار ہو کر شیوائے یاری نہیں

تجھ کو گر دنیا سے کرنا تھا سفر ۔۔۔ ساتھ مجھ کو لینا تھا اے سیم بر[3]

[1] پتھر [2] بدنام [3] ستمگری

روح تیری باغ جنت کو گئی! | دے گئی اس سخت جاں کو بیکلی
حال کی میرے خبر ہے کچھ تجھے | کل نہیں پڑتی کبھی کروٹ مجھے
باغ جنت میں گیا تو نے وطن | میں رہا روتا یہاں ہی جانِ من
حیف صد حیف! دیدارِ حبیب | بعد مرنے کے ہوا مجھ کو نصیب

واہ رے! قسمت مری واہ! واہ
کیسا دکھ مجھ کو دیا آہ! آہ

یہ کہہ کر زار زار رونے لگا۔ مورتی کے پجاری بھی اسی پرکار اپنی پتھر کی مورتی کے آگے روتے اور جان کھوتے ہیں۔ کیا ادھم میں مردہ پرستی آگئی تھی؟ نہ یہ مردہ پرست (پجاری تھا) نہ بت پرست۔ نادان دنیا کیا جانے اس راز کو۔ اصلی بھید کا اس کو پتہ نہیں۔ نہ مورتی پتھر کی ہے، نہ لاش بے جان ہے۔ ساری کرامات تو لگن یا بھاؤ کی ہے۔

رو یا! رو یا! خوب رو یا!!! منہ آنسوؤں سے دھو یا۔ سنسان جنگل میں فقیر کا جھونپڑا ہے کون سنے۔ ہاں سننے والا پرماتما تو حاضر ناظر ہے۔ دین دکھیوں کی سہایتا کرنے والا تو موجود ہے۔ وہ سرب شکتیمان ہے ہر ایک جیو جنتو کے ہردے میں پرجمان ہے۔ وہ سب کا پریرک ہے وہی مردہ میں جان ڈال سکتا ہے۔ ادھم اب خاموش ہو گیا اور اس مالک کل سے دعائیں مانگنے لگا کہ اے خداوند کریم۔ یا تو تو میری جان نکال لے یا اس مردہ جسم میں پھر روح ڈال دے۔ تو کیا نہیں کر سکتا۔ تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

سرو شکتیمان دیا ندھان کی دیا

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار | نہ ہو اس سے مایوس امیدوار

ادھر ادھم بے چین ہیں ادھر مالک کل (ایشور) کے دربار میں ان کی پرارتھنا سنی گئی۔ ایک سوداگروں کے قافلہ نے وہاں سے کچھ فاصلے پر ڈیرہ ڈالا ہوا تھا۔ رات میں انہیں آگ کی ضرورت پڑی۔ جھونپڑے میں آگ روشن تھی، سمجھا یہاں کوئی فقیر رہتا ہے اپنے ایک آدمی کو آگ لینے کے لیے وہاں بھیجا۔ وہ آیا۔ ادھم کو اس کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی۔ ڈرا کہ کہیں پھر سے وارثی لاش کی تلاش میں یہاں نہ آ گیا ہو۔ چور کی داڑھی میں تنکا۔ وہ خوفزدہ ہو کر ایک طرف چھپ گیا۔ وہ آدمی آیا مگر یہاں کی حالت دیکھ کر اسے نہ صرف تعجب ہوا بلکہ وہ بھی ڈر کے مارے کانپنے لگا۔ آگ جل رہی ہے اور کسی انسان کی لاش اس کے سامنے بے جان مورتی کی طرح بیٹھی ہوئی ہے۔

یہ الٹے پاؤں واپس گیا۔ ساتھیوں کو عجیب و غریب واقعات کا حال سنایا۔ ان کے سردار کو اچنبھا ہوئی کہ اس وچتر پہیلی کا کچھ پتہ لگانا چاہیے۔ اس کے ساتھ ایک حکیم بھی تھا۔ تینوں جھونپڑے کی طرف آئے۔ حکیم نے بڑے غور سے دیکھا۔ معلوم کیا کہ لاش میں تو کوئی جان معلوم نہیں ہوتی مگر چہرے کی چمک جیتوں کی جیوں بنی ہوئی ہے۔ یہ ایک بڑی تعجب کی بات ہے۔ ممکن ہے یہ عورت مری نہ ہو اور مورچھا کی حالت میں اس کے گھر والے یہاں چھوڑ گئے ہوں۔ یہ کہہ کر حکیم نے لاش کو اپنے ہاتھوں سے ہلایا، شریر میں نشتر لگایا، خون بہنے لگا۔ اب تو اس کو یقین ہو گیا کہ یہ زندہ ہے۔ اس نے اس کا منہ کھول کر حلق کے اندر دوا ٹپکائی۔ اس نے ہوش میں آ کر آنکھیں کھول دیں۔ وہ بڑے تعجب میں رہ گئی، نہ محل ہے نہ نوکر چاکر شرمائی، لجائی۔ بالآخر اسے بولنا ہی پڑا۔ اس نے پوچھا۔ "آپ کون ہیں؟ میں کہاں ہوں؟ یہ کونسی جگہ ہے؟ مجھے کون یہاں لایا ہے؟" ان لوگوں کو کسی بات کی کیا خبر تھی۔ صرف آگ کی تلاش میں یہاں آنے کی وجہ اور اس کے زندہ کرنے کا حال کہہ سنایا اور اس سے پوچھا کہ کچھ حال تو بتاؤ۔

شہزادی نے اپنی ساری داستان کہہ سنائی۔ اب ادھم کو بھی یقین ہو گیا کہ یہ پہرہ دار نہیں ہیں بلکہ مسافر ہیں۔ بے دھڑک سامنے آ گیا۔ پہلے اس نے بھی مورتی کو سجدہ کیا۔ پھر سوداگر سے بات چیت کرنے لگا۔

سنو بھائیو! میں ادھم فقیر ہوں۔ اس شہزادی کے عشق نے میرا یہ حال کر دیا ہے۔ موتی لانے کا اقرار تھا۔ وزیر بے ایمان اپنے قول و قرار پہ قائم نہ رہا۔ مجھ کو مار کر جنگل میں پھینک دیا۔ خدا کی مہربانی سے میں زندہ بچ گیا پھر شہر میں آیا۔ شہزادی کے مرنے کی خبر سنی اور جیتے جی دوبارہ پھر مرا۔ آخر ہزار دقت سے جیسے تیسے اس کی لاش کو کھود کر پہرے داروں سے چوری چھپے یہاں لایا ہوں اور ارادہ یہ تھا کہ اس کے ساتھ میں بھی جان دے دوں۔ اتنے میں آپ لوگ آ گئے۔ میں نے سمجھا کہ پہرے دار آ گئے ہیں۔ اس لئے میں چھپ گیا تھا۔

پھر سوداگر شہزادی سے پوچھنے لگا کہ حکم ہو تو ہم آپ کو محل میں پہنچا دیں! ماں باپ پریشان ہونگے" وہ بولی — "فقیرنی کو اب محل سے کیا لینا ہے۔ کیا آپ لوگوں کو اس فقیر کے سچے پریم کا ابھی تک پورا یقین نہیں ہوا۔ اس نے میرے لئے روگ لگایا۔ اب مجھے اس کی بیراگن بننے کی ضرورت ہے۔ اس نے میری خاطر کیسی کیسی مصیبتیں اٹھائیں، یہ کتنی افسوس اور ظلم کی بات ہوگی اگر میں اس کا ساتھ نہ دوں۔ اگر اس فقیر نے زندگی اور موت دونوں حالتوں میں میرا ساتھ دیا ہے تو مجھ پر سو ہزار لعنت ہے جو اس کا ساتھ چھوڑ دوں۔ سچ پوچھو تو مجھے دوبارہ زندگی اسی نے بخشی ہے، نہ یہ یہاں لاتا، نہ آپ مجھ کو دوا دارو کھلا کر زندہ کرتے۔

تینوں یہ بات سن کر دنگ رہ گئے۔ اپنی شرع شریعت کے مطابق اسی وقت حکیم نے ان کا نکاح پڑھ دیا۔ سوداگر اور نوکر کی اس پر گواہی ہو گئی اور اب وہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہنے لگے۔

سوداگر کے قافلہ نے تو صبح ہوتے ہی بادشاہ کے ڈر سے کوچ کر دیا کہ شاید اس نکاح کا نتیجہ ان پر کوئی آفت بپا نہ کر دے۔ فقیر اور فقیرنی دونوں اس جھونپڑے میں رہنے لگے۔ وہ باہر جا کر بھیک مانگ لاتا اور دونوں اس پرکار جیون وتیت کرنے لگے بھگوان کی یاد میں لگے رہتے۔ اسی طرح ایک سال گزرا۔ شہزادی کے ایک بہت ہی دویہ روپ لڑکا پیدا ہوا جو شہزادی کے روپ سروپ سے بالکل ملتا جلتا تھا۔ ادھم نے اس کا نام ابراہیم رکھا۔ اب یہ پانچ برس کا ہوا۔ شہزادی نے کہا اس کو دین کی تعلیم بھی سکھانی چاہیئے۔ اس کو لے جا کر مسجد کے کسی ملاں کے سپرد کر دو۔ دن بھر وہاں قرآن شریف پڑھا کرے۔ شام کو پھیری سے لوٹنے پر تم اس کو اپنے ساتھ لے آیا کرو۔ ادھم نے اس رائے کو پسند کیا اور بلخ کی جامع مسجد کے ملاں کے پاس لے جا کر ادھم نے ابراہیم کو اس کے حوالے کر دیا جس وقت یہ لڑکا قرآن شریف پڑھتا تو سب لوگ سن کر دنگ رہ جاتے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات"

اب کچھ بادشاہ کا حال سنیئے۔ شہزادی کی موت نے اس کے لئے دنیا اندھیر کر دی۔ اب خدا کی عبادت سوجھی اور ہفتہ عشرہ میں دو تین بار مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جانا شروع کر دیا اور پڑھنے والے چھوٹے چھوٹے بچوں سے قرآن شریف کی آیتیں سن کر ان کو انعام و اکرام دیتا۔ اتفاق کی بات ایک روز اس کی نظر ابراہیم پر جا پڑی۔ اس کی شکل اپنی لڑکی کے ہو بہو مشابہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ لڑکی کی یاد آ گئی۔ آنسو نکلنے کو ہی تھے کہ اس نے ضبط کر لیا اور لڑکے کو اپنی گود میں لے کر کہا کہ قرآن شریف سناؤ۔ ابراہیم نے جب پڑھنا شروع کیا تو آواز ایسی پیاری تھی کہ بادشاہ کا دل تڑپ گیا۔ آواز میں بالکل کشش لڑکی کی تھی۔ بادشاہ سے نہ رہا گیا لڑکے کو چھاتی سے لگا لیا اور دل کھول کر رو دیا۔ ملاں سے پوچھا کہ یہ کس کا لڑکا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ ایک فقیر ادھم کا لڑکا ہے۔ ادھم کا نام سنتا تھا کہ بادشاہ کے ہوش باختہ ہو گئے۔ وزیر کا ظلم، شہزادی کا پریم، موتی کا لانا وغیرہ اس کو سب باتیں یاد آ گئیں۔ دل میں سوچا کہ اس میں ضرور کوئی بھید ہے ورنہ اس لڑکے کے ساتھ کیوں اس قدر پریم مجھے ہو گیا ہے۔ کیوں نہ اس لڑکے کو محل میں لے جا کر بیگم کو دکھاؤں۔ ملاں کو کہا کہ میں اس لڑکے کو ساتھ لے جاتا ہوں جب اس کا باپ آئے تو اس کو ساتھ لے کر محل میں آ جانا۔

دونوں محل میں آئے۔ بیگم نے چھوٹی عمر کے اس بالک کو دیکھا تو کہا کہ کہیں میری پیٹ جائی لڑکی ہی تو اس لڑکے کا بھیس بدل کر نہیں آ گئی؟ وہ بیہوش ہو گئی۔ لخلخہ سونگھایا گیا ہوش میں آئی۔ عورت تھی دل کے ابھار کو روک نہ سکی جلدی سے لڑکے کو اٹھا کر گود میں لے لیا اور پریم میں مگن ہو کر آنسوؤں کے موتی نچھاور کرتی ہوئی لڑکے سے پوچھنے لگی کہ بیٹا! سچ بتا تو کس کا لڑکا ہے؟ لڑکے نے باپ کا نام بتایا اور پھر ماں کا نام بتایا۔ یہ وہی نام تھا جس سے وہ محل میں پکاری جاتی تھی۔ اب تو بیگم کو یقین ہو گیا کہ یہ اس کا دوہتہ ہے لیکن سات ورش ہوئے لڑکی تو مر گئی تھی۔ کیا فقیر ادھم کی دعا سے وہ پھر زندہ ہو گئی؟ سب کو بڑا تعجب ہوا۔ دوپہر کے بعد جب ادھم مکتب میں بچے کو لینے کے لئے پہنچا تو ملاں اس کو ساتھ لے کر محل میں آیا۔ بادشاہ اور بیگم نے ادھم سے

تمام حالات دریافت کئے جن کو سن کر محلوں میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ اسی وقت سج دھج کے ساتھ بادشاہ بیگم اور سب اہلکار ادھم کے جھونپڑے کی طرف روانہ ہوئے۔ ماں باپ بیٹی تینوں گلے ملے۔ بادشاہ اُسے گھر لایا۔ خوشیاں منائی گئیں۔ بادشاہ نے ابراہیم کو یوو راج بنایا۔ وہ شاہی محل میں بڑے لاڈ پیار سے رہنے لگا اور شاہی تعلیم حاصل کرنے لگا۔ اُدھم اور شہزادی نے محل میں رہنے سے انکار کر دیا۔ اپنے جھونپڑے ہی کو لوک اور پرلوک کا دھام سمجھ کر اُسی میں رہے اور ساری عمر مالک کی یاد میں گزار دی۔

بادشاہت

اپنے نانا کے پرلوک سدھارنے کے بعد ابراہیم اُدھم ان کے تخت پر بیٹھے۔ راج کاج بڑی شان و شوکت سے کرتے تھے۔ غریب سے غریب آدمی کی داد فریاد سنی جاتی تھی۔ وہ حد درجہ کے نیک اور ایشور بھگت تھے۔ ایشور نے اُن کو کسی خاص مقصد کے لئے پیدا کیا تھا۔ اسی کارن انہوں نے اپنے شاہی ٹھاٹھ کو فقیری گدڑی میں بدل لیا تھا۔

دیو یوگ سے ایک دن تخت پر بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی۔ سوپن میں کیا دیکھا کہ محل کی چھت زور زور سے ہل رہی ہے۔ کوئی منش اُوپر آ رہا ہے۔ آپ نے پوچھا "کون ہو؟" جواب ملا "آشنا" پھر پوچھا "یہاں آنے کی ضرورت؟" اس نے عرض کیا کہ "میرا اونٹ کھو گیا ہے اُس کی تلاش میں یہاں آ نکلا ہوں"۔ بادشاہ ہنسا! "نادان چھت پر اونٹ کا کیا کام۔ شاید تیری عقل ماری گئی جا کہیں اور جگہ تلاش کر" اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا "مجھ سے کہیں زیادہ تو نادان ہے جو اس شاہی ٹھاٹھ اور پوشاک میں خدا کی تلاش کر رہا ہے تیرے ہوش و حواس ٹھیک نہیں، ورنہ تو ایسا کام نہ کرتا۔ ان سب کو چھوڑ چھاڑ کر خدا کی تلاش میں لگ جا۔" اتنے میں حضرت ابراہیم کی آنکھ کھل گئی۔ دل میں ڈرے اور نشچہ کیا کہ واقعی خدا کی تلاش ان سب بندھنوں سے مکت ہو کر ہی کرنی چاہیئے۔

دوسرے دن رات کو سوپن دیکھا کہ سارا محل جگمگا رہا ہے روشنی اس قدر تیز ہے کہ آنکھوں کو چکا چوند کر رہی ہے۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ فرشتہ تخت پر بیٹھا ہوا کچھ لکھ رہا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کیا لکھ رہے ہیں" فرشتے نے جواب دیا کہ "میں خدا کا فرشتہ ہوں اور ان اشخاص کی فہرست بنا رہا ہوں جو خدا کو بہت پیارے ہیں" حضرت ابراہیم نے پوچھا۔ "اے خدا کے قریب رہنے والے۔ ذرا دیکھو تو سہی میرا نام بھی کہیں اس فہرست میں درج ہے یا نہیں؟" اس نے اپنا بہی کھاتہ دیکھ کر کہا کہ "نہیں"۔ آپ بولے۔ "بیشک مجھ میں بندگی ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر خدا کے لئے میرا نام بندگانِ خدا کے خادموں میں ضرور لکھ لیجئے۔"

دوسرے دن حضرت ابراہیم کو پھر اسی طرح آدھی رات کے وقت اُسی فرشتہ نے درشن دیئے اور کہا کہ "اے نیک بخت! خوش ہو بندگانِ خدا کے خادموں میں نام درج ہونے کی برکت سے تیرا نام بندگانِ خدا کی فہرست میں سب سے اوّل خاص خدا کے حکم سے لکھا گیا ہے" کسی نے سچ کہا ہے

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں   بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو   خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

فقیری

ایک روز آپ تخت پر بیٹھے راج کاج میں لگ رہے تھے یکایک ایک ننگ دھڑنگ فقیر بےخوفی سے دربار میں آ دھمکا حضرت نے پوچھا تو کون ہے اور یہاں کس لئے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ یہ مسافر خانہ ہے کچھ دیر یہاں ٹھہروں گا اور پھر اپنی راہ لوں گا۔ حضرت نے کہا تو غلطی پر ہے یہ سرائے یا دھرم شالہ نہیں ہے۔ وہ ہنس کر پوچھنے لگا۔ تم سے پہلے یہاں کون رہتا تھا۔ ابراہیم نے اپنے نانا کا نام بتایا۔ اس نے پھر پوچھا۔ اُن سے پہلے یہاں کون رہتا تھا حضرت نے اُس بادشاہ کا بھی نام بتایا۔ اسی پر کار کچھ دیر سوال جواب ہوتے رہے۔ پھر فقیر نے ہنس کر کہا کہ جب اتنے آدمی آئے اور آ کر چلے گئے تو یہ سرائے نہیں، تو اور کیا ہے؟ اچھا بھائی اب میں جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ دربار سے چل کھڑا ہوا۔ ابراہیم بھی اس کے پیچھے پیچھے چل کھڑے ہوئے۔ بہت دور جنگل میں چلے

گئے۔ وہ فقیر کہیں غائب ہو گیا۔ اب انہوں نے اپنی شاہی پوشاک اُتار دی اور فقیری اختیار کر لی۔ نو برس تک گھور تپسیا کی۔ نوشاپور میں ایک بہت بڑی گپھا ہے۔ وہی اُن کی کُٹیا بنی۔ کبھی کبھی جب بھوک ستاتی تو جنگل سے لکڑیاں چُن کر شہر میں چلے جاتے اور اُن کو فروخت کر کے روٹی خرید لاتے۔ آدھی کسی فقیر یا غریب کو دے دیتے اور آدھی خود کھا کر گزر کرتے۔ سردی گرمی بھوک پیاس کو برداشت کرتے۔ ایک دفعہ سردی انتہا درجہ کی پڑی۔ انہوں نے حسب معمول پربھات کے سمے اُٹھ کر ٹھنڈے پانی سے اشنان کیا اور صبح تک نماز پڑھتے رہے۔ سردی کی وجہ سے نمونیا اور بخار ہو گیا اور آپ کو اپنی زندگی خطرہ میں نظر آئی۔ دل میں خیال آیا کہ اگر کوئی گرم کپڑا یا لحاف ہوتا تو اوڑھ لیتے۔ یہ سنکلپ اُٹھنے کی دیر تھی کہ آپ کو معلوم ہوا کہ کسی نے اُن کی پیٹھ پر گرم دوشالہ ڈال دیا ہے۔ سردی سے ٹھٹھی ملی سو گئے۔ آنکھ کُھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اژدہا (بہت بڑا سانپ) ہے جس نے آپ کو گرمی پہنچائی ہے۔ آپ نے خدا سے پرارتھنا کی کہ اے خداوند کریم، آپ نے دیا کر کے میرے آرام کے لئے اسے بھیجا تھا لیکن اب مجھے یہ کال روپ نظر آ رہا ہے مجھے اس قدر آزمائش میں نہ ڈال۔ اُسی وقت اژدہا پیٹھ سے اُتر کر کہیں غائب ہو گیا۔ آپ اُٹھے اور مکہ شریف کی طرف چل نکلے اور وہاں چودہ سال تک تپسیا کی۔ مکہ شریف میں رہ کر حضرت ابراہیم جنگل سے سوکھی لکڑیاں لے آتے اور انہیں فروخت کر کے اپنا پیٹ پالتے۔

بیٹے کی ملاقات

جب آپ بلخ سے روانہ ہوئے تھے تو آپ کا ایک چھوٹی عمر کا لڑکا تھا۔ جب وہ تھوڑا بڑا ہوا تو اُس نے ماں سے اپنے باپ کا پتہ پوچھا۔ اُس نے کہا۔ سُنا جاتا ہے کہ وہ آجکل مکہ شریف میں رہتے ہیں۔ بچے نے کہا۔ اماں جان! چلو اُن کے دیدار بھی کریں گے اور مکہ شریف کی یاترا بھی ہو جائے گی۔ ماں کی اجازت پاتے ہی سارے شہر بلخ میں منادی کرا دی گئی کہ جو شخص حج کے لئے جانا چاہے اس کا سارا سفر خرچ شاہی خزانے سے ملے گا۔ منادی ہوتے ہی چار ہزار آدمی مکہ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ وہاں جا کر کچھ فقیروں سے پوچھا حضرت ابراہیم کہاں رہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ وہ تو ہمارے پیر مرشد ہیں۔ اب جنگل میں لکڑیاں لینے گئے ہوئے ہیں۔ لڑکا اُن کی تلاش میں جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ ایک بوڑھے آدمی کو لکڑیوں کا گٹھا پیٹھ پر لاتے ہوئے دیکھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے لیکن ضبط کیا اور اُن کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ انہوں نے حسب دستور لکڑیاں بازار میں فروخت کیں اور روٹی خرید کر کچھ بانٹ دی اور کچھ کھا لی اور پھر پاٹھ پوجا میں لگ گئے۔ نماز کے بعد اُس لڑکے کی طرف پریم درشٹی سے دیکھا اور قدرتی محبت جاگ آئی۔ سچ ہے اولاد کا موہ بڑا زبردست ہوتا ہے چاہا کہ اُس کو گلے لگا لے لیکن آسمان کی طرف درشٹی کی۔ خدا سے دُعا مانگی کہ اے خدا! مجھے امتحان میں نہ ڈال میں اب دُنیا کے بندھن میں پڑنا نہیں چاہتا۔ اُسی وقت لڑکے کے پران پکھیرو اُڑ گئے ہے

ابراہیم اُدھم دے وانگوں جگ توں کرے کنارا		پُتر مرن قبول کیتو سو نہ چھڈیا اُس پیارا

حضرت ابراہیم پورن تیاگی اور کامل فقیر ہوئے۔ انہوں نے چالیس سال گھوم پھر کر لوگوں کو راہِ راست پر لایا اور اسلام کو پھیلایا۔ کاش! کہ آج کے مسلمان اُن کی پیروی کر کے انسانیت اور اخلاق کو پھیلائیں اور سچے دھرم کے پیروکار بنیں۔

قطعات

از جناب جسونت سیالپوری

(۱) ہمہ اوست

میں نے معصوم بہاروں میں تجھے دیکھا ہے
میں نے پرنور ستاروں میں تجھے دیکھا ہے
میرے محبوب تری پردہ نشینی کی قسم
میں نے اشکوں کی قطاروں میں تجھے دیکھا ہے

(۲) انکشاف

تو ستاروں سے بہت دُور ہے، میں جانتا ہوں
اپنی مخلوق سے مستور ہے، میں جانتا ہوں
لیکن اِک راز سے آگاہ تجھے دیتا ہوں
میں شناسا ہوں ترا، میں تجھے پہچانتا ہوں

(۳) عرفان

جز تجلیات ہیں جو حق بیں نہیں
[illegible] جو کہیں نہیں
[illegible] فانی ہوں سے کھیلتا
اور سمجھا تجھ کو [illegible] نہیں

غزل

از قلم شری جگدیش پریمی

۱
مانا حسین ہے یہ تیری چاند سی شکل
پھولوں کی تازگی بھی ہے اور دلربا مہک
الفت سے گر ہے خالی تو کیسے قرار ہو ....

۲
شبنم تمہارے دید پہ ہو اشک وارتی
تارے فلک پہ تیری، یہ کرتے ہوں آرتی
کیا فائدہ؟ آنکھ دیکھنے سے جب بیزار ہو ....

۳
باد صبا کے جھونکے، قدم تیرے چومتے
گلشن کے پھول تیرے ہر سجدے میں جھومتے
کیا فائدہ؟ اس چمن کا جس میں نہ بہار ہو ....

۴
ہو بادشاہ حسینوں کے اور دل کے حکمراں
افسانے تیری زندگی کے اگائے ہر زباں
ممکن نہیں ہے یار کا پھر بھی دیدار ہو ....

یہ شیشۂ دل تمہارا، نہ کبھی آبدار ہو
جب تک نہ خانۂ دل میں خدا کا پیار ہو

۵
ملنا ہے اس سے، اس کے ہی دامن کو تھام لے
مستی میں اس کے نام کا ہاتھوں میں جام لے
تیری نشیلی آنکھوں میں اس کا خمار ہو ...

۶
ہستی مٹا دے اپنی، اگر اس سے پیار ہو
اس کے ہی در کے سامنے تیرا مزار ہو
پھر کیوں نہ تیری دید کا وہ طلبگار ہو ....

۷
گلشن کو چھوڑ، گھر تو ویرانے میں لے بنا
گریبان چاک کر کے، تو دلربا کو دل دکھا
آنکھیں ملا کے یار سے پھر اشکبار ہو ....

۸
مل جائے! تجھ کو پریمی قدم اس کے چومنا
رو رو کے شکوہ کر کے محبت سے پوچھنا
جگدیش تیرے وعدوں پہ کیا اعتبار ہو ....

کبیر صاحب کے وچن

ماس ماس سب ایک ہیں کیا مرغی کیا گائے
آنکھوں دیکھ نہار کے تے نر نرک کے جائے

کبیر اسوئی پیر ہے جو جانے پر پیر
جو پر پیڑ نہ جانئے سو کافر بے پیر

شش کو ایسا چاہیئے گورو کو سرونس دے
گورو کو ایسا چاہیئے شش کا کچھو نہ لے

اب تم کب سمرو گے نام

جیوڑا دو دن کا مہمان — اب تم کب سمرو گے نام
گربھ پنے میں ہاتھ جوڑ ایا — نکل ہوا بے ایمان۔ اب تم..
بال پنے میں کھیل گنوایا — تارن پن میں کام ....
برودھ پنے میں کانپن لاگا — نکل گیا اوسان ....
جھوٹی کایا جھوٹی مایا — آخر موت نادان ....
کہت کبیر سنو بھائی سادھو — یہیں چھوڑا میدان ....



کیا سہانا پریم کا ہے ایک چھن چھن دیکھئے ۔ ایک چھن میں بھیلنی کے پھر گئے دن دیکھئے
بیر اک ناچیز سی ہیں چیز لیکن دیکھئے ۔ رام نے وہ کیا مزے سے کھائے گن گن دیکھئے

ہو سرِ تسلیم خم جب پریم کی درگاہ میں
کیوں نہ پیدا ہو اثر پھر خلیق اپنی آہ میں

اپنے جیون میں سبق کیا کیا سکھائے رام نے ۔ دل پہ جو غفلت کے پردے تھے ہٹائے رام نے
بھید سچے پریم کے ہم کو بتائے رام نے ۔ کیا مزے سے بھیلنی کے بیر کھائے رام نے

جب کہا لچھمن نے جھوٹے بیر میں نہ کھاؤں گا
رام نے ہنس کر کہا کھا لو! ابھی سمجھاؤں گا

پریم وجہ ابتدائے عالمِ اسباب ہے ۔ پریم سازِ ہستیِ انسان کی مضراب ہے
کشتِ ہستی کے لئے اک چشمۂ پُر آب ہے ۔ تیرگیِ شامِ غربت کے لئے مہتاب ہے

پریم ہی ہم کو سکھاتا ہے معیارِ زندگی
پریم ہی ہے رام وجہ افتخارِ زندگی

پریم کی زنجیر میں جکڑا ہوا سنسار ہے ۔ ہر بشر کی زندگی کا پریم ہی آدھار ہے
تن اگر طنبور ہے تو پریم اُس کی تار ہے ۔ پریم ہی مضراب ہے تو پریم ہی جھنکار ہے

پریم سے اُلفت جسے ہے پریم ہی سے پیار ہے
وہ گلِ خنداں ہے بے شک گو بشکلِ خار ہے

پریم ہی سے جھومتی ہیں باغ میں سب ڈالیاں — پریم سے پتّے بجاتے ہیں چمن میں تالیاں
عندلیبوں نے ہے سیکھی پریم سے طرزِ فغاں — پریم سے گلزار میں ہیں جابجا ہریالیاں

پریم سے بادِ صبا نے سیکھی ہیں اٹھکھیلیاں
ہیں غرض باغِ جہاں میں پریم کی گلکاریاں

پریم سے ترکیب پاکر جب بنا انسان ہے — پریم سے خالی ہے گر تو پھر نرا حیوان ہے
پریم ذوقِ طبع کی رُوحِ رواں ہے جان ہے — مرضِ درد و الم کا یہ پریم ہی درمان ہے

پریم راہِ منزلِ تسلیم کا ہے راہبر
پریم وجہِ شادیٔ قلبِ حزیں ہے سر بسر

پریم سے لطف و مزہ ہے بات کا تقریر کا — پریم کرتا رنگ دوبالا ہے ہر تحریر کا
پریم سے وہ کام نکلا جو کہ تھا شمشیر کا — پریم سے شکر فشاں ہے لب ہر اک تصویر کا

پریم سے شیدا ہوا انساں حُسنِ حُور کا
پریم سے سُوجھا جسے سُوجھا ہے مضموں دُور کا

باغ کے ہر ایک گل میں رنگ و بو ہے پریم کی — بُلبلِ گلزار کو بھی جستجو ہے پریم کی
طائر و انساں کے لب پر گفتگو ہے پریم کی — ہر دلِ پُر آرزو میں آرزو ہے پریم کی

پریم ہی ہے زورقِ ہستی کا ناخدا
پریم ہی ہے خلیق بیشک نورِ واحد کی ضیا

گزشتہ سے پیوستہ

عشق الٰہی

سوامی رام تیرتھ جی مہاراج کا لیکچر

(جو کہ)

اُنہوں نے لکھنؤ میں سنہ ۱۹۰۵ء میں دیا تھا

(سجدۂ مستانہ ام باشد نماز ✦ دردِ دل یاد بود قرآنِ من)

(مستانہ سجدہ ہی میری نماز ہے۔ اُس کے واسطے دردِ دل میرا قرآن ہے)

حقیقی نماز یہ ہے۔ کہ مارے مستی کے لڑکھڑا رہا ہے۔ کبھی اِدھر گرتا ہے۔ کبھی اُدھر۔ ایک مالا میں ایک دم میں ہزار مالا کا اثر ہوتا ہے۔ مگر دِل سے مالا جپی جائے تو۔ تبت میں ایک چکر (پہیہ) ہے۔ جس میں سب مالا ایک دم سے گھوم جاتی ہے اگر ایک دفعہ خُدا کا نام لو لیکن ہر بال کی زبان ساتھ ہی بول اُٹھے تو ایک دفعہ جو زبان سے نِکلا تھا۔ اُس کو ہزار مالا دل سے فرب دے آیا۔ مطلب یہ ہے۔ جو نکلے دل سے نِکلے۔ جگر سے نکلے۔ سیالکوٹ میں رام کے ایک دوست تھے۔ جنہوں نے جیتے جی نماز نہیں پڑھی تھی۔ یہاں جو اہلِ اسلام ہے۔ وہ میری بات کا بُرا نہ مانیں۔ بچہ میں محبت کامل ہوتی ہے۔ جس سے وُہ ماں کو چپت مارتا ہے۔ اُس کی چوٹی کھینچتا ہے۔ سیالکوٹ میں چور بہت تھے۔ اُن کے انسداد کے لئے وار برٹن بھیجا گیا۔ وار برٹن پولیس کا ایک نامی افسر تھا۔ اُس نے وہاں جا کر یہ انتظام کیا۔ کہ پنچ قوموں کی تین دفعہ حاضری لی جاوے۔ جس سے چوری کا کسی قدر انسداد ہو گیا۔ ایک دِن جمعہ کو سب لوگ نماز پڑھنے جا رہے تھے۔ لوگوں نے شیخ سے پُوچھا۔ تم کیوں نہیں جاتے؟ انہوں نے کہا۔ "اِن لوگوں نے چوری کی ہے۔ حاضری دینے جاتے ہیں۔ میں نے چوری نہیں کی"۔

جسم چوری کا مال ہے۔ جو لوگ اِس جسم کو چُرا بیٹھے ہیں۔ یعنی خودی میں ڈُوبے رہتے ہیں۔ وُہ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں برہمن ہوں۔ چھتری ہُوں۔ ویش ہُوں۔ میں مُسلمان ہوں۔ ہاں ایک دفعہ شیخ صاحب نے نماز پڑھی۔ مگر اس خیال سے کہ:۔

سجدہ میں گر پڑوں تو پھر اُٹھنا محال ہے
سر کو اُٹھاؤں کیونکر ہر رگ میں یار ہے

نماز پڑھ رہے تھے سجدہ کو سر جُھکایا مگر نہیں اُٹھا۔ پران چھُوٹ گئے۔ یہ نماز پڑھا ہے۔ مُسلمان کے معنی ہیں۔ اسلام والا۔ یقین والا۔ نام دیو کے دِل میں اُس وقت اسلام تھا۔ یقین تھا۔ اور سچائی تھی۔ جس نے خُدا کو ایک دفعہ مجسم کر دکھایا۔ گڈریے کے دِل میں بھی حقیقی اسلام تھا۔ وُہی یقین تھا۔ وہی بشواس تھا۔ خُدا نے اسی لئے موسےٰ کو جھڑکا۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

(تو مجھ سے لوگوں کو ملانے آیا ہے۔ نہ کہ جدا کرنے)

می رسی در کعبہ زاہد برود از راہِ تری
زہدِ خشک صوم تو بے دیدۂ گریاں عبث

(اے پارسا! تری کے راستہ تو کعبہ کو جلد پہنچ سکتا ہے۔ تیرا خشک روزہ پارسائی اور بغیر رونے کے دیدہ بالکل بے فائدہ ہے)

خشک نماز۔ خشک مالا۔ خشک جپ۔ خشک پاٹھ۔ جن میں نہ آنسو ٹپکے نہ دل ملے۔ خشکی کی راہ مکّہ کو جاتا ہے۔ لوگ تری کے راستہ جلدی پہنچتے ہیں۔ اگر اس موقعہ پر مضمون ادھر کا اُدھر ہو جائے تو کچھ تعجب نہیں۔

چنیں طاقت کجا دارم کہ پیماں را نگہدارم
بیا اے ساقی دلشکن بیک پیمانہ پیماں را

(ایسی طاقت اب مجھ میں کہاں جو اقرار کا خیال رکھوں۔ اے ساقی (مرشد) آ۔ اور اپنی مستی کے ایک پیالہ سے اپنی وعدہ کو توڑ)

ان دو مثالوں سے کثیف پردہ اُٹھ گیا۔ اب ایک مثال لیجئے۔ کہ پردہ پتلا تھا اور اُٹھ گیا۔ پنجاب میں بابا نانک ہوئے ہیں۔ وہ سب کی طرح دوسرے درجہ کے تھے۔ ایک زمانہ میں مودی خانہ میں نوکر تھے۔ اس زمانہ میں کچھ ٹھگ سادھو بن کر اُن کے پاس آئے۔ اُنہوں نے غلّہ بھر بھر کر اُن کو دینا شروع کیا۔ اُوپر سے اُن کو گنتے جاتے تھے۔ لیکن دِل میں کچھ اور ہی خیال تھا۔

عشق کے مکتب میں میری آج بسم اللہ ہے
منہ سے کہتا ہوں الف دِل سے نکلتی آہ ہے

مستی ہی اس ہٹی پرستی میں کام کر رہی ہے۔ وہ بظاہر تو دو تین چار پانچ سات کہتے جاتے تھے۔ مگر دِل میں اس شمار کا کوئی خیال نہیں تھا۔ جب وہ تیرہ تک پہونچے سب بھول گئے۔ اور اُن پر ایک بیخودی کی حالت طاری ہوئی اب اُنہوں نے تیرہ سے یہ خیال جمانا شروع کیا۔

"تیرے ہو گئے۔ ہو گئے" بارہ اور تیرہ۔ تیرا اور تیرا۔ اس خیال سے بھر بھر کر ٹوکرے پھینکتے جاتے تھے۔ اور تیرا تیرا کہتے جاتے تھے۔ یہاں جو کچھ ہے۔ تیرا ہی ہے۔ اور سب تیرے ہی ہیں۔ یہ کہکر عالم بے خودی میں زمین پر گر پڑے زبان بند ہو گئی۔ مگر ہر رُو میں سے یہ صدا نکل رہی تھی "میں تیرا ہوں"۔ زبان حال کا یہ اثر ہوا کہ وہ بنے ہوئے سادھو ٹھگ گئے۔ گو وہ خود چور تھے۔ لیکن پرمیشور نے اُن کو چُرا لیا۔ وہ سب چوروں کا چور ہے۔ ٹھگوں پر یہ حالت طاری ہوئی کہ وہ بھی تیرا تیرا کہنے لگے۔ یہ وہ مثال ہے۔ جسمیں بلحاظ مکاشفہ پردہ اُٹھ گیا ہے۔ لیکن عارضی طور پر اب ایک آدھ مثال "میں تو ہوں" کی اور دی جاوے گی۔ بلحاظ مکاشفہ بہت لوگ ہیں۔ جنہوں نے اس مرحلہ کو طے کیا ہے۔ دو طرح کا پڑھنا ہوتا ہے۔ رام جب کالج میں تھا۔ تو اس کا ہاتھ بہت تیز چلتا تھا۔ رام کا امتحان ہوا۔ پرچہ بہت لمبا تھا اس میں تیرہ سوال تھے۔ اسمیں آٹھ سوالوں کے حل کرنے کی شرط تھی۔ مگر رام نے کل سوال حل کر ڈالے۔ اور کاپی پر لکھ دیا کہ ان میں سے کوئی آٹھ ملاحظہ ہوں۔ اُن کے حل دماغ میں تو تھے۔ مگر ناخون میں اُترے نہ تھے۔ اسی طرح سے

بہت لوگوں نے اس کو بھی عملی طور سے نہیں جانا ہے۔ اسی طرح سے رام دوسری مثال یہ دیگا۔ کہ وہ ناحق میں اعتراض کرتا ہے۔ عرب میں محمدؐ صاحب سے پہلے لوگ وحشی تھے۔ اب ہم حیران ہوتے ہیں۔ کہ محمدؐ صاحب نے کیسی لیاقت سے ان وحشی لوگوں کو اکٹھا کر لیا۔ ان کے ملانے کی ایک وجہ یہ تھی۔ کہ اُن کو اکٹھا کر کے خدا کے حضور میں لانا تھا۔ رام نے جاپان میں دو جن رکشا (گاڑی) والوں میں اس بات پر لڑائی ہوتی دیکھی۔ کہ دونوں میں سے ہر ایک مجھکو اپنی رکشا میں بٹھلایا چاہتا تھا۔ جب اُن کی باہم آنکھیں لڑیں تو دونوں ہنس پڑے۔ اس وقت رام کو یقین ہوا کہ آتما آنکھوں میں رہتی ہے

جب آنکھیں چار ہوتی ہیں مروت آہی جاتی ہے

اسی طرح جب زبانیں ایک ہوتی ہیں۔ تو محبت ہو ہی جاتی ہے۔ جب خدائی درگاہ میں ایک زبان ہو کر دعا کرتے ہیں۔ تو اتحاد ہو ہی جاتا ہے۔ اوّل لفظ ادم ہے۔ جو بچہ بھی بولتا ہے۔ بیماری میں اوں اوں ہی کہکر تسلی ہوتی ہے۔ جب بچے خوش ہوتے ہیں۔ تو اُن کے منہ سے بھی اد۔ اد۔ اد نکلتا ہے۔ یہ نیچر کا نام ہے۔ اس پر کسی کا ٹھیکہ نہیں ہے۔ قرآن میں ا۔ ل۔ م جب آتا ہے۔ تو وہ ادم ہی ہے۔ جیسے جلال الدین۔ کمال الدین میں لام نہیں پڑھا جاتا۔ ذرا کچھ دیر کے لئے سب ادم بول دو۔ (چنانچہ سب نے ادم کا نعرہ بلند کیا۔ جس سے کھلا میدان گونج اُٹھا)

رکھی کیش کے پاس کا ذکر ہے۔ کہ گنگا کے اس پار بہت سادھو رہتے تھے: اور اُس پار ایک مست۔ اُس کے رنگ درویشہ میں انا الحق۔ شِوو ہم لبا ہوا تھا۔ رات دن یہ آواز آیا کرتی تھی "شِوو ہم۔ شِوو ہم۔ شِوو ہم۔ شِوو ہم" ایکدن ایک شیر آگیا۔ سادھو پار سے دیکھ رہے تھے۔ کہ شیر آیا۔ اور شیر نے اُس مہاتما کی طرف رُخ کیا۔ وہ شیر کو دیکھ کر آواز سے کہہ رہا تھا "شِوو ہم شِوو ہم" اُس کے ذہن میں یہ جما ہوا تھا کہ میں شیر ہی ہوں۔ خود شیر کے جسم میں نعرہ مار رہا ہوں۔ "شِوو ہم۔ شِوو ہم" شیر نے آکر اُن کے بازو کو پکڑ لیا۔ تو وہ آنند کے ساتھ شیر کی حیثیت میں آدمی کے گوشت کا مزہ لے رہے تھے۔ اور آواز نکل رہی تھی "شِوو ہم۔ شِوو ہم"۔ دیوالی میں کھانڈ کے کھلونے بنتے ہیں۔ کھانڈ کے ہرن۔ کھانڈ کے شیر۔ اگر کھانڈ کا ہرن اپنے تئیں اسما و اشکال خالی صفت کے ساتھ سمجھے۔ "میں ہرن ہوں" تو کیا یہ کہے گا۔ کہ کھانڈ کا شیر مجھ کو کھا رہا ہے؟ اگر وہ اپنے تئیں کھانڈ مان لے تو یہ کھانڈ کا ہرن کہہ سکتا ہے۔ کہ بحیثیت کھانڈ کے میں ہی ادھر ہرن اور اُدھر شیر ہوں۔ اسی طرح جب تم جانو کہ تمہاری حقیقت کیا ہے۔ وہ مثل اُس کھانڈ کے خدا کی ذات الٰہی ہے۔ پس بحیثیت اس کھانڈ کے شیر بننے کے تم بحیثیت خدا یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ میں ادھر ہرن اور اُدھر شیر ہوں۔

"پگڑی پاجامہ دوپٹہ انگرکھا
غور سے دیکھا تو سب کچھ سوت تھا
دامنی توڑی تو مالا کو گڑھا
پر نگاہِ حق میں تھا وہ سب طِلا

پیارے یہ مہاتما وہی نگاہ رکھتے ہیں جس وقت شیر کھا رہا تھا اس وقت وہ کیا کیا مزے لے رہے تھے۔ آج انسان کا خون ہمارے منہ لگا ہے۔ ٹانگ کھائی تو بھی "شِوو ہم۔ شِوو ہم" منہ سے نکلا۔ شیر بھی نعرہ مار رہا ہے۔ "شِوو ہم۔ شِوو ہم" پردہ پہلے ہی پتلا تھا مگر سرکا یا گیا۔

سکندر جب ہندوستان میں آیا۔ اور اُس نے دیکھا کہ جتنے ملک میں نے جیتے سب میں صداقت والے عقیل و شکیل

ہندوستان میں دیکھے۔ اُس نے کہا۔ کہ اس ہندوستان کے سرانجی حکیموں اور عارفوں کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ سکندر کو سندھ کے کنارے لے گئے۔ وہاں ایک اودھوت بیٹھے تھے۔ سکندر تمام دُنیا کا بادشاہ وہاں لنگوٹی بھی نہیں۔ مقابلہ کس غضب کا ہے! سکندر میں بھی ایک رُعب تھا۔ مگر مست کی نگاہ میں تو یہ تھا کہ :-

شاہوں کو رُعب اور حسینوں کو حُسن و ناز
دیتا ہوں جبکہ دیکھوں اُٹھا کر نظر کو میں

سکندر پر اُس مست کا رُعب چھا گیا۔ اُس نے کہا۔ مہاراج کرپا کیجیے۔ یہاں کے لوگ ہیرے کو گدڑی میں لپیٹ کر رکھتے ہیں۔ مغرب میں ذرا ذرا سی چیزوں کی بڑی قدر کی جاتی ہے۔ میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں راج پاٹ دُونگا دھن دوں گا۔ دولت دُوں گا۔ ہیرے جواہرات دُوں گا۔ جو کچھ چاہو سب دُونگا۔ لیکن میرے ساتھ چلو۔" مہاتما ہنسے اور کہا "میں ہر جگہ ہوں۔ میری نگاہ میں کوئی جگہ نہیں ہے۔" سکندر نہیں سمجھا۔ سکندر نے کہا۔ "ضرور چلیئے۔ اور وُہی لالچ پھر دلایا۔" مست نے کہا۔ "مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں۔ میں اپنا پھینکا ہوا تھوک چاٹنے والا نہیں۔" سکندر کو غصہ آگیا۔ اور تلوار کھینچ لی۔ اُس پر سادھو کھلکھلا کر ہنسا اور کہا۔ ایسا جھوٹ تو تو نے کبھی نہیں بولا تھا۔

مجھ کو کاٹے کہاں ہے وُہ تلوار

بچے ریت میں بیٹھکر ریت اپنے پاؤں پر ڈال لیتے ہیں۔ خود گھر بنا لیتے ہیں۔ خود ڈھا دیتے ہیں۔ ریت کا کیا بگڑا۔ جو پہلے تھی وُہ اب بھی ہے۔ پیارے اسی طرح اس سادھو کی کیفیت تھی۔ یہ جسم اُس بالو کے گھر کی طرح ہے۔ جو لڑکوں کے زعم میں ذہنی گھر بنا تھا میں تو ریت ہُوں۔ گھر کبھی تھا ہی نہیں۔ اگر تم یا جو کوئی اس گھر کو بگاڑتا ہے۔ وُہ اپنا خانہ خراب کرتا ہے۔

تارے کیا روشنی سے پیارے ہیں
تم ہمارے ہو ہم تمہارے ہیں

یہ جواب سُن کر سکندر کے ہاتھ سے تلوار چھُوٹ پڑی۔

ایک بھنگن تھی۔ جو کسی راجہ کے گھر میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ کبھی کبھی اُس کو سونا یا موتی انعام میں مل جاتا تھا۔ کبھی گرے پڑے موتی اُٹھا لاتی تھی۔ اُس کے ایک لڑکا تھا۔ جو بچپن سے پردیس گیا ہوا تھا۔ جب پندرہ برس کا ہوا لوٹ آیا اُس نے دیکھا کہ اُس کی ماں نے جھونپڑی میں لعلوں کا ڈھیر لگا رکھا ہے۔ اُس نے پوچھا۔ "یہ چیزیں کہاں سے آئیں۔" مہترانی نے کہا۔ "بیٹا! میں ایک راجہ کے یہاں نوکر ہُوں۔ اُس کی رانی کے یہ گرے پڑے موتی ہیں۔ جن کا یہ ڈھیر ہے" لڑکا اپنے دل میں کہنے لگا۔ "جس کے گرے پڑے موتی ایسے عمدہ ہیں وُہ آپ کیسی حسین ہوگی۔" یہ خیال آنا تھا۔ کہ اُس کے دل میں عشق طاری ہوگیا۔ اور اپنی ماں سے کہنے لگا۔ کہ مجھے اُس کے درشن کراؤ۔ یہ تارے ستارے یہ چاند سُورج یہ جھلکتے ہُوئے دریا یہ دُنیاوی حُسن و خُوبی۔ اس حقیقت کے گرے پڑے موتی ہیں۔ ارے! جسکے گرے پڑے موتیوں کا یہ حال ہے۔ تو اُس کا کیا حال ہوگا۔

"لگا کر پیڑ پھُولوں کے لئے تقسیم گلشن میں۔ جمایا چاند سُورج کو سجایا ستاروں کو"

جسوقت لڑکیوں کا بیاہ ہوتا ہے۔ اُسکے ڈولے پر سے روپے پیسے اشرفیاں نچھاور کرتے ہیں۔ اور اُسے مہاتما دیں! تم اُن چیزوں کو چنو۔ رام کی آنکھ اُس دُلہن کے ساتھ لڑے گی۔ جسکا جی چاہے اُن موتیوں کو بھر لے۔ رام کے پاس تو جامہ بھی نہیں ہے۔ دامن کہاں سے لائے۔

ادم - ادم - ادم



پیارے بھوکے جوانوں میں

از جناب ... صاحب الفت

[illegible] کے اندر
[illegible] کے اندر
[illegible] گلستاں کے اندر
[illegible] کے اندر
[illegible] جہاں کے اندر
[illegible] کے اندر
اک دن ہے کہا [illegible] کے اندر

پرنام میرا سویکار کرو

شری آنند کپورجی

(۱)
ہے دین دیال اُپکار کرو
پرنام میرا سویکار کرو

(۲)
ہم دوارے تیرے آ بیٹھے
سچ مان ایمان مٹا بیٹھے
دھتکار کرو یا ستکار کرو
پرنام میرا سویکار کرو

(۳)
یا جیون نہیں کنارہ ہے
تم بن پربھو کون ہمارا ہے
ڈبو دو بیڑا یا پار کرو
پرنام میرا سویکار کرو

(۴)
میرا کچھ پاس نہیں میرے
تیرا ہی ارپن ہے تیرے
اب جیت کرو یا ہار کرو
پرنام میرا سویکار کرو

(۵)
تیری مرضی سو ہو گیا میرا
اک اوم تیرا ادھیر میرا
جو جی میں آئے کرتار کرو
پرنام میرا سویکار کرو

(۶)
اک بار کرشما پران کرو
کھولیں بھونو کلیاں کرو
آنند سے نیناں چار کرو
پرنام میرا سویکار کرو



دان ویر کرن

شری جوتی پرشاد جی کلیان

بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج کے زمانہ میں سوریہ پتر راجہ کرن ایک بڑا پرتاپی راجہ ہو گذرا ہے۔ یہ راجہ اپنے زمانہ کا لاثانی بہادر اور دانی ہی نہیں تھا۔ بلکہ ایشور بھگت۔ زبان کا سچا۔ وعدہ اور ارادہ کا پکا بھی تھا۔ راجہ کرن کی شجاعت سخاوت اور خیرات دنیا بھر میں نکلتے سورج کی مانند آج تک روشن ہے۔ اور یہاں تک شہرت حاصل کی ہے۔ کہ پرانا کمال جبکہ ستوگن بھاؤ ہر فرد و بشر کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت راجہ کرن کا پہرہ بتلایا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ راجہ کرن۔ دُشٹ راجہ دریودھن کا پکشپاتی تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی اسقدر نیک طبیعت تھا اور ایشور بھگت تھا۔ کہ زمانہ میں اس کے نام کا ڈنکا آجتک اچھے خیالات کے ساتھ بج رہا ہے۔ راجہ کرن کے مختصر حالات حسب ذیل ہیں۔

راجہ کرن۔ مہاراج دہرم راج یدھشٹر کا بھائی اور شری مہارانی کنتی کا بڑا پتر تھا۔ جس کی پیدائش سوریہ بھگوان کی شکتی سے ہوئی تھی۔ لیکن اسکو پیدا ہوتے ہی ایک برتن میں ڈال کر بند کر کے دریا میں پھینک دیا گیا تھا۔ اور اس کو راجہ دھرت راشٹر کے سائیس (رتھبان) نے پرورش کیا تھا۔ جس کی وجہ سے دیگر راجے لوگ اس کو راجاؤں جیسی عزت نہ دیتے تھے۔ خاص کر کورو.... اور پانڈو بھی اس مرحلہ پر سنکوچ کرتے تھے۔ مگر اپنی بہادری اور پرتاپ اور سخاوت سے اس نے اس قدر عزت پائی کہ آجتک اس کے بعد دنیا میں اس کا ثانی نہیں ہوا ہے۔ خود بھگوان کرشن چندر جو دوسرے فریق کے پکشپاتی تھے۔ بھی کرن کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ اور کئی مرتبہ اپنے سکھا ارجن کو اس کے مقابلہ میں نیچا کیا۔

کرن نے گورو درونا چاریہ کے علاوہ شری پرسرام جی سے بھی شستر ودیا سیکھی تھی۔ چونکہ دریودھن اور کرن دونو ارجن اور بھیم سین سے حسد رکھتے تھے۔ اس لئے گورو درونا چاریہ نے کرن کو برہم استر ودیا سکھلانے سے انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا۔ کہ یہ ودیا صرف برہمنوں کو ہی سکھلائی جاسکتی ہے۔ لیکن دریودھن کے مشورہ سے کرن شری پرسرام جی کے پاس شری مہیندر گر پربت پر گیا۔ اور اپنے آپ کو برہمن کا بالک ظاہر کر کے برہم استر ودیا سیکھ لی۔ مگر جس کے سر پر پربھو کا ہاتھ ہو۔ اس کا کون بال بیکا کر سکتا ہے۔ ویر ارجن کی رکشا کے لئے پہلے ہی سے بہتیرے اوپائے ہو رہے تھے۔ کہ اتفاق سے ویر کرن کے ساتھ شکار کھیلتے ہوئے ایک گائے ہرن کے دھوکے سے مر گئی۔ گائے کے مالک برہمن نے اُس کو شاپ دیا۔ کہ جس کے مارنے کے لئے تُو نے برہم استر ودیا سیکھی ہے۔ جب تو اس کے مقابلہ پر جائے گا۔ تو تیری یہ ودیا کام

آ جائے گی"۔ اور اسطرح سے جب شری پرسرام جی کو یہ راز افشاں ہوا کہ کرن نے دھوکے سے اپنے آپ کو برہمن کا لڑکا ظاہر کر کے برہم استر ودّیا سیکھ لی ہے۔ تو انہوں نے بھی کرن کو ایسا ہی شاپ دیا۔

مہاراجہ چیتر انگد والئے ریاست راجپور کی سپتری کو جب سوئمبر سے دریودھن اٹھا کر لے بھاگا۔ اور وہاں زبردست مقابلہ ہوا۔ لیکن ویر کرن کی بہادری کی امداد سے دریودھن کو فتح نصیب ہوئی۔ اس پر راجہ جراسندھ کرن کی بہادری پر قائل ہو گیا۔ اور راجہ جراسندھ نے اس کی شجاعت پر خوش ہو کر ملک مالنی نگر کرن کو دے دیا۔ نیز اس علاقہ سے ملتے جلتے ہوئے بہت سارے شہر اور گاؤں دریودھن نے بھی کرن کو دیدیئے۔ جس سے کرن راجہ بن گیا۔

ویر کرن کی موت کا کارن صرف یہی تھا۔ کہ بھگوان کرشن چندر کو مہابھارت یدھ میں پانڈوؤں کی جے کرنی مقصود تھی۔ جس کے لئے بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج کو کئی پرکار کی لیلا کرنی پڑی۔ مثلاً گھٹوت کچھ کی پیدائش صرف ویر ارجن کی زندگی اور بہادر کرن کی موت کا باعث تھی۔ یعنی جو شستر ویر کرن نے بڑی حفاظت کے ساتھ نر اوتار ارجن کی موت کے لئے رکھا ہوا تھا۔ جب گھٹوت کچھ نے کرن سے لڑتے ہوئے ایک آفت برپا کر دی۔ اور عنقریب ہی تھا کہ کرن گھٹوت کچھ کے ہاتھ سے مارا جاتا۔ تو مجبوراً کرن کو اپنی زندگی قائم رکھنے کے لئے وہ شستر جو اُس نے ارجن کی موت کا کارن سمجھا ہوا تھا گھٹوت کچھ پر چلانا پڑا۔ چنانچہ اس طرح پر ویر کرن بہادر ارجن کے لئے ایک طرح سے خالی ہاتھ ہی رہ گیا تھا۔

طاقت کے لحاظ سے بھی ویر کرن اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ جسکی بابت خود بھگوان کرشن چندر نے میدان جنگ میں بڑی تعریف کی ہے۔ جس کا ذکر مہابھارت میں تفصیل کے ساتھ آتا ہے۔

دراصل جو شخص سخی ہوتا ہے۔ وہ رحم دل اور بے پرواہ بھی ہوتا ہے۔ بلکہ اس کو اپنی سخاوت میں بھگوت پریم کے بس ایسا نشہ ہو جاتا ہے۔ کہ اس وقت اپنی موت کا بھے اور دشمن کا خوف بھی نہیں محسوس کرتا۔ بلکہ ایشور پریم کی لہر میں ایسا غرق ہو جاتا ہے۔ کہ جو کچھ اس کے پاس ہو۔ سب پربھو کے نام پر لُٹا دے۔ یہی کارن تھا کہ دیوراج اندر نے بھگوان شری کرشن چندر کی اِچھّا انوسار بشکل بھکاری دان ویر کرن سے ایسا دان مانگا۔ کہ ایک طرف تو دان اور دوسری طرف ویر کرن کی موت کا سامان۔ جبکہ کو اس طرح دان مانگنے کا علم پہلے سے ہو چکا تھا۔ مگر واہ رے دانی۔ ویر کرن۔ دان کے مقابلہ میں جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے جسم سے کوچ اور کنڈل اُتار کر دیوراج اندر کے حوالہ کر دیئے۔ اس طرح پر بھگوان شری کرشن چندر مہاراج نے بھی کئی مرتبہ ارجن کو ساتھ لیکر اور براہمنوں کا بھیس بدل کر دان ویر کرن کی آزمائش کی ۔۔۔۔ مگر دان ویر کرن نے ایشور کے نام پر کسی چیز کی بھی پرواہ نہیں کی۔ یہاں تک بھی اس کو آزمایا گیا ۔۔۔ جب بہادر ویر کرن۔ ارجن کے جوشیلے بانوں سے زخمی ہو کر موت کی آغوش میں لیٹا ہوا تھا۔ اور دم پرواز کرنے ہی کو تھا۔ چاروں طرف لاکھوں مردوں کی لاشیں ہو سی ندی میں غوطے کھا رہی تھیں۔ اور گدھ اور کوّے ان کے گوشت کو نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔ کہ بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج اپنے سکھا ارجن سمیت برہمن کا بھیس بدل کر بشکل بھکاری کرن کی ادھ مری لاش کے پاس پہنچے اور بڑی دھیمی آواز سے کہا کہ بہادر کرن آج تیری موت ہونے سے دنیا میں کوئی دانی نہیں رہا۔ مگر بہادر ویر کرن جو اپنا آخری دم توڑ رہا تھا۔ سے نہ رہا گیا۔ اور کہا کہ جب تک میرے پران کا کوئی انس بھی باقی ہے۔ یہ آواز میں نہیں سن سکتا ہوں۔ حالانکہ اس نازک وقت میں اُس کے پاس دان کرنے کے لئے سوا انس بھی باقی نہ تھے۔ مگر دانی ویر کرن ایشور کے نام پر اس قدر محو تھا۔ کہ اُس نے لڑکھڑاتے ہوئے

ایک زبردست پتھر پر جو اُس سے کچھ فاصلہ پر پڑا تھا۔ اپنا مُنہ مارا۔ اور اپنے دانت جن پر سونے کے کھول (cover) تھے۔ توڑ کر کہا کہ میں اب بھی دان کر سکتا ہوں۔ لیجئے یہ واقعہ ہونا تھا کہ فوراً بھگوان شری کرشن چندر اور ارجن اپنے اپنے سروپ میں پرگٹ ہو گئے۔ اور آخری سوانس پر بھگوان شری کرشن چندر مہاراج نے ویر کرن کو درشن دے کر اپنے دہام کو پہنچا دیا۔ یہ ہے بھگتی کا اور سخاوت وخیرات کا نتیجہ۔ کیا ویر کرن نے بہادر ارجن پر تیر چلاتے ہوئے۔ بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج جو اس کے رتھبان تھے کو تیر نہ مارا ہوگا؟ مگر بھگتی رس اور پریم کی تار ایک واحد چیز ہے۔ اور اپنا کرتب جو کرن نے یدھ کے دوران میں بھگوان کرشن پر تیر برسائے۔ یہ جدا بات ہے۔

ویر کرن کو معلوم تھا کہ پانڈو اُس کے بھائی اور بھگوان شری کرشن چندر پانڈوؤں کے پکشپاتی ہیں مگر چونکہ وعدہ اور ارادہ کا پکا تھا۔ اس لئے اُس نے اپنی زبان (وعدہ) جو دریودھن کو دیدی تھی۔ کے مقابلہ میں کسی بات کی پرواہ نہیں کی۔ چنانچہ یدھ کے دوران میں اس نے کئی بار مہاراجہ یدھشٹر اور بھیم سین آدک کو گھیر لیا۔ لیکن رحم کی نگاہ سے اُن کو چھوڑ دیا۔ بلکہ اپنے اصلی مطلب پر (کہ ارجن کو مارنا ہے) تُلا رہا کہ اگر مارنا ہے تو ارجن کو ماروں گا۔ یا اس کے ہاتھ سے مر جاؤں گا۔ جیسا کہ وہ شری مہارانی کنتی جی کو لڑائی سے پہلے ہی زبان دے چکا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی کر دکھایا۔

جس وقت مہابھارت یدھ ختم ہو جاتا ہے۔ اور شری یدھشٹر کو یہ راز معلوم ہوتا ہے۔ کہ ویر کرن دس ہزار ساتھیوں کی طاقت رکھنے والا اُن کا بڑا بھائی کنتی پتر تھا۔ اُس وقت جو حالت یدھشٹر جی کی بیقراری کی ہوئی تھی۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ یہاں تک پشچاتاپ کیا کہ شری نارد جی۔ وید ویاس جی اور بھگوان شری کرشن چندر مہاراج کے سمجھانے سے بھی ان کا موہ اور پریم جلدی دُور نہ ہوا۔ بلکہ تمام عمر ویر کرن کی بہادری اور سخاوت کی داد دیتے رہے۔

ویر کرن کی زندگی سے ہمیں سخاوت۔ بہادری۔ پختہ ارادہ۔ ایشور بھگتی۔ نیک نیتی۔ وعدہ وفائی۔ رحم دلی کا خاص سبق ملتا ہے۔ جو قابلِ داد ہے۔

سنت تلسی داس کے جیون کا ایک ورق

شری بھاگ مل جی سائینی۔

سنت تلسی داس کو اپنی پریم جیون سے بہرہ ور استری کے ہمہ گیر اور عالم گیر اپدیش سے جس دن سے یہ یقین واثق ہو گیا۔ کہ جملہ لطیف و کثیف جگت بھگوان کا روپ ہے۔ اور ہر شے کی راہ سے .... وہ خاموش بولی میں ہمارے روبرو باتیں کر رہے ہیں۔ یعنی اِس جانفزا اور دلربا منظر میں حیرت انگیز خوبصورتی کی رو میں اُسی سے آ رہی ہیں۔ صبح و شام کے دلکش نظارے اور رات کی چاند تاروں کی ابدی دیپ مالا اُسی کے آنند کا گیت ہے۔ پربھات کی مسکراہٹ اور پھولوں کی رس بھینی خوشبو وغیرہ کے روپ میں اِسی کی زندگی رقص کر رہی ہے۔ اور ہر شے کی لگاتار نئی پیدائش اُسی کے سدا بہار حسن و جوبن کی خبر دے رہی ہے۔ محض اپنی اندرونی آنکھ سے جاننے اور پہچاننے کی ضرورت ہے۔ یا چشم باطن کی کشادگی درکار ہے۔ اُسی روز سے وہ کائنات کی ہر شے میں نیکی سچائی پاکیزگی حسن اور سرور کی موجودگی کو دیکھتا تھا۔ اور اس کی زندگی عین محبت اور موافقت ہو کر ایک نہایت شیریں اور پُر سرور گیت بن چکی تھی یعنی محدود اور فانی زندگی سے اُٹھ کر بھگوان کی غیر محدود اور ابدی زندگی میں شریک ہو جانے کی وجہ سے وہ اپنی بھلائی کو دوسروں کی بھلائی پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت منتظر رہتا تھا۔ اور بھی صفائی سے یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ اُس کی زندگی سچائی۔ بھلائی۔ نیکی۔ غیر محدود محبت اور پریم کی دھارا بن گئی تھی۔

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ سنت جی کی نظر ایک شکاری پر پڑی۔ جو ایک جنگلی ہرن کو مارنے کو ہی تھا۔ بحرِ محبت جوش میں آیا۔ فوراً اپنے کو شکاری کے قدموں پر گرا دیا۔

شکاری۔ "اے پربھو! یہ کیا؟"

سنت جی زور زور سے چیخیں مار کر رونے لگے...... "اس حسن کے مجسمہ ہرن کو مت مار۔ میں خود بُری طرح زخمی ہو رہا ہوں۔"

شکاری:۔ "پربھو! کسی کی آگ سے گذرنے کے کیا معنی۔؟"

سنت جی:۔ "اے نادان! تیری صحیح عقل کا چراغ گُل ہو چکا ہے۔ تو میرے ہرن کے ساتھ صحیح رشتہ کو محسوس نہیں کر سکتا۔ یہ تو میرا پیارا معشوق ہے۔ اِس میں تو مجھے آنند روپ اور پریم سُندر بھگوان نظر آ رہے ہیں۔ مگر پریم کی آگ میں پروانے کی مانند جلے بغیر تو اس رمز کو سمجھ نہیں سکتا۔"

شکاری:۔ "پربھو! کیا ہرن میں بھگوان ہیں۔؟"

سنت جی: - ہاں ہاں! ہرن میں بھگوان ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ہر شے میں ہیں۔ تم میں بھی ہیں۔ بھگوان تو ہر شے میں بستے ہیں۔ مگر بھگوان میں کوئی نہیں بستا۔ بغور دیکھو ہرن کی چشموں کے ذریعے بھگوان خاموش بولی میں ہم سے ہمکلام ہو رہے ہیں۔ مارنا ہے تو مجھے مار مگر بھگوان کی مجسم تجلّی کو مت تکلیف دے۔ مجھے اس قطرہ زندگی کی مطلق پرواہ نہیں۔ اس کو دینے سے ہی بحیر زندگی کا حصول ہوتا ہے۔ اپنے پریتم کے لیے جان دینا ہی پریتم کی زندگی حاصل کرنا ہے۔ مگر یاد رکھ کہ دوسروں کو تکلیف دے کر تم ہرگز خوش و خرم نہیں رہ سکتے۔ تمہاری خوشی کے لیے سب کو آرام دینے کی ضرورت ہے۔"

سنت جی کا یہ کلام سُن کر شکاری کی غفلت اور جہالت کا پردہ دُور ہو گیا۔ اور اب ہرن ایک نئی صورت میں نظر آنے لگا۔ فوراً سنت جی کے قدموں پر گرا۔ "مہاراج! آپ کے امرت وچنوں سے بہت متاثر ہوا ہوں آپ کامل مرشد مہرشی ہیں۔ آپ نے مجھ ناچیز پر بڑا اُپکار کیا ہے۔ آپ کی ہدایت کے بموجب اپنی زندگی میں ڈھالنے کی کوشش کروں گا۔"

سچ ہے جو طاقتِ بازو سے مغلوب کیا جاتا ہے۔ وہ کبھی دل سے تسخیر نہیں ہوتا۔ اور جو پریم اور محبت سے فتح کیا جاتا ہے۔ وہ دِل سے بدل جاتا ہے۔

نوٹ:- پیارے سجنو! کُل کائنات ایک زندہ وجود ہے۔ ذات غیر آشکارہ کا آشکارہ نظارہ ہے۔ بدیں وجہ ہر شے آپس میں عضوی رشتہ رکھتی ہے۔ سب سے بلا غرض اور بلا وجہ فیض پہنچانے کی عادت بہم پہنچاؤ۔ انسانی زندگی کی شان محض اسی بات میں نہیں۔ کہ اُس نے کس قدر عالی شان مکان بنوالئے ہیں۔ یا کس قدر دولت جمع کی ہے۔ یا کتنے ملکوں کو فتح کیا ہے۔ بلکہ اس بات میں ہے کہ کس قدر جملہ جانداروں میں بھگوان کو جان کر اُس کے مطابق عمل کیا ہے۔ کس قدر پریم کے پیالوں سے جملہ مخلوق کو ہم نوالہ بنایا ہے۔ کس قدر مشترکہ بھلائی اور خوشی کے لیے تجاویز سوچی ہیں۔ اور مار کھانے اور باعزت کئے جانے کے باوجود کس قدر مخالفوں کی بہتری اور بہبودی میں مصروف رہا ہے۔

جو شخص عادتاً بھگوان کو ہر شے میں دیکھتا ہے۔ وہی درحقیقت حقیقت بین ہے۔ وہی باہمی پریم اور یگانگت کے شیریں ترین جذبات میں تڑپتا ہے۔ وہی بقول گورونانک دیو "ناکوئی بیری نہ ہی بگانہ" کے خواب سے بہرہ اندوز ہوتا ہے۔ وہی نثار ہونے کا موقعہ ملے تو مخالف کے لیے بھی قربان ہو جاتا ہے۔"

غدر کے زمانہ میں ایک باکمال مہاتما ہو گذرے ہیں۔ آزاد پریم کرنا ان کی زندگی کے ہر لمحہ کا گہرا مطالعہ تھا۔ چند نادان مسلمان اُس کو قتل کر گئے۔ جب اس کے عقیدت مندوں کو پتہ لگا۔ وہ کوشش و کوشش سے ان کو پکڑ لائے۔ مہاتما اس وقت جان دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا:

مہاراج! قاتلوں کے لیے کیا حکم ہے؟ کیا اُن کو آپ کے سامنے قتل کر دیا جائے؟ مہاتما اُن کو دیکھ کر مسکرائے۔ بالآخر شگفتہ لبوں سے "یہ میرے آتما ہیں!" "یہ میرے آتما ہیں" کہتے کہتے ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے۔

"ہر شے کے ساتھ دائم پریم اور محبت کرنا ہی بہشتوں کا بہشت ہے۔ اپنے دِل میں کوئی بھی ایسی شے نہ رہنے دو۔ کینہ اور غرض وغیرہ تو بیرونی طور پر بھی کوئی ایسی شے نہ رہے گی۔ جو تمہاری ہستی کے معجزہ سے خوبصورت

(دورِ جدید کی بہترین عقیل مہاتما ایمرسن)

آؤ! اس موضوع کو ختم کرنے سے پہلے تم کو ایک شاعر کے شیریں جذبات کا نغمہ سُنائیں۔ شاید تم پر بہتر اثر پڑے۔

مصیبت جس کو پیش آجائے اُس کا آشنا تو ہو
کوئی ماتم زدہ پائے تو دل سے غم رُبا تو ہو
کوئی ہو راہ گم کردہ تو اس کا راہنما تو ہو
غرض ہر زخم کی مرہم ہر اک دُکھ کی دوا تو ہو
جہاں مشکل کی پڑ جائے گرہ ناخن ترا کھولے
تو ہر اک درد میں شامل ہو۔ ہر آدائر پر بولے

مندرجہ بالا آرٹیکل کے نامہ نگار نے رُوحانی زندگی کے لیے نغمات کی بارش کرنے والی ایک کتاب "تدبیر اور تقدیر کا ایکس رے" تصنیف کی ہے۔ ابدی اور لامحدود زندگی سے ہم آغوش ہونے کے لیے اس رُوحانی شاہکار کا مطالعہ کرنا ازبس لازمی ہے۔ اس کے کیف آور گیان رس میں ڈوبے ہوئے نغمے پڑھ کر ناظرین جھُومنے لگیں گے۔ لہٰذا انہیں ایک لمحہ بھی اِس گراں بہا تحفہ سے محرُوم نہ رہنا چاہیئے۔

پیامِ آزادی

شری نوبت رائے شوخ

خاص "اوم" کے سالنامہ کے لئے

یوم آزادی آگیا پھر دھوم مچی ایوانوں میں
جے ہند کے نعرے گونج اٹھے ہر بستی میں میدانوں میں
پھر ہند کی عظمت کے چرچے ہر اپنوں میں بیگانوں میں
محبوب ہے نہرو کی ہستی ممتاز ترین انسانوں میں

یہ امنِ جہاں کا رہبر سب کو جان و جگر سے پیارا ہے
خود بھارت کی آزادی کا میدان اسی نے مارا ہے

یہ متوالا آزادی کا ہے رُوحِ رواں اُن ویروں کی
بےخوف چلے ہیں سر کے بل جو دھاروں پر شمشیروں کی
جو کاٹ گئے ہیں زنجیریں ہندوستانی دلگیروں کی
جو خاک بنیں مل کر بن گئے ہیں تاثیریں اکسیروں کی

قربانی جن کی بن گئی ہے جھنڈا خود آزادی کا
وہ بھیج رہے ہیں دوشِ صبا پر تار مبارک بادی کا

آزاد تبھی رہ سکتے ہیں ہم قدر کریں آزادی کی
ہم اپنے حریمِ دل میں بھی بُنیاد دھریں آزادی کی
ہر قطرہ خوں کی گرمی میں تاثیر بھریں آزادی کی
ہم زندہ رہیں آزادی سے ہم موت مریں آزادی کی

ہم پیار کریں آزادی سے آزادی پر قربان رہیں
ہم پریم بڑھائیں آپس میں اس دھرتی پر بلوان رہیں

لے لے کے سلامی جھنڈا جو آزادی کا لہراتا ہے
خود اپنی حفاظت کا ضامن ہر ہندی کو ٹھہراتا ہے
جانباز شہیدوں کی ہم کو رہ رہ کر یاد دلاتا ہے
بھارت کے رہنے والے ہیں ہم پر یہ لازم آتا ہے

ہم بچ کر فرقہ داری سے آزاد رہیں آزاد دلوں میں
جنبش نہ کبھی ہم آنے دیں آزادی کی بُنیادوں میں

سب بھارتی ہو کر ایک رہیں ہمدردی سے یکجانی سے
بے سود یہ نفسا نفسی ہے کیا حاصل اینچا تانی سے
لاٹھی سے جدا کر سکتے ہیں کب پانی کو ہم پانی سے
یہ لڑنے اور جھگڑنے کی سب باتیں ہیں نادانی سے

ہم دردِ الفت سے تڑپیں اس لذت سے سرشار رہیں
پروانے بن کر شمعِ وطن پر مٹنے کو تیار رہیں

ڈھائی اکشر پریم دے پڑھے سو پنڈت ہوئے

از مہاتما دولت رام جی ہنجرلو

"پریم" آہا! کیسا پیارا نام ہے۔ اس شبد کا سچے ہردے سے اُچارن کرتے ہی جسم کے اندر ایک بجلی سی کوند جاتی ہے۔
ہر ایک رُدم اس کی مستی میں جھومنے لگتا ہے۔ بانی گدگد ہو جاتی ہے۔ آنکھوں میں سے امرت کی دھارا بہنے لگتی ہے۔
دُنیا و مافیہا کی سُدھ بُدھ بھول جاتی ہے۔ مانو خود پریتم پریم مورت دھار کر پریمی کے دلیہ مندر کے اندر سے اپنا ظہور
کرتا اور جلوہ دکھانے لگتا ہے۔

مگر پریم کرنا ہر فرد و بشر کا کام نہیں۔ یہ کسی بھی خاندان سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کسی کو بھی وراثت میں
نہیں مل سکتا۔

پریم کہنے کو تو سب کرتے ہیں۔ اپنے شریر سے ہر ایک کو پیار ہے۔ استری بھی اس پیار یا پریم کے اندر کامی
کی نگاہ میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ پُتر سے پیار۔ جانوروں اور پنچھیوں تک سب کرتے ہیں۔ دھن میں پریہ بُدھی
بھی ایک نرالی ہی چیز ہے۔ حتہ کہ گھر۔ مکان، عزت، عہدہ وغیرہ سب چیزیں پریم کا پاتر دکھائی دیتی ہیں۔

مگر کیا یہی پریم ہے جو غرض کے ساتھ لپٹا ہوا ہے۔ جسم سے لیکر باقی سب چیزیں ہی غرض کے ہونے سے ہی
پیاری ہیں۔ جب ان سے غرض پوری نہیں ہوتی۔ تو یہ مثل تنکے کے تیاگ دی جاتی ہیں۔ صحت اور عزت کے لئے
دھن، جائداد اور گھر بار وغیرہ کو بیچ دیا جاتا ہے۔ رشتہ داروں اور شریر کی عزت اور ثروت کی بھی پرواہ
نہیں کی جاتی۔ اور جب کسی خاص بیماری وغیرہ کے سبب شریر کے ہونے میں بھی سُکھ نہیں ملتا۔ تو اُس سے
اُس کی بھی آہوتی دے دی جاتی ہے۔ ان پدارتھوں کے ساتھ پریم یا پیار واستو میں پریم کے نام سے نہیں
پُکارا جا سکتا۔ یہ تو دُشٹ موہ ہے۔ کیونکہ یہی بندھن کا ہیتو ہے۔ اسی سے واسنا دِرڑھ ہوتی ہے۔
اور واسنا ہی بندھن ہے۔ پریم تو الی انت پوتر اور سُکھ کاری وستو ہے۔ جس کو واستو پریم کی
پراپتی ہو گئی اُس کو پریتم کی پراپتی میں دیری کیسی۔؟

جب شریر اور سمبندھیوں تتھا باقی سرب جگت کو اپنا پریم پاتر بنا کر ان کی کشش کو ہٹانے کے لئے
تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی لگن میں دِن اور رات ایک کر کے جب یہ پُرش مہاتماؤں اور وِدوانوں کی
صحبت میں بیٹھا اور اُن سے اپنے مرض یعنی جسم اور پدارتھوں کے بندھن سے چھوٹنے کا راستہ شردھا اور
شوق سے دریافت کرتا ہے۔ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس کے اندر سچا پریم موجود ہے۔

یہ تو ابھی ابھی پریم کی ابتدا ہے۔ اس کے آگے یہ اور بھی بڑھتا ہے۔ مہاتماؤں پر شردھا بڑھتے

بڑھتے اُن کی کلام کو ہی ایک ماتر اپنی زندگی کا سہارا جان کر اسکو پورے دھیان سے سُنتا۔ غور کرتا اور اُس کے مطابق اپنی برتی کو سانچے میں ڈھالتا ہے۔ تو اُسکو یہ معلوم ہو جاتا ہے۔

ब्रह्म सत्यं जगन्मिथ्या जीवो ब्रह्मैव नापरः॥

پس یہی ہیں۔ ڈھائی اکشر پریم کے۔ پہلے اکشر ہیں تو اُسکو ست چت آنند سُروپ (ہستیٔ مطلق۔ علم مطلق اور سُرور مطلق) کے بغیر کوئی بھی وستو ستیہ نہیں دکھائی دیتی۔ سب پدارتھوں ذی رُوح اور غیر ذی رُوح کے اندر وہ ست سُروپ آتما کا درشن کرتا ہے۔ سبھی ستھول سوکشم کارن جگت کے اندر پہلے وہ جگت بھاونا کرتا تھا۔ اب اُن کی ہستی میں سوائے وجُودِ ذات کے اَور کچھ نہیں دیکھتا۔ جس طرح آب سراب میں دانا اور بینا نگاہوں کے لیے سوائے کلّر کے کچھ ہے نہیں محض بھرانتی سے وہ کلّر ہی پانی کی طرح نظر آرہا ہے۔ یا سوپن جگت اپنے واستو سُروپ سوپنا دی میں ایک عجیب سرشٹی کے رُوپ میں نظر آتا ہے۔ یعنی خود ہی سوپنا دی جگت کے پدارتھ پہاڑ۔ ندی۔ نالے۔ شہر۔ منش۔ پشو پکشی ہو کر نظر آرہا ہے۔ اور خود ہی وہاں سوپنے میں۔ (خواب میں) ایک دیہہ بھی رچ لیتا ہے۔ حالانکہ وہ خود ہی اپنی ہستی میں واحد لاشریک ایک اُدویتیہ ہو کر قائم ہے۔ اور جب جاگتا ہے۔ تو جانتا ہے۔ کہ سوائے میرے اپنا آپ کے نہ کچھ تھا۔ نہ ہے اور نہ ہوگا۔ مگر یہاں پرتو پریمی واستو سروپ میں جاگرت ہوتا ہے۔ اُس کے لئے تو کوئی وستو بھی اپنے سے جُدا نہیں بلکہ اپنا آپ ہی ہے۔ پھر وہ کیسے بھرانتی میں رہ سکتا ہے۔ وہ اپنے آپ پر عاشق ہوتا ہے۔ اپنا پریتم آپ ہوتا ہے۔ اُس کے لئے پریم پریمی اور پریتم کوئی جُدا جدا ہستی نہیں رکھتے۔ بلکہ واحد ذات کا ہی ظہور ہونے سے ذات کے ماسوا کچھ اَور دیکھنا اُس کے لیے حرام بلکہ کفر ہوتا ہے۔ کہا بھی ہے

ہم خود آور معشوق و عاشق ہم خود او حُسن است وعشق
ہم خود او معبود و عابد در نگاہ ہوش مند

اب اس اوستھا میں جبکہ وہ خود معشوق اَور خود ہی عاشق اور خود ہی حُسن اَور عشق ہوتا ہے۔ بھلا ایسی اوستھا میں کون عابد اور کون معبود ہو سکتا ہے۔ اَور اس درجہ کے پریمی کو کیا کرنا دھرنا باقی رہ جاتا ہے بقول سوامی رام تیرتھ جی۔

پالیا جو پانا تھا اب کام کیا باقی رہا ٭ جاننا تھا سو کی جانا کام کیا باقی رہا

اب یہاں سوال ہوتا ہے۔ کہ جب اُس نے اپنے پریتم کو ہی سب حالتوں میں انوبھو کیا۔ تو اُس کی نظر میں جگت جو کہ گوناگوں بو قلموں نظر آرہا ہے۔ کیا ٹھہرا؟ وہ اس میں واحد ذات یعنی برہم کو کیسے انوبھو کرتا ہے؟ یہاں تو کوئی اپنا اور بیگانہ کوئی سُکھ کا ذریعہ ہے۔ تو کوئی دُکھ کا کارن۔ کوئی اچھا ہے تو کوئی دُکھ رُوپ۔ آگ۔ پانی۔ روشنی اندھیرا۔ سچ۔ جھُوٹ۔ کرودھ اَور شانتی ایسے متضاد پدارتھوں کو وہ کس طرح واحد ذات کے انوبھو کرتا ہے۔ اگرچہ اُوپر اس کا جواب اشارتاً آچکا ہے۔ تاہم پھر واضح شکل میں لکھ دیا جاتا ہے۔ کہ اس بھید رُوپ سنسار کو وہ پریمی ست نہیں دیکھتا۔ بلکہ متھیا دیکھتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ متھیا وستو محض دِکھائی دینے ماتر کو ہی ہوتی ہے۔ اصل میں یا ادھشٹان میں اُس کا کوئی وجُود نہیں ہوتا۔ جیسے کھانڈ کے کھلونے۔ سونے کے زیور۔ سوپن جگت یا مٹّی کے برتن۔ اصل میں کھانڈ

سونے۔ سونپا دی اور مٹی کے بغیر کوئی زائد امر نہ ہونے سے اپنے ادھشٹان کے اندر نمود محض یعنی مِتھیا پرتیتی ماتر ہو کر قائم ہوتے ہیں۔ جب ادھشٹان کا گیان ہوا پھر اُن کی سوتنترستا کا وہم رفع ہوا۔ اور ایک ہستی مطلق ہی اُس کے اندر باہر پردی ہوئی انوبھوت ہوتی۔ اسی طرح سچے پریمی کی نگاہ میں سوائے سچدانند سروپ برہم کے سبھی جگت کلپت اور مِتھیا محض پرتیتی ماتر ادھیا کر کے قائم ہے۔ اودیا بھی جسے دوسرے ناموں میں پرکرتی یا مایا یا اگیان یا خیال کہا جاتا ہے۔ اپنی حقیقت برہم سے بھن کچھ وجود نہیں رکھتی۔ اور اس کا کاریہ اپنا دیہہ اور تمام جگت بھی اپنے ادھشٹان کے سوائے کوئی حقیقت نہیں رکھتا عین حقیقت محض ہے۔ جگت نام رُوپ تو محض کتھن ماتر ہے۔ شُرتی بھگوتی فرماتی ہے:۔

वाचारं मनं विकारो नामधेयो मृतिकत्यव सत्यम् ॥

یعنی یہ جگت بانی کا ولاس ماتر ہے۔ جیسے گھڑا آدک۔ اصل میں مٹی کی طرح ادھشٹان ہی ست ہے۔

اور بھی کہا ہے:۔

हरिरेव जगाज्जगदेव हरि
हरितो जगतो नहि भिन्न तनु
इति यस्य मति परमार्थ गति
स नरो भवसागर मुत्तरति ॥

ارتھ:۔ پرمارتھ ہی جگت رُوپ ہے۔ اور (ادھشٹان روپ ہے) جگت (نام رُوپ بادھ کر دینے پر) ہی برہم رُوپ ہے۔ ان میں ذرا بھی فرق نہیں۔ جب ایسا نشچہ ہوا کہ سرب نام رُوپ جگت برہم رُوپ ادھشٹان کے اندر ولاس ماتر ادھیست ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بے شک یہ جڑ جگت تو بھگوت گیان سروپ برہم سے بھن نہیں۔ مگر ہم جنمنے مرنے والے سُکھی دُکھی اور محدود الپ تسکیتمان جیو تو برہم نہیں ہو سکتے۔ تو یہاں پر پھر یہ سوچنا چاہیئے کہ جس پرکار سے ہم جگت کے اس سرب پدارتھ سموہ کو اسنگ ہو کر انوبھو کرتے اور دیکھتے ہیں۔ اسی طرح ہم اپنے دیہہ اندریوں پرانوں اور من بدھی آدک سے ہی اسنگ رُوپ سے نراکار ودرشٹا ہیں۔ یہ سب ستھول کرما اور بھوگ کے وقت یعنی جاگرت میں ستھول دیہہ کے آدھار پر کام کرتے ہیں۔ مگر سوپن میں یہ دیہہ بیکار پڑا ہوا چارپائی پر پڑا رہتا ہے۔ اور سوپن سرشٹی نئے ہی دیہہ آدک اور پدارتھ سموہ سے نت نئی سنکلپ رُوپ سے رچی جاتی ہے اور پھر سوشپتی میں تو یہ سوکشم جگت بھی گم ہو جاتا ہے۔ صرف ان کی بے خبری یعنی اگیان ہی ایک گھنی بھوت اوستھا میں موجود رہتا ہے۔ اور یہ تینوں تماشے علیحدہ علیحدہ وقت میں ہمارے سامنے آتے ہوئے ہماری ستا کو ہی پا کر ست کی طرح ہو کر بھاستے ہیں۔ مگر ہم اپنی سوبھاوک ست رُوپتا سے ہمیشہ ہی سب کے پرکاشک نیتیہ رُوپ سے موجود ہیں۔ جیسے کہ سورن میں کنڈل۔ مالا اور انگوٹھی تینوں ہی الگ الگ کال میں ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر سورن ہر حالت میں یکساں اُن کی ہستی کا غیر محتاج ہو کر قایم رہتا ہے۔ بلکہ جب وہ تینوں ہی موجود نہیں ہوتے۔ تو اُن کے نہ ہونے کا (ابھاؤ کا) پرکاشک اپنی ذات میں آپ قایم ہوتا ہے۔ اور درحقیقت اُن تینوں کے ہوتے ہوئے سوائے سورن کے کچھ بھی زائد شے وارد نہیں ہوئی۔ بلکہ مِتھیا نام رُوپ کی پرتیتی بھی دراصل ادھشٹان سروپ برہم

کا جلوہ ہی بصورت دیگر ہو رہا ہے۔ یعنی خود آتما ہی ان سبھی جلووں میں عریاں اور نت اپردکش روپ سے براجمان ہے۔ پردہ بوجہ جہالت نادانوں کی کم فہمی کا نتیجہ ہے۔ اس لئے شری سوامی رام تیرتھ جی نے فرمایا ہے:-

یہ عریانی رخ خورشید کی خود پردہ حائل تھی
ہوا اب فاش پردہ ستر اڑ جانا مبارک ہو

اس مندرجہ بالا یکتی سے جب اپنا سچدانند سروپ ہی جاگرت سوپن سوشپتی تینوں اوستھاؤں کا اور ستھول سوکشم کارن تینوں دیہوں کا ساکشی ادھشٹان سروپ ثابت ہے اور یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ ادھیست وستو ادھشٹان میں کلپت ہی ہوتی ہے۔ تو اس صورت اس کا وشیشٹی بھاؤ یا جزویت یعنی جیو پنا مِتھیا ہی نکلا ادھشٹان سچدانند سروپ آتما خود اپنے آپ میں آپ جلوہ گر ہے۔ اور وہی سب پرانیوں اور پدارتھوں کے اندر ست چت (ہے اور پرتیت ہوتا ہے) روپ سے موجود ہونے سے آپ واحد لاشریک یعنی ایک ادویتیہ روپ سے ہی قائم ہے۔ کیونکہ بھید کا کارن تو انتشکرن کی اپادھی ہی تھی۔ جو پرمارتھک درشٹی سے متھیا نکلی۔ جیسے کہ گھٹ کی اپادھی سے مہا کاش ہی گھٹاکاش ہو کر الگ اور چھوٹا اور آنے جانے والا پرتیت ہو رہا تھا۔ واستویں گھڑے کے اندر رہا ہوا بھی مہا کاش ہی اکھنڈ اور اڈول روپ سے موجود اور براجمان ہے۔ ایسے ہی ایک آتما ہی جزو و کل کے بھید سے رہت سرب شریروں اور ان کے دھرموں کے بھید سے رہت اپنی مہما میں آپ استھت ہے۔ جیسے کہ سپنا دی سرب سوپن پرپنچ کے اندر آپ موجود ہوتا ہے........ مگر نہ جاننے کے سبب سے ہی جب اپنے آپ کو دیہ روپ جان کر سوپن پرش کی حالت میں مقید سا ہوتا ہوا دکھی سکھی ہوتا ہے۔ تو سرب پرپنچ کو اپنے سے بھن جان کر اپنے کو محدود اور مجبور خیال کرتا ہے۔ مگر حقیقت میں وہ ذات مطلق ہی ہے۔ اور دکھ سکھ فرضی سے کبھی بھی دکھی سکھی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ سوپن کی جنم مرتیو سے وہ جنمتا مرتا ہی ہے۔ ایسے ہی یہاں جاگرت میں بھی ہے۔ جس ایک آد خیال سے اس جگت کو رچ رکھا ہے۔ اسی خیال سے اپنے دیہہ کو بھی رچ کر پھر اس میں آہنگ بھاؤ کر کے اس کے دکھوں سکھوں سے دکھی سکھی ہو رہا ہے۔ خود ہی پریتم سروپ ہو کر بھی آپ ہی تلاش محبوب میں سرگرداں ہے

مثل آہو کے ہوا سرگرداں پھرا صحرا میں + ناف میں نافہ چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

جب اس کو اس پریم کے زور سے پریتم کے ملاپ کے لئے ایک زبردست جگیاسا اتپن ہوتی ہے۔ تو اس کی نظر میں دنیا کے مصائب کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ بالآخر اس کی نظر میں شیر اور سانپ اور زہر بھی پیارے کی ایک جھانکی کے سوائے کچھ نہیں ہوتے۔ جیسے کہ سوامی رام اور میراں رانی کی حالت تھی۔ کہ سبھی میں اپنے پیارے کے درشن کرتے تھے۔ اور ان کو زہر امرت اور سانپ شالگرام اور شیر میں اپنا ہی جلال نظر آتا تھا۔ وہ مستانہ وار یوں فرماتا ہے۔ کہ

سبھی خلق کے پران میں ہی تو ہوں + کہ شیروں کی بھی جان میں ہی تو ہوں

مگر نقلی مجنوں کی کیا حالت ہوتی ہے۔ ان کی اوستھا اس راہ کی دشوار منزلوں میں نہایت دگرگوں ہوتی ہے

راہ پریم دچہ ماژ ودبدل تے ظالم بجلی کڑکے + اوہناں منزل طے کد کرنی جہناں دا دل دھڑکے

ح۔ چیتاتے جڑھن سکھاں اے گھٹ ساہ اک وچھال مار دینی

نرد پریم دی کھیلنی بڑی اوکھی ترس ترس بازی جان ہار دینی

سدا چاہڑ پیالڑے مست رہنا دین دُنیا دی مرض وسار دینی

چھُری عشق والی ہتھ آپ نے کے کھل آپنی آپ اُتار دینی

ایسے سچّے پریمی کی انتہائی حالت اِسقدر نظامِ قدرت کو ہلا دیتی ہے۔ کہ قدرتی پریرنا سے پریرت ہو کر ست گورو خود ہی اس کے پاس کھچے چلے آتے ہیں۔

عشق رہبر ہو جائے گا جبکا۔ پھر وہ محتاج ہوئیگا کس کا
گر ضرورت کسی کی پھر بھی پڑے۔ پلّہ کھچکر وہ لائیگا اُس کا

ایسی صُورت میں اِس کے اندر کے تمام پردہ ہائے جہل گورو اُپدیش یعنی "تت توم اسی" مہاواکیہ کے شرون منن ندھیاسن سے اُس کی بدّھی سنشے وپرجے سے رہت ہو کر ایک شُدھ برتی یا برہما کار برتی جاگرت ہوتی ہے جو بانسوں کی اگنی کی طرح سرب اناتم پرپنچ کو دگدھ کرکے آپ بھی برہم سُروپ میں لین ہو جاتی ہے۔ جو کہ نردشیش پد ہے۔ یہاں پر پریمی پریم اور پریتم اصلی معنوں میں ایک ہو جاتے ہیں۔ اور یہی ہے پرم پد جسمیں تا جیون استھت رہ کر جیون مُکتی کا آنند لیتا ہے۔ اور شریر کے چھُوٹتے ہی ودیہ بھاؤ میں ستھت ہو کر دیشکھٹی سمشٹی بھاؤ سے پرے ہو کر ایا تیت پد میں ستھت ہو جاتا ہے جس کو برہم شبد سے اُپنشدوں دوارا گائن کیا گیا ہے۔ سوائے اس پریم یعنی برہما کار برتی کے کسی اور نشچے یا سادھن سے کبھی بھی دُکھوں سے چھُوٹ کر پرمانند میں قایم نہیں ہو سکتا۔ "ادم شانتی شانتی شانتی ادم"

نغمۂ لامکاں یا پریم رُوپی نغمہ

مہاتما موہن مُورتی جی

سُنائی دیتا ہے باطن میں جو حسیں نغمہ
سُرور و نُور کی دُنیا ہے یہ حسیں نغمہ
اِسی سے کھُلتی ہے انساں کی بینشِ ثانی
جہاں ہوش پہ چھائی ہے بیخودی یکسر

وہ لامکاں کا حقیقت میں ہے مکیں نغمہ
سُنا نہیں تھا کبھی ایسا دلنشیں نغمہ
جو نغمہ گر نے سُنایا ہے۔ در جبیں نغمہ
سُنا رہا ہے کوئی وجد آفریں نغمہ

جہاں بھی جاتا ہوں موہن یہ ساتھ رہتا ہے
بنا ہے خوب ہی میرا یہ ہمنشیں نغمہ

اوم

"شری گوبند لیش"

(شری سنت ہری سنگھ جی نئی دہلی)

برہم لین شری ۱۰۸ سوامی گوبند آنند جی مہاراج مقام چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ والے ابھی ہی حال میں ایک ادبھت مہاپُرش ہو گذرے ہیں۔ وہ پُورن برہم شروتری اور برہم نشٹھ تھے۔ اُن کی تصنیف "گوبند پرکاش" (اُردو) اور "گوبند بلاس" (ہندی)، اب بھی اُن کے پریمیوں کے اندر پائی جاتی ہے۔ جن کا وہ بڑے پریم آدر سے مطالعہ کرتے ہیں۔ مگر اُن کے دیگر اُپدیشوں کے علاوہ راقم کے چت پر جس ایک خاص اُپدیش کا کافی اثر ہوا ہے۔ وہ ہے اُن کا اُپدیش بعنوان "پرمیشور کے ملنے کی یکتی" چنانچہ اُسے ہی تشریح کے ساتھ بیان کرنے کا اُتساہ پیدا ہونے سے ہم اُسے ادم پیاروں کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ باقی چونکہ آپ کا وہ اپدیش الگ الگ سات پیراگراف میں منقسم ہوا ہے۔ اس لئے ہم بھی عین اُس کے مطابق اُسے ایک سلسلے کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ پاٹھک غور فرماویں۔

(۱) پوتر ہو کر ایکانت میں بیٹھے۔ پانچ منٹ "اوم" آدی منتر کا جاپ کر کے چت کو انترمکھ کر لیوے۔

تشریح:۔ اس پرتھم اُپدیش میں آپ نے سب سے پہلے "آسن اور جپ" کا سنکیت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی کا چت چونکہ پُورب سنسکاروں کی وجہ سے چنچل اور دکھشپت رہتا ہے۔ اس لئے پہلے اُس کی ایکاگرتا کو فرور کر لیا جاوے۔ چنانچہ اُس کے پردھان سادھن ہیں۔ "آسن اور جپ" گو آسن کئی طرح کا یوگ شاستر میں بیان ہوا ہے تو بھی "سدھ آسن" اُن سب سے اعلےٰ مانا جاتا ہے۔ اس آسن پر بیٹھے ہوئے سادھک کے آلس اور نِدرا آدک تمام موگنی برتیاں خود بخود رفع ہو جاتی ہیں۔ اور ابھیاسی کا شریر سادھارن بیٹھک سے کئی انچ اونچا سیدھا اور اڈول ہو کر ستوگنی ہو جاتا ہے۔ جس سے آگے بتلائی جانے والی وچار کے کرنے سے بھی یوگد ہو جاتا ہے۔ باقی آسن کے ساتھ ساتھ آپ نے منتر جپ کا بھی اشارہ دیا ہے۔ منتروں کے اندر چونکہ پرنو یعنی اونکار منتر ہی سب سے اعلےٰ مانا جاتا ہے۔ اس لئے اُس کا جپ ہی دوسرے منتروں کی نسبت موزوں ہے۔ اور وچار بھی چونکہ نہایت اعلےٰ درجہ کی اور اُونچی اس کے اندر بتلائی جاتی ہے۔ اس لئے بھی سادھک کے "پرنو" کا جپ ہی ٹھیک بیٹھتا ہے۔

" तस्य वाचकः प्रणवः । तज्जपस्तदर्थभावनं "

ارتھات اُس پرماتما کا واچک یعنی نام "پرنو" (اونکار) ہے۔ اُس کا بانی سے جپ اور اُس کے ارتھ سروپ ایشور کی بھاؤنا کرنی چاہیئے۔ اس پرکار مہامنی پتنجلی جی نے چت ایکاگرتا کے لئے پرنو کے جپ کا ودھان کیا ہے۔ چنانچہ اُسی بات کو آپ نے بھی اشارتاً بتلایا ہے۔ کہ "اوم" آدی منتر کا جپ کر کے چت کو انترمکھ کر لیوے۔

اس کے بعد دوسرے اُپدیش میں آپ فرماتے ہیں۔

(۲) یہ وچار کر جتنا یہ سنسار درشیہ رُوپ ہے سو سنکلپ کے بغیر دکھائی نہیں دیتا اسلیئے سنکلپ رُوپ ہی ہے۔

تشریح :۔ اس دُوسرے اُپدیش میں آپ نے جملہ سنسار کا اُپادان کارن فقط سنکلپ یعنی من ہی بتلایا ہے۔ اور یہ عین صحیح اور یُکتی یُکت ہے۔ کیونکہ یہ بجُز خیال کے نظر نہیں آتا۔ دیکھو جب ہم گہری نیند میں چلے جاتے ہیں تو ہمارا من وہاں ہمارے ساتھ نہ ہونے سے ہمیں کچھ بھی وہاں دِکھلائی نہیں دیتا۔ تو اسی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام دُنیا کا عِلت مادہ صرف من ہے۔ پس جب ہم اس من پر قابو پا دینگے تو یقیناً یہ ہماری رچنا خود بخود اُڑ جاویگی۔ کیونکہ من ہی اُس کا اُپادان کارن ہے۔ جس طرح مٹی سے پیدا ہُوا ہُوا گھٹ (گھڑا) عین مٹی رُوپ ہی ہوتا ہے۔ وہ مٹی سے پیدا ہو کر مٹی میں ہی ٹھہرتا ہے۔ اور پھر ٹوٹ جانے پر آخر مٹی میں ہی لین ہو جاتا ہے۔ پس من ہی اُس کا اُپادان کارن ہے۔ جس کے بغیر وہ دکھائی نہیں دیتا۔ یُوں سوامی جی مہاراج نے اس پیراگراف میں یہی سنکیت کیا ہے۔ کہ سادھک ایسا وچارے کہ چُونکہ من ہی اس ساری رچنا کا کارن ہے۔ اس لیئے وہ عین من کا ہی رُوپ ہے۔ اور یہ آپ نے نہایت اعلےٰ یُکتی سے چنتن میں دی ہے۔ اس طرح سادھک کا چِت باہر درشیہ سے ہٹ کر انترمُکھ ہو جاویگا۔ اور اس کا بہُت سا سفر یُوں ہی کٹ جاویگا۔ مگر جان لو کر اِتنا بھی کافی دُشوار ہے۔ اسی لیئے اس قسم کا شُغل کچھ وقت کے لیئے کیا جانا ضروری ہے۔ ورنہ سمادھی میں سِدھی نہ ہوگی۔ اس مندرجہ بالا وچار کی پُشٹی میں یہ کاریکا شری گوڑپادجی کا واکیہ بھی بطور پرمان لیا جا سکتا ہے۔

"मनो दृष्यमिदं द्वैतं यत किञ्चित सचराचरं
मनसो हि ऽमनिभावे द्वैतं नैवोपलभ्यते ॥"

ترجمہ :۔ جس قدر بھی استھاور جنگم دویت پرتیت ہوتا ہے۔ وہ سب من کی ہی رچنا ہے۔ من کی امنی بھاؤ ہونے پر کچھ بھی پرتیت نہیں ہوتا۔ اس کے بعد۔۔۔۔ اگلے پیراگراف میں آپ کا اُپدیش ہے

(3) جس گیان سُروپ آتما میں سنکلپ اُٹھ اُٹھ کر دکھائی دیتے رہتے ہیں۔ اور جو اُن کے ہونے اور نہ ہونے کو جانتا ہے۔ وہی اصل آتما سچدانند سُروپ ہے اور سنکلپ جو اُٹھ اُٹھ کر ناش ہوتے رہتے ہیں مِتھیا ہیں۔

تشریح :۔ اِس تیسرے پیراگراف میں درگ اور درشیہ کے وچار کا آپ نے سنکیت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جملہ سنکلپ جو ہو ہو کر ناش پاتے رہتے ہیں وہ سب درشیہ ہیں مگر وہ جو اُن کو جانتا ہے نیز اُن کے اُدے اور است کو بھی پرکاشتا ہے وہ عین سچدانند پرماتما کا ہی سروپ ہے۔ اور اس طرح اُس کا ساکھشی رُوپ سے اپروکھش بودھ ویدانت گرنتھوں میں مانا جاتا ہے۔ بجُز اس کے پرماتم ساکھیات کار کو اور راہ نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جملہ سنکلپوں کی سِدھی میں ہیتو آتما کا ہی پرکاش ہے۔ مگر پہلو بہ پہلو یہ کہا جانا بھی غلط نہیں کہ انہی سنکلپوں کی وجہ سے ہم اُس پرماتما کا بھی ساکھشی رُوپ سے درشن یا گیان پا سکتے ہیں۔ اسی طرح یہ ہر دو کیا من اور کیا آتما ایک دُوسرے کی سِدھی میں مظہر ہیں۔ اور یہی مہاراج جی کے اُپدیش میں اشارہ ہے کہ باقی خیالات چونکہ یکے بعد دیگرے ہو ہو کر نشٹ ہوتے رہتے ہیں۔ اس لیئے متھیا اور مایا ماتر ہیں۔ مگر ان کا دیکھنا ساکھی سدا موجود رہنے سے نِت اور ست ہے اور اسکے اندر بھی بھگوان شنکر آچاریہ جی کا یہ نیچے کا شلوک پرمان ہے۔

"दृग्दृश्यौद्वौ पदार्थौ स्त: परस्पर विलक्षणौ ।
दृग्ब्रह्म दृश्यं मायेति सर्व वेदान्त डिंडिम: ॥"

ترجمہ :- درگ اور درشیہ دو پدارتھ ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل ولکھشن ہیں۔ ان کے اندر درگ تو برہم ہے اور درشیہ مایا بس اتنا ہی تمام ویدانتوں کا ڈم ڈم (ڈھنڈورا) ہے۔

اب چوتھے اُپدیش میں آپ کا فرمان ہے۔

(۴) سنکلپوں کو مِتھیا سمجھنا اور اُن کے دیکھنہار ساکھی کو آتما نشچے کرنا یہ بھی ایک برتی شُدھ ساتوکی کا ہی کام ہے۔ اُس شُدھ برتی کو بھی ویسے ہی مِتھیا سمجھے جیسے کہ دوسری برتیوں کو مِتھیا سمجھا ہے۔ دُوسری برتیوں کو مِتھیا سمجھکر اُن کو بادھ یعنی دُور کر دیوے۔ پرنتو اُس ساتوکی برتی کو جس سے جگت کو مِتھیا اور آپ کو آتما نشچے کیا ہے۔ ابھی بنا رہنے دیوے مگر اُس کے اندر کوئی نام رُوپ یا اُن کا اثر نہ رہ جاوے۔ کیول برتی ماتر ہی رہے۔

تشریح :- اِس اُپدیش میں آپ نے پُورب اُکت درگ اور درشیہ کے وچار ابھیاس سے پراپت ہوئی ہوئی ایکاگرتا کا پھل رُوپ سوکلپ سمادھی کا اشارہ دیا ہے۔ اِس لیئے آپ کا آدیش ہے کہ جس ساتوکی انتہ کرن کی برتی سے جگت کو سنکلپ ماتر اور مِتھیا نیز آتما کو ست اور ابادھت نشچے کیا ہے۔ اُس برتی کو بنا رہنے دیوے چنانچہ یہ ہی سوکلپ دھیان کہلاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے ہی وہ ساتوکی برتی بھی دُوسری راجسی اور تامسی برتیوں کی طرح ماینک انتہ کرن کا پرنیام ہونے سے مِتھیا اور مایا ماتر ہی ہے۔ تو بھی اُسے فی الفور ختم کرنے کی کوشش نہ کرے ورنہ اُس کے بھی لین ہو جانے پر من یکدم نروشے ہو کر اپنے کارن اگیان میں لے ہو جاویگا اور یہ ہرگز مطلوب نہیں کیونکہ یہ تو گنی اوستھا چت کی ہے جو نروکلپ سمادھی میں سدّ راہ ہے۔ سادھک کو خوب ساودھان رہے اور بھول کر بھی اس کے اندر پرویش نہ کرے۔ بہتوں کو ایسی جڑ اوستھا میں بھی سمادھی کا وہم ہو جایا کرتا ہے۔ اس لیئے ہم نے اشارتاً اس بات پر سنکیت کیا ہے۔ اس سوکلپ سمادھی کا بھی شاستر میں یوں پرتی پادن ہوا ہے۔

"ब्रह्माकारमनोवृति: प्रवाहो ऽहंकृतिं विना ।
सविकल्प समाधी स्यात साधनाऽभ्यास पाकत: ॥"

ترجمہ :- دیہہ آدی میں اہنکار کے بنا جو برہما کار برتی کا پرواہ ہے۔ وہ سادھن اور ابھیاس کی پریپکتا سے سوکلپ سمادھی کہی جاتی ہے۔

اب اگلے پانچویں اُپدیش میں بتلایا جاتا ہے کہ :-

(۵) اُس شُدھ برتی کا دیکھنہار ساکھشی رُوپ سے آتما ہی ہوگا۔ پرنتو جب وہ برتی نیچے اُوپر دائیں بائیں نزدیک یا دُور جاوے گی تو اُس کے انوبھو اور پرکاشک ہونے سے برہم ساکھشی بنتا جاویگا۔ تب اُس کا اپروکھش ساکھیات آتم رُوپ سے ہو جاویگا۔ اور یہ ہی برہم ساکھیاتکار کہلاتا ہے۔

تشریح :- اس اُپدیش میں آپ نے برہم کا آتم رُوپ سے بودھ یعنی ساکھیات کار بتلایا ہے۔ اس میں

شک نہیں کہ اوپر تیسرے پیرا گراف میں تمام برتیوں کا درشٹا ہونے سے برہم کو ہی ساکھشی بھاو کی پراپتی دکھلائی جا چکی ہے۔ اور یہ ٹھیک ہے کہ جُوں جُوں پُورب سنسکار انوسار انتہ کرن برتی کے رُوپ میں پرنیام پراپت کرتا چلا جاویگا۔ توں توں ہی برہم ساکھشی بنتا جاویگا مگر جان لو کہ ایسا برہم کا ساکھیات کار بھی اپروکھش مانا نہیں جاتا جب تک کہ اُس کا آتم رُوپ سے ٹھیک ٹھیک بودھ نہ ہو جاوے۔ پس اس اوستھا میں سادھک کو اپروکھش بودھ اُتپتی کے لئے بار بار ایسی بھاونا کرنی چاہیئے۔ کہ "برہم میں ہوں" اور ایسی حالت میں شغل کرتے کرتے اگر وہ "بھاونا" خوش نصیبی سے "پرما" کے رُوپ میں تبدیل ہو جاوے تو یقیناً وہ اپروکھش برہم کا ہوگا اور یہ ہی تھا مطلوب۔ اس موقع پر اسم اعظم یعنی مہاواکیہ کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اور یہ ہی صحیح معنوں میں برہم کا اپروکھش ساکھیات کار کہلاتا ہے۔ یہاں بھی پہلے کی طرح پنچ دشی کا شلوک بطور پرمان دے سکتے ہیں

"अनुभूतेरभावेऽपि ब्रह्मास्मीत्येव चिन्त्यताम् ।
अप्यसत्प्राप्यते ध्यानात् नित्याप्तं ब्रह्म किं पुनः ॥"

ترجمہ:۔ انوبھو کے ابھاو ہونے پر بھی "میں برہم ہوں" اس پرکار چنتن کرے۔ کیونکہ دھیان کرنے پر است (دیو آدی بھاو) بھی جب (ابدھوت) پراپت ہو جاتا ہے۔ پھر نت پراپت برہم کیوں پراپت نہ ہوگا۔

اگلے چھٹے اُپدیش میں پھر آپ کا فرمان ہے

(6) جب یہ برتی بھی تھک کر شانت ہو جاوے اور پیچھے ایک نروشیش برہم آتم ہی اَدوے آنند رہ جاوے یہی انتم اوستھا ہے۔

تشریح:۔ اس پیراگراف میں آپ نے دھیان کی آخری اوستھا نروکلپ سمادھی پر سنکیت کیا ہے۔ جس میں برہماکار برتی بھی تھک کر شانت ہو جاتی ہے۔ اور پیچھے ایک نروشیش ادوے برہم چیتن ہی رہ جاتا ہے۔ اسے نربیج سمادھی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کی پراپتی ہونے پر جنم مرن سنسار کی بیج بھوت اودیا جڑ سے اکھڑ جاتی ہے۔ اور یہ جیو مکت ہو کر ودیہہ کیولیہ کا ادھیکاری ہو جاتا ہے جو تمام سادھنوں کا ثمرہ ہے اور جس کی پراپتی سے یہ مُمکھشو کرت کرتیہ ہو جاتا ہے۔ نیز یہ سادھن سمدائے کے اندر انتم اوستھا کہلاتی ہے۔ اس کے اندر بھی یہ شاستر کا شلوک پرمان ہے

"मनसो वृत्तिशून्यस्य ब्रह्माकारतया स्थितिः ।
असंप्रज्ञात नामासौ समाधिरभिधीयते ॥"

ترجمہ:۔ برتی سے شُونیہ جو من کی برہماکار رُوپ سے استھتی وہ اسمپرگیات یعنی نروکلپ سمادھی کہی جاتی ہے

اب آخری ساتویں اُپدیش میں آپ کا فرمان ہے۔

(7) جب شُدھ برتی دوارہ برہم کا آتم رُوپ سے ساکھیات ہو چکا بلکہ اُس شُدھ برتی کو بھی ستا شُونیہ دیکھتے ہوئے ادویت آتما کا انوبھو ہوا تو اُس اوستھا میں اگر کوئی برتی اُٹھے بھی تو بھی مِتھیا ہونے کے سبب سے سُروپ کو آورن نہ کر سکے گی اور نہ ہی اُس سے دویت بھرم پیدا ہوگا۔ جیسے جل کے ادویت گیان اپروکھش ہو جانے پر لہروں کی انیکتا سے وچاروان

کو لہروں کی انیکتا کا بھرم جل میں نہیں ہوتا۔ اسی طرح گیانی کو برتنوں کے اُٹھنے یا نہ اُٹھنے میں دویت بھرم نہیں ہوگا۔ سدا ایک ادویت آتما ہی سنشئے و پرتیے سے رہت نِشچت اور انوبھو ہوگا۔ یہ ہی پرم سمادھی ہے۔

تشریح :- اس آخری اُپدیش میں گیان وان کی نِشٹھا اور سروپ استھتی کا پرتیکھ آپ نے دیا ہے اور یہ ہی ہے سہج سمادھی یا سہج یوگ۔ اس سے اُوپر اور مقام نہیں۔ یہ ہی گیان کی درڑھ بھومکا ہے۔ جس میں داخل ہونے پر عارف کی برہماکار برتی سدیو بنی رہتی ہے۔ اور اُسے دِوہار اور پرمارتھ۔ شانتی اور وکھشیپ سکھ دُکھ تمام دُوند ایک ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے نجانند میں گھورم اور مست رہتا ہے۔ اگرچہ پراربدھ آدھین اُس کی چیشٹھا بھی شریر گرنے تک چلتی رہتی ہے۔ مگر اُسے کسی کرم کا ابھیمان یا لگاؤ نہ ہونے سے وہ جل میں ٹھہرے ہوئے کمل کی طرح اسنگ اور اُداسین رہتا ہے۔ چنانچہ یہی بات پوجیہ پاد شری مہاراج جی نے اپنے آخری اُپدیش میں بتلائی کہ جیسے لہروں کی انیکتا سے وچاروان کو جل میں انیکتا کا بھرم نہیں ہوتا۔ اسی طرح گیانی مہاپُرش کو بھی برتیوں کے اُٹھنے اور نہ اُٹھنے میں دویت کا بھرم نہیں ہوتا۔ ہمیشہ ایک ہی ادویت آتما سنشئے اور وپرییے سے رہت نِشچت اور انوبھو ہوتا رہتا ہے اور یہ ہی ہے پرم سمادھی۔

پہلے کی طرح اس استھتی میں بھی یہ شاستر کا وچن پرمان ہے۔

"विवेकी सर्वदा मुक्तो कुर्वन्नपि न कर्तृता।
अलेप पदमाश्रत्य श्री कृष्ण जनको यथा॥"

ترجمہ :- وِویکی (گیانوان) ہمیشہ مُکت سُروپ ہے۔ وہ کرتا ہوا بھی کچھ نہیں کرتا کیونکہ اُس نے نرلیپ پد کا آشرے کیا ہوتا ہے۔ جس طرح کہ شری کرشن اور ودیہہ راجہ جنک۔

ناظرین۔ یہ ہے اتینت سنکھشیپ رُوپ سے "شری گوبند سندیش" کا لُب و لباب۔ چونکہ آج سے کئی سال پہلے شری سوامی جی مہاراج نے پرسن ہو کر راقم کو ایک تحفہ کی شکل میں یہ طریقہ برہم ابھیاس بخشا تھا اور جس کا شغل بھی برسوں سے چلتا رہا۔ آج یہ سمجھ کر کہ ہمارے ادم پیارے بھی اس امول پرساد سے ونچت نہ رہ جائیں۔ ہم نے اسے مختصر ویاکھیا کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اُمید ہے کہ اس سے ہمارے پاٹھکوں کو دھیان بھجن میں کافی سہایتا ملیگی اور ہمارا پرشرم بھی سپھل ہوگا۔ ادم شلم۔

شری گوبند آنند آتمنے نمہ

ہری اوم تت ست جپا کر رٹا کر

شری سوامی ہری پورنا نند جی مہاراج منگل آشرم رشی کیش

ہری اوم تت ست جپا کر رٹا کر یہاں منتر ہے یہ جپا کر رٹا کر
یہ ہے سار ویدوں کا اس کو جپا کر ہری اوم تت ست جپا کر رٹا کر
اگر ہے عزیزم تجھے طلب راحت تو چاہتا ہے دل سے کٹے بیخ کلفت
گورو دیو کامل کی خدمت میں جا کر ہری اوم تت ست جپا کر رٹا کر
جہاں میں تجھے آن مشکل بنے جب مدد کو مددگار لاچار ہوں سب
اکیلے محبت میں آنسو بہا کر ہری اوم تت ست جپا کر رٹا کر
مٹانے کو رنج و الم ہے یہ نسخہ یہ حاذق حکیموں کا ہے آزمودہ
مریضانِ مدت ہیں ہوتے شفا تر ہری اوم تت ست جپا کر رٹا کر
مخالف ہے دنیا اگر تیرے ساری زمین آسماں میں نہ جا ہو تمہاری
صدق دل سے شیریں زباں سے یہ گا کر ہری اوم تت ست جپا کر رٹا کر
جہاں میں ہیں کہتے تجھے گر تونگر بفضل خدا عیش و عشرت ہے برتر
تجھے تخت طاؤس گر ہے میسر ہری اوم تت ست جپا کر رٹا کر
عزیز و اقارب تیرے ہیں مؤدب تیرے اک اشارے کے ہیں منتظر سب
یہ ہے جال مایا کا خود کو بچا کر ہری اوم تت ست جپا کر رٹا کر
تیرا ایک ساتھی جو ہر جا ہے واحد اسے رام اللہ کہو اوم یا رب

وہ رہتا ہے پورن تیرے دلمیں حاضر
ہری اوم تت ست جپا کر رٹا کر

پورن



੧ ੴ ਸਤਿਗੁਰ ਪ੍ਰਸਾਦਿ ॥

شری گورو نانک دیوا!

از قلم سنت نرائن سنگھ جی

پیارے گورو کے پیارے بچن اور پیاری اپیا

ناظرین! چالیس برس کی متواتر جستجو کرنے کے بعد کیا کچھ نظر آیا۔ آپ کو سناتا ہوں۔

زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے رازدانوں کے قدموں میں بیٹھ کر جو کچھ میں نے سیکھا ہے۔ اس کا سار یہ ہے۔ کہ یہ جگت ذات پاک کا جسم ہے۔ ایک ہی بے رنگ روشنی مختلف رنگوں میں دکھلائی دے رہی ہے۔ تمام مخلوقات کا سار وجود انسانی ہے۔ اور انسانی وجود کا سار اِتنا ہی ہے۔ کہ انسان کو اپنے اصل کا مکمل گیان ہو اور گیان کا سار اِتنا ہی ہے۔ کہ ہم عملی زندگی میں ستما کے اصول پر کاربند رہیں۔ پریم کا سب سے اونچا معراج ستما ہے۔ چنانچہ بھگوان نے گیتا میں فیصلہ کُن شلوک کہہ دیا ہے۔ کہ جو انسان پر کے دُکھ کو اپنا دُکھ اور پر کے سُکھ کو اپنا سُکھ جانتا ہے۔ وہی یوگی ہے۔ اور وہی گیانی ہے۔ وہی بھگت ہے وہی پریمی ہے۔

اِس اصول کی توضیح کے لئے ہم استعارہ کا استعمال کرتے ہیں۔ تاکہ ہمیں پتہ لگ جائے۔ کہ انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ اُس سریشٹ جیوتی۔ چد انند سروپ خالق کل نے کیوں انسان کو پیدا کیا۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

اپنی لاانتہا صفات کو ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی پُرجمال صورت اور حُسن کو دیکھنے کی خاطر انسانی جسم کی چوکھٹ میں اُس کے دل کو بطور شیشے کے لگا کر آپ ہی عابد اور آپ ہی معبود بن بیٹھا۔ آپ ہی عاشق اور آپ ہی معشوق بن بیٹھا۔ آپ ہی مندر آپ ہی پُجاری آپ ہی دیوتا کی پرتما بنا۔ چنانچہ گورو فرماتے ہیں۔

آپ ہی مندر۔ آپ ہی سیوا ✤ آپ پُجاری۔ آپ ہی دیوا

اُس پرماتما کے بے شمار نام ہیں۔ لیکن تمام صفاتی ہیں۔ ذاتی نہیں۔ ذاتی نام اُس کا "ست" ہے۔ گورو فرماتے ہیں:۔

کِرتم نام کتھے تیرے جہبا ✤ "ست" نام تیرا پرا پورلا

باقی تمام نام کلپنا سے زبان انسانی کے ذریعہ ظاہر ہوئے ہیں۔ قدرتی۔ قدیمی۔ اصلی۔ ذاتی۔ مکمل نام اُس کا "ست" ہی ہے۔ "ست" کو عربی میں حق کہتے ہیں۔ تو گویا حق پرستی ہی خدا پرستی ہے۔ جو انسان حق کو نہیں پہچان سکتا۔ وہ حق کی معرفت سے دور ہے۔ جہاں حق تلفی ہے۔ وہاں نہ گیان ہے۔ نہ دھیان نہ جوگ نہ بھگتی بھی نہیں۔ وہاں جہالت کی گرد و غبار اُڑ رہی ہے۔ وہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ ظلم و شرور

وہاں پر امن نہیں۔ انتشار ہے۔ چین نہیں۔ بیقراری ہے۔ جو لوگ خدا کے نزدیک ہیں۔ دُنیا میں۔ اوتار، نبی اور پیغمبر کہلاتے ہیں۔ اُن کی عظمت حق پرستی میں ہے۔ اُن کا خاص نشان یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اُن لوگوں کے ساتھ خصوصاً پریم رکھتے ہیں۔ جو کہ حق کی طرف مائل ہوئے ہیں۔ جن کے دِل میں درد ہے۔ (درد کے معنی ہیں۔ کہ حق کا پیار ہے) وہ لوگ دُنیا کی جاہ و حشمت کو نہیں دیکھتے۔ صرف دِل کی کیفیت پر نگاہ رکھتے ہوئے بیرونی حالات کی جانب دھیان نہیں دیتے۔ اور نہ ہی ظاہری عبادت اور مذہبی رسومات کی پابندی کی کچھ وقعت جانتے ہیں۔ آہ! ہماری آنکھیں چمگادڑ کی مانند سُورج سے شرماتی ہیں۔ اور اندھیرے میں مُنہ نیچے کر کے بند رہنا پسند کرتی ہیں! جب مریادہ پرشوتم رام نے منسٹروں کو تیاگ کر بھیلنی کے جنگلی بیر کھائے تو گیانی پُرشوں نے یہ دیکھا۔ کہ وہ راجوں کے راجہ شری بھگوان پریم کی مہاکر بھگتوں کے دِلوں میں بٹھلانے کے لئے یہ لیلا کر رہے ہیں۔ مذہبی نمائش کا تیاگ اور دریودھن کے محل اور عمدہ بھوجن چھوڑ کر شیام سُندر بدر کے گھر میں رات کو زمین پر ٹاٹ بچھا کر بسرام کرتے ہیں۔ جنگلی بوٹیوں کا ساگ کھا کر گذارہ کرتے ہیں۔ دُنیاوی نمائش کا تیاگ اس لیلا کا منشا کیا ہے۔ صرف اتنا ہی کہ وہ مہاراج بھگت وتسل ہیں۔ جس دِل میں پریم ہے۔ وہاں ہی آ کر براجتے ہیں۔

حلال و حرام کی تمیز

پریم کی مُجسّم تصویر (شری گورو) نانک نرنکاری۔ ایمن آباد (ضلع گوجرانوالہ) میں ایک جگہ (جہاں آجکل گوردوارہ روڑی صاحب ہے۔ روڑوں (کنکروں) کی سیجا پر رات کو ریاضت کیا کرتے تھے۔ اس قصبہ میں ایک پریمی بھگت بھائی لالو نجار (شودر) رہا کرتا تھا۔ شری گورو دیو گاہے بگاہے اس کے گھر سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ اتفاقاً وہاں کے ایک اعلےٰ رئیس ملک بھاگو نے اپنے فرزند کی شادی کی تقریب میں بہت سے برہمن بُلا کر برہم بھوج کا آرمبھ کیا۔ اور گورو مہاراج کو بھی نیوتا دیا۔ مگر انہوں نے شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ اِس پر ملک مذکور غصہ میں آ کر سرِ دربار گورو جی کو بُلا کر پُوچھنے لگا۔ کہ "کیا لالو نجار جیسے رذیل قوم کے گھر کا کھانا ہمارے کھتریوں کے گھر سے بہتر ہے جو تم کھاتے ہو۔ اور ہمارے نفیس پکے ہوئے پکوان کے کھانے سے انکار کرتے ہو؟" تب دین بندھو بولے! "تمہارا کھانا ظلم کی آمدنی سے تیار ہوا ہے۔ اس لئے حرام ہے۔ اور بھائی لالو کے گھر کا کھانا حق حلال کی کمائی کا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ہم اس کو زیادہ پسند کرتے ہیں"! یہ سُن کر ملک بھاگو غضب کی آگ میں جل گیا۔ اور چِلّا کر بولا۔ کہ اس امر کو ثابت کرو۔ ورنہ سزا پاؤ گے۔ چنانچہ دائیں ہاتھ میں گورو جی نے بھائی لالو کے گھر کی کودھرے کی روٹی کو لیا۔ اور دوسرے ہاتھ میں بھاگو کے گھر کی پُوری کچوری وغیرہ کو پکڑ کر جو نچوڑا تو لالو کی روٹیوں سے دُودھ نکلا اور بھاگو کی پُوریوں سے خون ٹپک پڑا۔ اس بریم کوتک کو دیکھ کر تمام لوگ حیران ہو گئے۔ اور بھگت جن ست گورو کی پریم لیلا سے وسماد کو پراپت ہوئے!

شلوک

حق پرایا نانکا اُس سُور اُس گائے ✠ گورپیر ہاماں تاں بھرے جے مردار نہ کھائے

ترجمہ: بیگانہ حق۔ حرام۔ ہندو کو گائے اور مسلمان کو سُور کے گوشت کے سمان ہے۔ گورو یا پیر راہ نمائی اس وقت تک نہیں کر سکتا۔ جب تک انسان مال حرام کو ترک نہیں کرتا اور مُردار (مانس) کو نہیں کھاتا۔ ادم شم

درمندری رادھا

تمہیدی نوٹ: مورخہ ۷ ستمبر بروز بدھ شری رادھا اشٹمی کا مہوتسو تھا جو دیش کے برنج میں منایا گیا۔ اس پوتر اوسر پر شری برسانہ (ضلع متھرا) میں جہاں شری رادھا رانی کے محل ہیں ہزاروں نرناری اور بھگت ورند اکٹھے ہوتے ہیں اور شری رادھا جی کے جنم تسو کے درشنوں کا سبھاگیہ پراپت کرتے ہیں۔ شری رادھا جی کا یہ مندر ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ جہاں پہنچنے کے لئے ۱۹۳ وشال سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ سپتمی کی رات کو مندر کے جگموہن اور آنگن میں سب لوگ جمع ہو کر بھجن کیرتن میں سماں گزارتے ہیں۔ پراتہ چار بجے درشن کھلتے ہیں۔ اس وقت شری رادھا جی کو سہسر دھارا کا اشنان کرایا جاتا ہے۔ اور اس کے درشنوں کا ہی مہتو ہے۔ پھر آٹھ نو بجے مندر میں سماج ہوتا ہے اور ودھائیاں گائی جاتی ہیں، برجانگنائیں بڑے پریم سے ناچتی ہیں گاتی ہیں، اور اس وقت ایسا پرتیت ہوتا ہے کہ کسی راجہ کے محلوں میں جشن ہو رہا ہے اور شادیانے بج رہے ہیں۔ شام کو شری جی نیچے کی چھتری میں براجتی ہیں اور وہاں درشنوں کا خوب آنند ہوتا ہے۔ بڑی دور دور سے لوگ اُن درشنوں کا سُکھ لینے کے لئے پہنچتے ہیں۔ شری برندابن میں بھی یہ مہوتسو بڑے سماروہ سے منایا جاتا ہے۔ جمنا جی کے کنارے ٹاٹی ستھان پر ایک میلہ لگ جاتا ہے۔ اور مہاتماؤں کا سماج ہوتا ہے۔ دوپہر کو شری رادھا ولبھ جی مہاراج کے مندر میں ددھی کاندا ہوتا ہے۔ یعنی دہی میں ہلدی ملا کر ایک دوسرے پر پھینکتے ہیں اور گوسائیں ورگ خوب نرت کرتے ہیں یہ گاتے ہوئے "رادھا پیاری نے جنم لیو ہے، رادھا پیاری نے جنم لیو ہے" تین چار گھنٹے یہ رونق رہتی ہے۔ پھر شری بہاری جی مہاراج کے مندر میں راس ہوتا ہے۔ سال بھر میں صرف ایک ہی دن وہاں آگے پیچھے باجا، تری، گھڑیال۔ طبلہ۔ مردنگ۔ وغیرہ بجانے کی آگیا نہیں ہوتی۔ مندر میں بہت بھیڑ ہو جاتی ہے۔ شام کو شری بہاری جی مہاراج کے مندر سے ایک بڑا بھاری جلوس نکلتا ہے، جس میں ایک دو بینڈ ہوتے ہیں اور ہاتھی بھی، گوسوامی لوگ آگے آگے پد گاتے ہوئے چلتے ہیں اور جلوس شری ندھی بن میں سماپت ہوتا ہے۔ جہاں رسک شرومنی سوامی شری ہریداس جی کی سمادھی ہے۔ پھر راس کا سماروہ ہوتا ہے اور سب مندروں میں بڑے سُندر درشن ہوتے ہیں۔

شری رادھا رانی، شری برندابن دھام کی ادھشٹاتری دیوی ہیں۔ اس کی سوامنی ہیں۔ مالکہ ہیں اس لئے یہاں اُن کی پُوجا کا بڑا مہتو ہے۔ .... لیکن ان کی پُوجا اکیلی کی نہیں کی جاتی۔ بھگوان کرشن اور شری رادھا جی دونوں کی پوجا ہوتی ہے۔

در شری رادھا

شری جگن ناتھ جی کھنہ بی۔اے۔بی۔ٹی
برندابن نواسی

(۱) رادھا باشد نام آں سیمیں برے — گلفرے، گلفامے، آں بے ہمسرے

(۲) گل اندامے پیکرِ حسن و ضیاء — پیکرِ الفت ہمہ از سر تا پا!

(۳) ذاتِ پاکش مجمع اوصاف آں — پاک سیرت، پاک طینت بیگماں

(۴) شد ہمیں عالم ز عکسِ روئے او — کرشن سرگرداں شدہ در کوئے او

(۵) از برائے کرشن جاں را سوختہ — سبقِ الفت کرشن را آموختہ

(۶) کرشن گل باشد اگر آں بوئے او — سربسر باشد ضیائے روئے او

(۷) کرشن باشد دل اگر آں جذبہ اش — لرزہ خیزد ایں جہاں از جنبشش

(۸) آنچہ نوری مے نماید در جہاں — عکس روئے رادھا باشد بیگماں

(۹) آں ہمہ اقبالِ کرشن بیمثال — تمکنت ہم آں ہمہ جاہ و جلال

(۱۰) نیست چیزے ماسوائے لطفِ او — کرشن را باشد ہوائے لطفِ او

(۱۱) عابداں را کار باشد ذکرِ او — عاشقاں باشد محوِ فکرِ او!

(۱۲) خطۂ برندا ز نورش مے دمد — بادِ الفت اینجا ہموارہ وزد

(۱۳) ہر کہ آمد اندریں مغفور شد — سربسر مسرور شد، مخمور شد

(۱۴) جلوہ گاہ فیض رادھا ہمیں — بہتر از عرشِ بریں ایں سرزمیں

(۱۵) ایں فضائے خوش ہوائے روح فزا — ذرّہ ذرّہ خاکِ آں را دلربا!

(۱۶) رادھا رادھا ذکر کن شام و سحر
تا صفی باشی ز فیضش بہرہ ور

(صفی)

نوٹ:۔ ان فارسی اشعار کا سرل ہندی ترجمہ ذیل میں دیا گیا ہے۔

(۱) شری رادھا اُن رجک ورنہ (تپتہ کشکل ورنہ) دیوی کا نام ہے جنکا مکھ کمل گلاب کے پھول کیطرح کھلا ہوا اور جو ہر ایک بات میں ادوتیہ (لاثانی) ہیں۔

(۲) وہ پھول کی طرح نازک جسم والی ہیں اور ایسا پرتیت ہوتا ہے کہ مانو سوندریہ اور دیوتی مورتی مان ہو کر آ گئے

ہیں۔ ارتھات انہوں نے ہی رُوپ دھارن کر لیا ہے۔ (۳) وُہ سروگُن سمپن ہیں اور بڑے مِردُل اور پوتر سبھاؤ والی ہیں۔ اس میں کنچت ماتر بھی سندیہہ نہیں ہے۔ (۴) یہ جگت تو اُن کے کھماریند کا پرتی بمب ہی سمجھو، کیونکہ اس سے بڑھکر یہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا، اور سری کرشن ترلوکی پتی ان کی گلی یا ویتھی میں بیدھ سے ہو کر پھرتے رہتے ہیں۔ (۵) شری رادھا جی نے بھگوان کرشن کی خاطر اپنے آپ کو بھسم کر دیا اور انہیں پریت کرنے کی ریت سکھلائی (۶) یدی ہم سری کرشن جی کو پھُول سمجھ لیں تو شری رادھا جی ہی اِس پُشپ کی سُگندھی ہونگی۔ (۷) اگر شری شیام سُندر کو ہم ہردے مان لیں تو ان کے اندر اُتپن ہونے والے بھاو شری رادھا جی کے سواے اور کچھ نہیں۔ اور اِن کی شکتی کا یہ حال ہے کہ اگر وہ چاہیں تو تھوڑی سی حرکت سے سارے سنسار کو تھرتھرا دیں (۸) مختصراً بات یہ ہے کہ ہم اس سنسار میں جو وستو بھی کچھ پرکاش میں ہے اور دید پیمان، دیکھتے ہیں وہ واستو میں شری رادھا جی کے مکھار بند کا پرتی بمب ہی ہے۔

(۹) تربھون ناتھ بھگوان کرشن جو اپنی شکتیوں کے لحاظ سے دُنیا میں کوئی مثال نہیں رکھتے۔ ان کا سب ویبھو اور گورو شری رادھا جی کے سوائے اور کچھ نہیں۔ ارتھات جو ویبھو ان کو پراپت ہے۔ وہ سب شری سوامنی رادہا جی کی کرپا سے ہی ہے۔ اور وہی اُس رُوپ میں پرگٹ ہو رہی ہیں۔

(۱۰) دُنیا میں سوائے شری رادھا جی کی کرپا کے اور کوئی چیز پراپیہ نہیں ہے۔ (جس کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے) اسی لئے بھگوان مُرلی منوہر بھی سدیو انکی کرپا کی ہی یاچنا کرتے رہتے ہیں، جب یہ حال شری کرشن بھگوان کا ہے تو (۱۱) ان کے بھگتوں کا کام کیول ان کا بھجن کرنے سے ہی ہے۔ اور رسک ورند ان کے رُوپ لاونیہ کے دھیان میں ہی دِن رات مست رہتے ہیں۔

(شری برندابن کا مہاتم)

(۱۲) تو یہ سب کھیل کہاں ہو رہا ہے؟ شری برندابن کی پوتر بھومی برجوان کی الوکک دیوتی یا چمک سے پرکاش میں ہو رہا ہے ارتھات جگمگ جگمگ ہو رہا ہے۔ جہاں ہمیشہ پریم رُدپی دُاپو چلتی رہتی ہے۔

(۱۳) ایک دفعہ جس کو یہاں آنے کا سوبھاگیہ پراپت ہو گیا اُس کے آنند اور ہرش کا کیا ٹھکانہ، وہ تو یہاں آکر مست ہی ہو جاتا ہے۔ (۱۴) شری برندابن وہ ستھل ہے جہاں شری رادھا جی کی کرپا کی نت لیلائیں ہو رہی ہیں۔ اور سورگ تو ...... اِس کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتا۔ اس کے مقابلہ میں سورگ کی کیا حقیقت

(۱۵) یہاں کا واتاورن اور وایو منڈل سب سرس جنک ہے۔ جس کے اندر آنے سے آتما پر پھُلت ہو جاتا ہے یہاں کی رج کا ایک ایک کن کا من کو موہ لینے کی شکتی رکھتا ہے۔ تو یہاں آکر کیا کرنا چاہیے۔

(۱۶) یہاں آکر دِن رات رادہا، رادہا نام کو لیتے رہنا چاہیے تاکہ اے صفی تو شری رادہا جی کی کرپا کا بھاجن بن سکے یعنی تجھ میں شری سوامنی رادہا جی کی کرپا پراپت کرنے کی یوگتا آجائے۔ (صفی)

نوٹ: یہ سالنامہ ماہ جنوری اور فروری دو ماہ کا مشترکہ پرچہ تصور کیا گیا ہے۔ ماہ فروری کا کوئی علیحدہ پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ ناظرین ادم نوٹ فرمادیں۔ مینجر:۔

گوکل کو جاؤں

شری حسرت رسا لپوری

جو گنیا بنوں اور گوکل کو جاؤں   تری جنم بھومی میں جیون بتاؤں
کہیں مجھ کو سب لوگ گوکل نواسی
بنوں گی میں گوکل کے باسی کی داسی

مرے من میں گوکل کے رسیا بسے ہیں   مری روح میں اُسکے جلوے چھپے ہیں!
مگر آنکھ بیری ہے پیاسی کی پیاسی
بنوں گی میں گوکل کے باسی کی داسی

کنہیا کے متھرا پہ تن من کو واروں   مدھوبن میں جاکر یہ جیون سنواروں
مری کلپنا تب مٹے گی ذرا سی
بنوں گی میں گوکل کے باسی کی داسی

نہیں میت کوئی ملا اس وطن میں   کہ لوٹے کنہیا نہیں اِس چمن میں
مٹے گی یہ حسرت رہیں اب اُداسی
بنوں گی میں گوکل کے باسی کی داسی

رسالہ اُدم کے خریداروں کیلئے

نشکام سیوا

ہر ایک ہندو کے پاس خصوصاً اور کسی غیر ہندو کے پاس بھی عموماً جنم پترکا ہُوا کرتی ہے۔ پیدائش ہونے پر والدین بچوں کے لیے جنم پترکا بنواتے ہیں۔ مگر اس بات کو کوئی شخص نہیں دیکھتا ہے۔ کہ آیا وہ دُرست ہے یا کہ غلط۔

اپنا مستقبل جاننے کے لئے ہر ایک شخص کے دل میں خواہش رہا کرتی ہے۔ مگر جنم لگن غلط ہونے کیوجہ سے کئی ایک ودھوان جوتشیوں کے PREDICTIONS بھی غلط ہُوا کرتی ہیں۔ اور جوتش ودھیا کے شُدھ لیکھکوں میں تبلائے ہوئے اٹل رازوں کو ڈھونگ مانا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جنم پترکا کے دُرستی کا سب دارومدار اُس نقشے پر ہے۔ جس کو جنم لگن کہا جاتا ہے۔ جنم لگن کے دُرست نقطے کا حاصل ہونا جنم سمے کے دُرست ہونے پر ہے۔ جسکو یشٹ کال کہتے ہیں۔ یشٹ کال کا دارومدار سُورج اُدے کے دُرست ہونے پر ہے۔ سورج اودھے مختلف مقامات میں مختلف وقت پر ہوتا ہے۔ جو LONGITUDE (طول بلد) وغیرہ سے صحیح پتہ لگ سکتا ہے۔

یہ سُورج اُودھے سارے مقامات کیلئے جنتریوں میں بھی لکھا ہُوا ہے۔ مگر جس وقت ہم کسی ایک مقام کیلئے۔ انگریزی۔ اُردو ہندی یا کسی اور جنتری سے کسی ایک تاریخ کا اُدھے دیکھتے ہیں۔ تو وہ ایک جیسا ہونا چاہیئے تھا۔ مگر یہ آپس میں نہیں ملتا ہے۔ جنم پترکا بنانے والے جس جنتری کا سُورج اُودھے دیکھتے ہیں۔ اُس سے جنم لگن تیار کرتے ہیں۔ اس طرح عموماً غلطی رہ جاتی ہے۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ کسی خاص مقام کا صحیح سُورج اُودھے معلوم ہونے پر (مثلاً گرین وتچ۔ کلکتہ۔ مدراس) اس کو مطلوبہ مقام کے ساتھ تفاوت جمع تفریق کر کے دُرست سُورج اُدھے معلوم ہو کر صحیح یشٹ کال سے جنم لگن اور اُس کا دُرست درجہ نکل آتا ہے۔ اگر آپ خود اس پر غور کریں۔ تو آپ خود بھی اپنے جنم پترکاؤں کا پرتال کر سکتے ہیں۔ پچھلے زمانے میں چونکہ عام طور پر گھڑیوں کا رواج نہ تھا۔ اور ایک وقت لوکل ٹائم بھی الگ الگ ہُوا کرتا تھا۔ اب سارے بھارت میں ایک ہی انڈین سٹینڈرڈ ٹائم ہے۔ اور گھر گھر میں گھڑی موجود ہونے سے اگر پھر بھی جنم لگن بنانے میں غلطی رہیگی۔ تو یہ نوزائیدہ بچوں کے ساتھ یا اُن کے ساتھ جنہیں اپنی پیدائش کا صحیح ٹائم اور تاریخ معلوم ہو۔ ایک ظلم ہے۔ کیونکہ اُنہیں زندگی میں وقت وقت پر اپنا مستقبل جاننے کی ضرورت رہے گی۔ اس لئے رسالہ "ادم" کے خریدار جنہیں گھڑی کا صحیح وقت معلوم ہو۔ پیدائش کی تاریخ انگریزی یا بکرمی۔ مقام پیدائش اور وقت مطابق I. S. T ایک جوابی کارڈ سے لکھ کر اپنا یا اپنے کسی نوزائیدہ بچے کا جنم لگن معہ دُرست درجات لگن کے بلا کسی فیس وغیرہ معلوم کر سکتے ہیں۔ فی الحال یہ نشکام سیوا فروری سنہ ۱۹۶۲ء تک پتہ ذیل سے جاری رہے گی۔ جوابی کارڈ لکھتے وقت رسالہ ادم کا خریداری نمبر بھی لکھ دیجئے۔

ادم کا سیوک

ڈی۔ این۔ ولی۔ ریسرچ سکالر متصل جنرل پوسٹ آفس جموں توی

جلوۂ عرفان!

از قلم - ڈاکٹر راج بہادر ورما راز بریلوی

لا پلا ساقی مجھے منت کشِ احسان ہوں
ہوں شریکِ بزمِ رنداں تشنہ لب انسان ہوں

وہ سراپا نور ہوں وہ مشعلِ ایمان ہوں
میں محیطِ جلوۂ عرفاں کی اک پہچان ہوں

میری دنیا ہے محبت کا عجب دستور ہے
اپنی بزمِ شوق کا میں آپ ہی مہمان ہوں

زندگی شبنم کی جیسے برگِ گل پر بے ثبات
میں بھی اس دنیا میں اک بھٹکا ہوا انسان ہوں

کھیلتا ہوں رات دن اپنے غم و آلام سے
کیسے کہہ دوں زندگی میں بے سر و سامان ہوں

صفحۂ گیتی تماشا گاہ ہے جس باب کا
میں اسی نقشِ غمِ دلسوز کا عنوان ہوں

سج رہی بزمِ طلب انکے ہر اک انداز سے
جان کر اس راز کو بھی راز میں انجان ہوں

شرابِ معرفت

(شری کنور التفات)

دنیائے فانی میں عبث ہم راحت و آرام کریں جسمیں مالک کی مرضی ہو ایسے کام کریں - ہم گنہگار بھی بخشش کا سر انجام کریں
آرزو ہے تجھے سجدے سحر و شام کریں - ہمہ تن ہو کے زباں ورد تیرا نام کریں

خم تو نے لنڈھائے ہیں پیالے پہ پیالے ساقی - جام اس دور میں سبکو ملے کے ساقی - سیر نیت کوئی ہم سا بھی نہیں ہے ساقی
مست رکھتی ہے تری گردش چشم اے ساقی - وہ نہیں ہم کہ جو تجھ سے طلب جام کریں

آنکھ کے پردے جلاتی ہے حرارت کی چمک - حسن چھپ چھپ کے دکھاتا ہے شرارت کی چمک - تاب کیا لائیگا کوئی کہ ہے آفت کی چمک
رخِ روشن میں ہے خورشیدِ قیامت کی چمک - حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کریں

واعظا تجھ پر کھلے کیا مرے ایماں کا حال - نشۂ بادۂ عرفاں سے ہوں میں مالا مال - ابتدا سے ہیں مرے ہوش بجا طبع بحال
دل میں جز یادِ خدا کفر ہے حسینوں کا خیال - خلوتِ خاص کو کیا بارگہِ عام کریں

سب یہ تقریر بجا ہے نہیں اسمیں ذرا جھوٹ - کوئی سچ بات کو اپنی نہیں یوں کہتا جھوٹ - التفات شوقِ غزل گوئی ہے پیشہ جھوٹ
بیٹھ کر گوشۂ عزلت میں نہ بول اتنا جھوٹ - قصہ چھوٹ، پڑنے کا آتش نہ در و بام کریں

حکیم نند لال صاحب پوری حکیم حاذق رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر کے چند خاص

مجرّبات

آنند ٹانک پلز:- یہ گولیاں موسم سرما کیلئے لاجواب تحفہ ہیں۔ جملہ اعضائے رئیسہ یعنی دل۔ دماغ۔ جگر۔ گردہ اور مثانہ کو طاقت دیکر ہر قسم کی کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ ہر سال موسم سرما میں ایک ماہ استعمال کرنے سے ایک سال تک کسی قسم کی کوئی کمزوری محسوس نہیں ہوتی۔ قیمت ایک ہفتہ کے لئے صرف چار روپے 4/-/-

آنند وٹی:- جوڑوں کے درد خواہ بادی بلغم کی وجہ سے ہوں یا یورک ایسڈ کے جمع ہو جانے سے ان گولیوں کے کھانے سے ہر حالت میں فائدہ ہوتا ہے۔ مقدار خوراک دو گولی صبح و شام ہمراہ آب نیم گرم یا چائے۔ قیمت ایک ہفتہ کیلئے 2/-/- روپیہ

آنند تیل:- یہ ہر قسم کے دردوں پر مالش کرنے سے فوری فائدہ پہنچاتا ہے۔ درد خواہ نمونیہ کی وجہ سے ہو یا گنٹھیا یا ریح کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ہر حالت میں مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ایک اونس -/-/1 روپیہ

آنند رسائن:- اگر اس کو عصائے پیری کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ بڑھاپے میں جب گردے اور مثانہ کمزور ہو جاتا ہے۔ تو پیشاب بار بار آتا ہے۔ رات کو نیند خراب ہوتی ہے۔ موسم سرما میں خاص طور پر زیادہ تکلیف محسوس ہوتی ہے جہاں یہ رسائن پیشاب کی شکایت دور کرتی ہے وہاں جسمانی طاقت بھی پیدا کرتی ہے۔ قیمت فی شیشی 4/-/- روپیہ

برہمی رسائن:- دماغ کی طاقت کیلئے خاص دوا ہے ہر قسم کی دماغی کمزوری کو دور کرتی ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ایک ہفتہ کے لئے صرف 2/- روپیہ

دوائے ماسخورہ:- آج کل یہ بیماری اس قدر بڑھ گئی ہے۔ کہ شاید ہی کوئی شخص اس سے محفوظ ہو۔ اس بیماری میں دانت کی جڑیں ننگی ہونی شروع ہو جاتی ہیں مسوڑھوں سے خون اور پیپ نکلتا ہے۔ دانت ہلنے لگتے ہیں۔ منہ سے بدبو آتی ہے۔ ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ دوائے ماسخورہ اسکے لئے بہترین دوا ہے۔ قیمت فی شیشی 2/-/-

مرہم ایگزیما:- آجکل یہ بیماری بھی بہت پھیل گئی ہے۔ یہ عام طور پر کیلشیم کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے مصفی خون دوائیں کوئی فائدہ نہیں کرتیں۔ یہ بیماری دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک خشک دوسری تر۔ خشک میں کھجلی ہوتی ہے۔ اور جگہ کالی پڑتی جاتی ہے۔ اور جلد موٹی ہو جاتی ہے۔ تر میں چھوٹے چھوٹے سرخ رنگ کے دانے نکلتے ہیں۔ جن میں خارش اور جلن ہوتی ہے۔ اور کھجلانے سے پانی نکلتا ہے۔ اور دن بدن زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ اگر اس کا صحیح علاج نہ ہو تو سالوں تک پیچھا نہیں چھوڑتی۔ بڑی کھوج کے بعد اسکی لاجواب مرہم تیار کی گئی ہے۔ جو کہ اس کو جڑ سے دور کر دیتی ہے۔ آج تک ہزاروں بیمار شفایاب ہو چکے ہیں۔ قیمت فی اونس ایک روپیہ۔ علاوہ ازیں ہر ایک بیماری کا علاج تسلی بخش کیا جاتا ہے۔ مفصل حالات لکھ کر یا خود تشریف لاکر لابھ اٹھاویں

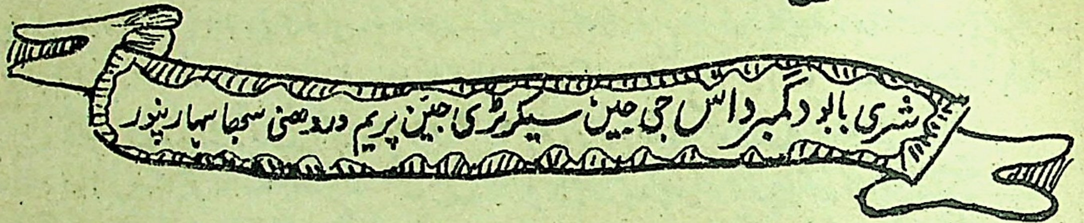
ملنے کا پتہ

پوری میڈیکل سٹور۔ 23 مسجد روڈ مارکیٹ جنگ پورہ نئی دہلی

جین قوم کے آخری تیرتھنکر

شری

مہاویر بھگوان



یہ سچ ہے۔ کہ جب دُنیا میں اشانتی بڑھ جاتی ہے۔ تو کوئی نہ کوئی اوتار دُنیا میں جنم لیتا ہے۔ چنانچہ جب کنس کی زیادتی سے رعایا پریشان ہُوئی تو کرشن جی پرگٹ ہُوئے۔ جب راون کے اتیاچار بڑھے تو شری رام چندر جی نے جنم لیا جب بھائی کے خون کا بھائی پیاسا نظر آنے لگا۔ تو گورو نانک جی کا ظہور ہُوا۔ جب ظلم و ستم کی گھٹا چاروں طرف پھیلنی شروع ہُوئی تو محمدؐ صاحب ظاہر ہُوئے۔

آج سے تقریباً اڑھائی ہزار سال قبل جب جہالت کا سورج اگیانتا کی کرنوں اور منسا روپی تپش سے دُنیا کو ستانے لگا۔ جا بجا معصوم جانور گھوڑے بیل بکرے۔ بھینسے وغیرہ یگوں میں بھسم کئے جانے لگے۔ دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے اپنے جذباتی۔ نفسانی خواہشات کی قربانی کی بجائے دھرم اور ایمان کے نام پر مندروں کے پاک فرش خون آلودہ ہونے لگے۔ تو حضرت مسیح سے پانسو چھبیس سال پیشتر چیت شُدی تردوشی کے مبارک دن راجہ سدارتھ والئے کنڈل پور علاقہ بہار کی مہارانی ترشلا دیوی کے گربھ سے وردھمان جی نے جنم لیا۔

”ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات“ جتنے اوتار۔ پیغمبر۔ رسول۔ گورو دُنیا میں پیدا ہوئے ہیں۔ کسی کے جیون چرتر کو اُٹھا کر دیکھ لیجئے۔ وُہ سب بچپن سے ہی کچھ ایسے شہ زور۔ قابل۔ عقلمند اور غیر معمولی طاقت کے مالک ہوتے ہیں۔ کہ عوام کو خیال ہو جاوے کہ یہ ایک روز ضرور دُنیا کو مصیبت سے نجات دلائیں گے۔ چنانچہ ایک روز شری وردھمان اپنے ہم عمر لڑکوں سے کھیل رہے تھے کہ معلوم ہُوا کہ ایک ہاتھی مست ہو کر شہر میں بڑا نقصان کر رہا ہے۔ جو سامنے آجاتا ہے پاؤں تلے کچل دیا جاتا ہے۔ بازار کی آمد و رفت کا راستہ بند ہے۔ کوئی شخص اُس کے پاس تک جانے کی جُرات نہیں کرتا۔ شری وردھمان سے اپنی رعایا کی تکلیف نہ دیکھی گئی اور خود ہاتھی کے پاس گئے۔ اُس کو پچکارا اور سونڈ پکڑ کر اُوپر چڑھ گئے۔ اور اپنی شجاعت سے اُس کو زیر کر لیا۔ آپ کی بہادری کی تعریف سُن کر ایک دفعہ ایک دیو پرکشا کرنے کیلئے خوفناک کالا سانپ بن کر آیا۔ اور شری وردھمان پر حملہ کیا۔ ان کے پاس کے سب لوگ خوف سے بھاگ گئے۔ لیکن آپ مستقل مزاجی سے وہیں بیٹھے رہے۔ قطعی نہیں گھبرائے۔ اور بے خوف ہو کر اُسکو پکڑ لیا۔ اور اُس کے ساتھ

کھیلنے لگے۔ آپکا اصلی نام وردھمان تھا۔ لیکن آپ کی غیر معمولی شجاعت، بہادری۔ طاقت۔ اور مردانگی دیکھ کر دُنیا آپ کو "ویر" "مہاویر" "اَتی ویر" وغیرہ ناموں سے پُکارنے لگی۔

جیساکہ موکش گامی شریروں کے خیالات ہوا کرتے ہیں۔ بچپن سے ہی "مہاویر" کی طبیعت تیاگ اور بیراگ کی طرف راغب تھی۔ چنانچہ ۸ سال کی عمر میں شراوگ برت دھارن کیئے اور گرہست دہرم کا سادھن شروع کر دیا۔ آپ کے پتا نے شادی کے لیئے اصرار کیا لیکن آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ بہت کافی عرصہ ہو چکا ہے گذر چکا ہے۔ اب مجھ سے دُنیا کے اتیاچار زیادہ نہیں دیکھے جاتے۔ جب راجہ ناپائیدار سلطنت حاصل کرنے کیلئے اپنے بھائیوں کو دُشمن جان کر اُن کے خون سے اپنی تلوار سُرخ کر سکتے ہیں تو کیا نجات (موکش) کی دائمی سلطنت حاصل کرنے کی خواہش سے کرم رُوپی دُشمنوں سے جنگ و جدل نہ کروں؟ آپ کی دِکشا لینے کی خبر جب آپ کی ماتا مہارانی ترشلا دیوی کو لگی۔ تو اُنہوں نے بھی سمجھایا۔ کہ تُم فقیری تکالیف برداشت نہیں کر سکتے نرم نرم گدیلوں پر سونے والا جسم پتھریلی اور ناہموار زمین کے مصائب نہیں اُٹھا سکتا۔ تو آپنے فرمایا۔

پڑا دُنیا میں دُکھ بھوگوں یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا + رتن ترے ہاتھ سے کھو دوں یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا
انادی کال سے چکر لگائے لکھ چوراسی میں + اسی چکر میں پھر گھوموں یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا
یہ گھر اک قید خانہ ہے۔ یہ عورت پاؤں کی بیڑی + کرم بندھن نہ اب کاٹوں یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا
مچا ہے دیش میں ہنسا کا ہاہاکار زوروں پر
میں اپنی آنکھ سے دیکھوں یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا

چنانچہ ۳۰ سال کی عمر میں راج پاٹ کو لات مار کر اور موہ مایا کی زنجیروں کو توڑ کر متی بیساکھ شدی دشمی کے شُبھ دن آپ دگمبر مُنی ہو گئے اور بارہ سال تک بہت گھور تپسیا کی۔ قسم قسم کی تکالیف آئیں لیکن سب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ ایک مرتبہ سا ئیکی رُودر نے آپ کے دھیان کی آزمائش کے لئے تپ کرتے وقت بہت اُپسرگ کیا۔ لیکن کیا مجال جو اس دھرم کے مجسّم کو ذرا بھی ڈگا سکے۔ میرو پربت کی طرح بے حس و حرکت دھرم دھیان میں سمادھی لگائے رکھی۔ بارش مُوسلا دھار پانی برسا گئی۔ اولے دریا نے جی کھول کر خوب امتحان لیا۔ کڑاکے کی سردی نے بھی پورے طور سے آزمائش کی۔ گرمی کی تپش سے سورج نے بھی اپنا زور دکھایا لیکن سنساری سمندر کی کرم رُوپی لہریں آپ کے دھیان رُوپی پربت کو اپنی جگہ سے نہ ڈگا سکیں۔ اس طور کی بارہ سال کی سخت ریاضت کے بعد بیساکھ شدی دشمی کو ۴۲ سال کی عمر میں آپ نے کیول گیان حاصل کیا۔ پھر ۳۰ سال دیش بدیش گھوم کر ہنسا اور جیو بلیدان کو بند کرانے اور نفسانی خواہشات کا بلیدان کرنے اور آپس میں پریم بھاؤ رکھنے کا ایسا موثر۔ مدلّل اور عام فہم اُپدیش دیئے۔ کہ انسان تو انسان حیوان چرند پرند تک بھی آپ کی شرن میں آکر دہرم اپدیش سُنتے تھے۔

اُس وقت سنسار میں چاروں طرف ہنسا کا ہاہاکار زوروں پر مچا ہوا تھا۔ بھائی کے خون کے بھائی پیاسے تھے۔ دہرم کے نام پر مندروں کے مقدس فرش بیگناہوں کے خون سے لال کیئے جاتے تھے۔ محبّت اور پریم کا نام بھی نہ تھا۔ گھوڑے۔ بیل بھینسوں وغیرہ کی گلیوں میں قربانیاں کی جاتی تھیں۔ ایسے بھیانک سمے پر مہاویر بھگوان نے اپنے لاثانی اُپدیش سے ایسا پریم رس پلایا کہ شیر۔ بکری۔ بلی چوہا۔ نیولا سانپ وغیرہ وغیرہ اپنی اپنی دُشمنی کو بھول کر شانت ہو جاتے تھے۔ اور مہاویر بھگوان کی زبردست تنجیت سے سامنے نفرت۔ کدورت۔ بغض۔ دُشمنی وغیرہ کافور ہو جاتی تھی۔ سب پریم سے ایک جگہ

بیٹھکر سچی روحانی خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپ نے ایسے اچھے اور مفید اصول دنیا کے سامنے عملی طور پر پیش کیے۔ کہ ہر شخص آپ کا مداح ہو گیا۔

"اہنسا پرمو دھرم" یعنی سب پرانیوں پر دیا کرنا ان سے پریم بھاؤ رکھنا Live and let live خود جینا اور دوسروں کو جینے دینا۔ یہہ آپ کا سب سے بڑا اصول ہے۔ دوسرا اصول آپ کا تپ اور تیاگ ہے۔ چار دن کشائے (نمبرا کرودھ یعنی غصہ نمبر۲۔ مان یعنی غرور نمبر۳۔ مایا یعنی دھوکا نمبر۴۔ لوبھ یعنی لالچ) اور پانچواں پاپ (نمبرا ایذا رسانی نمبر۲ جھوٹ نمبر۳ چوری نمبر۴۔ زنا۔ نمبر۵۔ اسباب دنیا کی زیادتی کی تمنا) کو تیاگ کر جو جس قدر ریاضت اور تپ کریگا۔ وہ اسی قدر کرموں کا ناش کر کے موکش حاصل کر سکیگا۔ چنانچہ کیول گیان کے ۳۰ سال بعد تک اس طرح کے اصول دنیا کو سمجھا کر اور "اہنسا پرمو دہرمہ" کا اپدیش دے کر مہاویر سوامی نے ایک دفعہ پھر پریم سے سب کو گلے ملا دیا۔ آخر کار ۷۲ سال کی عمر میں کاتک بدی چودس کے مبارک دن آپ نے پاوا پوری علاقہ بہار سے نروان (موکش نجات) حاصل کی۔

آج بھی سنسار کو سچے سکھ اور شانتی کی ضرورت ہے۔ اس وقت بھی ویسا ہی ہاہا کار مچا ہوا ہے۔ جو مہاویر بھگوان کے جنم کے وقت تھا۔ اس وقت بھی دنیا میں خود غرضی۔ مطلب پرستی۔ جھوٹ۔ چوری وغیرہ گناہ بہت سے زیادہ پھیلے ہوئے ہیں۔ اور پریم کی سخت ضرورت ہے۔ "ادم" نے ضرورت کی اہمیت محسوس کرتے ہوئے زر کثیر صرف کر کے آپ کو "پریم انک" کا جام پیش کیا ہے۔ آپ اس کی ورق گردانی کر کے ردی کی ٹوکری میں نہ پھینک دیں۔ بلکہ پریم کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ ہمارے بزرگوں۔ پیغمبروں۔ اوتاروں نے کیوں اور کیسے پریم اپدیش دیا ہے اس کو خوب پڑھ کر سمجھ کر غور کریں اور سوچیں کہ ہم کہاں تھے۔ اور کہاں ہیں کیا تھے اور کیا ہو گئے۔ جبھی منش جنم سپھل ہو سکتا ہے۔ ورنہ ہم میں اور پشو میں کچھ فرق نہیں۔　　ادم شانتی!　　ادم شانتی!!　　ادم شانتی!!!

ہری گن

(شری لالہ پرمانند صاحب ایم۔ اے)

ہرگن گائیے منا ہرگن گائیے رے ـــــ ایہی تیرو کاج ہے
اوسر بیتی جات ہے رام دھن سنچئے رے ـــــ ایہی تیرو کاج ہے
اگھا تنک ہے رام نام ایہی ہیے بسائیے رے ـــــ ایہی تیرو کاج ہے
تس باسر جپ رام رام روم روم رمائیے رے ـــــ ایہی تیرو کاج ہے
چھوڑیئے سب ساج ہے چیت چرن کنول لگائیے رے ـــــ ایہی تیرو کاج ہے
پرمانند کہے پکار رام نام سار بوم بھگئے رے ـــــ ایہی تیرو کاج ہے

مخزنِ ویدانت شری تری برہم نشیٹ

شری سوامی گوراندتہ مل جی مہاراج کا مختصر جیون چرترا

از قلم شری ملک راج فلاسفر

سوامی جی کے شریر کا جنم اکال گڈھ ضلع گوجرانوالہ میں سمت ۱۹۰۸ بکرمی میں ہُوا۔ اوائل عُمر سے ہی اعلےٰ لیاقت کے کرشمے دکھلائے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اُردو۔ گورمکھی اور ہندی زبانوں میں مہارت حاصل کر لی۔ آپ کے اندر ویراگ شروع ہی سے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جب عورتیں کسی ترانی کے مرنے پر پیٹتی تھیں۔ تو آپ یہی فرماتے تھے۔ کہ اگر پیٹنا ہے تو اپنی اس جھوٹی دیہہ کو پیٹو۔ اپنے اشبھ اہنکار کو پیٹو۔ اور مُنہ سے کہو "ہائے ہائے جھوٹے اہنکار کو" خواہ مخواہ پرماتما کے حکم میں دویش دھارن نہ کرو۔ جب شادی کا نظارہ دیکھتے تو فرماتے کہ دیکھو کس ڈھنگ سے بچارے بھولے بھالے لڑکے کو گرہست کے دکھوں میں پھنسا رہے ہیں۔ باجوں کی سُریلی آواز اور راگ رنگ کی مدد سے بچارے کو جکڑ رہے ہیں۔

آپ نے اپنی شادی کے وقت بھی بہت انکار کیا۔ مگر پھر یہی فیصلہ کیا کہ وید شاستر کی ریتی کو توڑنا نہیں چاہیئے گرہست میں رہتے ہوئے بھی اسنگتا بھاؤ سے وچرنا چاہیئے۔ اور گرہست دھرم کا نمونہ دکھانے کے لئے اس آدرش کو مدِ نظر رکھ کر شادی کروا لی۔

آپ کے بڑے صاحبزادے دیہکت ہو گئے اور چھوٹے کی منگنی کئی جگہ سے آنے لگی۔ مگر آپ نے فرمایا کہ اگر اپنی لڑکی کو وِدھوا بٹھانا ہے۔ تو بیشک منگنی کر لو۔ آخر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وُہ لڑکا مرتو ہو گیا۔

آپ پچاس سال کی عمر تک گرہست آشرم میں ہی رہے۔ اور اس کے بعد بِدونی تیاگ کا جامہ پہنا۔ مگر آپ ساری عمر سفید لباس میں ہی وچرتے رہے۔ آپ کا گرہست کا جیون نہایت ہی پاک تھا۔ ایمانداری کا جذبہ اپنے پورے جوبن پر تھا۔ جو کچھ تنخواہ سے بچتا تھا۔ سب کا سب غریب گرہستیوں کی بھینٹ ہو جایا کرتا تھا آپ شروع سے ہی نشکام کرم اور سچی بھگتی میں لین رہتے تھے۔ بوقت فرصت بھگوان وِشنو کے دھیان میں مگن رہتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو وشنو بھگوان کی مورتیاں کاغذ پر بنا دیتے تھے۔ اور اِن کو وِشنو دھیان کرنے کا طریقہ بتاتے تھے۔

گورُد دھارن کرنے کے بعد آپ نے ویدانت میں کمال حاصل کیا۔ اور جلد ہی اپنے واستو سروپ میں استھت ہو گئے۔ سات سال تک آپ نے کشن گڑھ میں سردار بہادر سردار بوٹا سنگھ رئیس راولپنڈی کی خاص طور پر تعمیر کرائی ہوئی کٹیا اور گپھا میں جیون مکتی کے وشیش سکھ کے واسطے ایکانت سیون کیا

اور آتم ابھیاس کر کے اپنی آتمک شکتی کو پُورن رُوپ سے جگایا۔ سات سال کا عرصہ آپ نے ویدانت کے گرنتھوں کے مُطالعہ اور اُن کا خلاصہ نکالنے میں صرف کیا اور ویدانت کے طریقہ تعلیم میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کی۔ آپ نے ویدانت کی ابتدائی پرکریا کو اسباق کی شکل میں ترتیب دیا۔ اور اپنے شاگردوں کو ہر ایک سبق اپنی قلم مبارک سے نہایت خوشخط طور پر لکھ کر دیا۔ آپ ہر ایک زبان کی تحریر میں اعلےٰ درجہ کے خوشخط تھے۔ اور سارا دن جگیاسوؤں کے لئے اسباق لکھنے اور آتم چنتن کرنے میں ہی لگے رہتے تھے۔ ان ترتیب شُدہ تحریری اسباق کی مدد سے بہُت سے جگیاسوؤں نے نہایت آسان طریقہ سے برہم وِدّیا حاصل کی۔ آپ کا ست سنگ پُرمعنی اور کلام ازحد پُراثر تھا۔ آپ کے حسُن سلُوک میں ویراگ۔ استغنا اور سچائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جس قدر مصمّم ارادہ کے ساتھ آپ نے اپنی ذات کے لئے مایا کا تیاگ روا رکھا۔ اُسی قدر ہی پُرزور طاقت سے سنساری جیوؤں کے کلیان اور پرمارتھ کے کاموں کے لئے مایا آپ کی قدمبوسی کرتی تھی۔ آپ کی پریرنا سے بہت سے دھرم استھان تیار ہُوئے۔ لالہ موُسئے میں نام دھاری گوردوارہ اور کسی جگہ پر عورتوں کے لئے آزادانہ طور پر ست سنگ کرنے کے لئے آشرم آپ کی ہی پریرنا شکتی کی زندہ مثالیں ہیں۔

آپ کے اندر پشوؤں اور پنکھیوں و چرند پرند کی سیوا کے لئے اس قدر پریم تھا کہ آپ نے تھلوں (صحرائی علاقوں) میں تالاب بنوائے۔ اور ایک کنوُاں بھی بنوایا۔ جہاں سے مویشی اور مسافر پانی پیتے ہیں۔ تمام ست سنگیوں کو یہی ہدایت کی جاتی تھی۔ کہ وہ اپنے مکانوں کی چھت پر ہر روز دانہ اور پانی رکھا کریں۔ تاکہ پرندوں کو خوراک اور پانی مُیسّر ہو سکے۔

آپ کے دِل میں سروآتم بھاؤ بہت مضبوُطی سے دِرڑھ تھا۔ آپ کراماتوں کے سخت خلاف تھے۔ لیکن بند کمرے میں بیٹھے بھی کبھی کبھی کا جگمگ کرتا ہُوا پرکاش کسی نہ کسی مُوراخ سے باہر نکل ہی جایا کرتا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک سانپ آئے تو اُنہوں نے چرنوں پر نمسکار ہی کی۔ اگر ہلکی (پاگل) گھوڑی آپ کی جانب دوڑی تو اُسے بھی اپنے سروآتم بھاؤ میں رنگ دیا۔ اگر آپ کا کوئی پریمی پلیگ میں مُبتلا ہُوا۔ تو آپ پلیگ کو بھی اپنا آپ سمجھ کر مریض کی حوصلہ افزائی کے لئے اُس کے گھر پدھارے۔ اور اپنا دست مُبارک مریض کے سر پر رکھ کر اُس کو شفا بخشی۔ آپ کے لئے ست سنگیوں نے مختلف قصبوں مثلاً کوٹ نکہ اور سانگلہ میں ایکانت کُٹیا میں تیار کروائیں۔ مگر آپ کسی کے ساتھ بھی ممتا نہ رکھتے ہُوئے جنگم تیرتھ بن کر جگہ بہ جگہ وچرتے رہے۔

آپ نے بیاس پُوجا کے تیوہار کو منانے کے لئے جوڑ میل برہم یگیہ قائم کیا۔ جس میں ہر مذہب و ملّت کے لوگ بلا دریغ شامل ہو سکتے ہیں۔ آپ کا پرچار نہایت ہی سادہ زبان میں مذہب و ملّت کے تفریق سے بالاتر تھا آپ کو ہمیشہ نادار دُنیا داروں کی مدد کا فکر دامنگیر رہتا تھا۔ اور آپ نہایت ہی انوکھے طریقے سے اُن کو مالی امداد بھیجا کرتے تھے۔ آپ نے سینکڑوں رُوپیہ کشمیر کے مصیبت زدگان کی مدد کے لئے تقسیم کرائے بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی ہمیشہ امداد کرتے تھے۔ یہ سب آپ کے ایک سُنہری اصُول کا نتیجہ تھا کہ آپ خود کچنجنٹ یا پُوجا کے پیسہ کو ہاتھ تک بھی نہ لگاتے تھے۔ سناتن دھرم ہائی سکول لالہ موُسئے کے ہال کمرہ کی تعمیر میں آپ نے سنکلپ دینا شروع ہی کیا تھا اور ابھی تقریباً ایک ہزار رُوپیہ ہی بھجوایا تھا کہ آپ کی سنسارک یاترا کارتک پورنماشی سمت ۱۹۸۹ کو ختم ہو گئی۔ آپ کے سدھانتوں اور اُپدیشوں کو

آپ کے جانشین شری ۱۰۸ سوامی بھگوان سنگھ جی مہاراج کی زیر پرستی تقریباً تین ہزار روپیہ خرچ کر کے چھپوایا گیا اور مستحق ست سنگیوں میں مفت تقسیم کیا گیا۔ آپ کی پوتر زندگی کے تمام حالات اور جوتی جوت سمانے کے نظارے اُن کتابوں میں تفصیل سے درج ہیں۔

آپ کا زیادہ زور ویدانت کے سدھانتوں کو عملی جامہ پہنانے پر تھا۔ آپ کی پکتیوں کا خزانہ انسانی زندگی کو باعمل بنانے میں از حد معاون و مددگار ثابت ہو رہا ہے۔

آپ گوشہ نشینی (ایکانت سیون) کے بڑے مشتاق تھے۔ اور ست سنگ کے اوقات کے علاوہ سوائے خاص کام کے گرہستھیوں کے میل جول سے عموماً پرہیز ہی رکھتے تھے۔ آپ کی نگاہ میں ہر خاص و عام کی ایک ہی وقعت تھی۔ ہر ایک میں آتم بھاؤ دڑھ تھا۔ غریب گرستیوں کو وہ اپنا خاص انگ سمجھتے تھے۔ اور دُھتے دِلوں کی اُساری (امداد و ادران) کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا مُدعا خیال کرتے تھے۔ گمنامی کی زندگی بسر کرنے میں زیادہ خوش رہتے تھے۔ گئوؤں کی سیوا کو اپنا فرض اولین سمجھتے تھے۔ اور مختلف گئوشالاؤں میں ہر سال مالی امداد بھجوایا کرتے تھے۔ کوٹ نکہ ضلع گوجرانوالہ کی گئوشالہ آپ کی اور آپ کے جانشین کی ہمیشہ ہی ممنون رہے گی۔

قصہ کوتاہ آپ عملی ویدانت۔ پریم بھگتی اور برہم نیشٹا کے مجسم اوتار تھے۔ آپ کے پریمیوں کے دل میں آپ کے لئے از حد شردھا اور عزت ہے۔ اور وہ ہر سال کارتک پورنماشی والے روز آپ کے جوتی جوت سمانے کا دِن بڑی شان و شوکت سے رشی کیش بھگوان بھون میں منایا کرتے ہیں۔

تت توم اسی

(شری سوامی پری پورنانند جی پورن)

ہے ذات اپنی سے خود تو قائم سمجھا خود کو وبال کیا ہے ۔۔۔ نفی کا جس میں دخل نہیں ہے۔ وہ تو ہے اپنی مثال کیا ہے

ہیں ہم تعجب میں سن کے تجھ سے نفی خودی کی ہے سخت مشکل ۔۔۔ عدم کو دل سے عدم سمجھنا بتا دو اس میں محال کیا ہے

ہیں نام و صورت جو مختلف یہ نہیں ہیں یاد اس سال یہ ہرگز ۔۔۔ خودی ہے موذی نہ نام و صورت اخیران کے جلال کیا ہے

ہویدا ہونے کا جو ذریعہ اسے ہی سمجھے ہو تم تو پردہ ۔۔۔ ہے ذات تیری میں سب برابر فرض حرام کیا ہے حلال کیا ہے

نہ ذات تیری میں کوئی دُنیا نہ نیک و بد کا نشان تک ہی ۔۔۔ تفنگ تیر و کمان خنجر کی تجھ کو کاٹے مجال کیا ہے

لرزو نہ ہرگز اجل کے ڈر سے ہے موت کی بھی تو موت تجھ سے ۔۔۔ تو نور یزداں ہے سب میں روشن نہ نیک تجھ میں نہ آل کیا ہے

بٹھا یہ دل میں کہ ذات میری ہے محض علم و سرور ہستی ۔۔۔ ہیں سب کا شاہد چوں مہر انور خوشی نہ تجھ میں ملال کیا ہے

ہمیشہ قائم تو ذات اپنی سے خود کو دیکھو بہ چشم عرفاں

اُٹھا دے پردہ خودی کا خود سے تو خود ہے پورن وصال کیا ہے

حضرت محمدؐ صاحب

پیارے ناظرین! جب سے سرشٹی کا آغاز ہوا ہے۔ دنیا میں دو طرح کے لوگ ہوتے چلے آئے ہیں۔ ایک نیک خصلت جن کو خدا پرست یا ایشور بھگت کہا جاتا ہے۔ اور دوم بدطینت یعنی راکھشش جن کی فطرت میں ہی بدی ہوتی ہے۔ زمانہ کی رفتار سے کبھی دنیا میں نیکی بڑھ جاتی ہے۔ اور نیک لوگ عوام کے لئے امن اور راحت کا سبب بنتے ہیں اور کبھی سچائی کا لوپ ہونے سے بدی کا زور ہوتا ہے۔ تب بدطینت لوگ اپنے بد اعمال سے دنیا کو جہنم بنا دیتے ہیں وہ نیک لوگوں کو اپنے مکروہ افعال سے ناجائز تنگ کرتے ہیں۔ اور اُن کو کئی طرح کی اذیتیں پہنچاتے ہیں۔ جس وقت نیک پرشوں کی کوئی فریاد سننے والا بھی نہیں رہتا۔ اُس وقت قدرت کی طرف سے اُن کی امداد کیلئے کسی روحانی شکتی کا ظہور ہوتا ہے۔ جو کہ بدی کو زیر کر کے نیکی کا پرچار کرتی ہے۔

حضرت محمدؐ صاحب ملک عرب میں اُس وقت پیدا ہوئے جب کہ عرب کی حالت نہایت ہی بُری تھی جوا کھیلنا۔ شراب پینا اُن کے معمولی شغل تھے۔ اُن کا اخلاق اتنا گر چکا تھا کہ ایک آدمی سو سو شادیاں کرتا تھا خانہ جنگیاں اِس قدر بڑھ چکی تھیں کہ بات بات پر لڑ پڑتے اور خون کی ندیاں بہا دیتے تھے۔ بچے جاہلوں کی طرح آوارہ گردی کرتے اور فحش گالیوں سے ہر وقت زبان کو ناپاک کرتے تھے۔ اُن کے چلن وحشیانہ تھے۔ اُن کی تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا۔ وہ لوگ اتنے جاہل تھے کہ قتل و غارت اور لوٹ مار میں ہی اُن کا زیادہ وقت گذرتا تھا۔ غرض جب کہ عرب کی ناؤ تباہی کے طوفان میں بے طرح پھنسی ہوئی تھی۔ حضرت محمدؐ صاحب سنہ ۵۷۰ء میں شہر مکہ کے قبیلہ قریش میں عبداللہ کے ہاں پیدا ہوئے جو کہ اُن کی پیدائش سے پہلے ہی راہِ عدم ہو گئے محمدؐ صاحب ابھی چھ سال کے ہوئے تھے کہ اُن کی والدہ بھی انتقال کر گئیں۔ گویا بچپن میں ہی اُن کے سر سے والدین کا سایہ اُٹھ گیا۔ اُن کے بعد اُن کے دادا عبدالمطلب نے اُن کی پرورش کی۔ لیکن شومیٔ قسمت کہ تین سال بعد وہ بھی فوت ہو گئے۔ پھر اُن کے چچا ابو طالب نے اُن کی تربیت کا خیال رکھا۔

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

محمدؐ صاحب کا بچپن گو یتیمی میں گذرا لیکن وہ ابتدا ہی سے متحمل۔ بردبار اور خدا ترس تھے۔ وہ دیانت دار اتنے تھے کہ تھوڑے عرصہ میں ہی اُن کے اخلاق کا سکہ اُن کے لواحقین کے دلوں پر جم گیا وہ گوشہ نشینی میں عرصہ تک خدا کی عبادت میں مشغول رہتے۔

جب انہوں نے لگاتار ریاضت سے اپنے نفس پر قابو پا لیا۔ تب اُن کو سچائی اور حقیقت کی

روشنی میسّر ہوئی۔ اُنہوں نے اُس سچائی کا تمام لوگوں میں اعلان کیا۔ لیکن عرب کے جاہل لوگ جن کی فطرت میں ہی بدی شامل ہو چکی تھی۔ اُن کی مخالفت کرنے پر تُل گئے۔ اور محمد صاحب اور اُن کے ساتھیوں کو انتہا درجہ کی تکلیفات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن محمدؐ صاحب مصمم ارادہ کر کے ہی اپنے مُلک کو راہِ راست پر لانے کے لئے میدان میں اُترے تھے۔ وہ بھلا ان تکلیفات کی کب پرواہ کرتے تھے۔ اُنہوں نے اُن کو خیر مقدم کہا اور نہایت خندہ پیشانی سے اپنے دُشمنوں کے ساتھ بھی نیک سلوک کرتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ اُن کی شرافت کا سکّہ لوگوں کے دِلوں پر بیٹھ گیا۔ اور بہت سے لوگ اُن کے معتقد ہو گئے۔ چالیس سال کی عمر میں اُنہوں نے نبوّت کا اعلان کیا اور اہلِ عرب کو بُرے کاموں سے منع کر کے خدا پرستی کی وعظ سُنائی۔ اُنہوں نے فرمایا کہ اپنے ہمسایوں سے بُرا سلوک نہ کرو۔ کمزوروں کا مال نہ کھاؤ۔ بلکہ اُن کی امداد کرو۔ پاکدامن اور ایماندار بنو۔ امانت میں خیانت نہ کرو۔ جُوا اور شراب خوری کو ممنوع سمجھو نیک بنو اور نیک اعمال سے اپنے اخلاق کا اثر دُوسروں کے دلوں پر جماؤ۔

خدا ایک ہے۔ اور اُسی کی عبادت کرو اُسی کا نور ہر ایک ذی روح میں موجود ہے۔ اس لئے سب کے ساتھ محبّت اور اخلاق سے پیش آؤ۔ کسی کو ضرر نہ پہنچاؤ۔ خدا کی پرستش سے اپنے گناہ آلودہ قالب کو صاف کرو۔

غرضیکہ محمد صاحب کی تعلیم عرب جیسے جاہل مُلک کے لئے بھی راحت ابدی کا سبب بنی۔ اُنہوں نے شریعت پر پابند کر کے اُن لوگوں کو حدود کے اندر سب کام کرنے کا حکم دیا۔ جہاں وہ سو سو شادیاں کرتے تھے۔ وہاں صرف چار شادیاں کرنے کی پابندی کر دی۔ ایسے ہی خوراک کے متعلق بھی حدِ اعتدال قائم کیا۔ اُن کا مقصد تو نفس کُشی کا سبق سکھانا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے ماہِ رمضان میں روزہ رکھنے کی ہدایت کی۔ عین ممکن تھا جب کہ وہ اپنے مُلک کی حالت کو زیادہ بہتر سمجھتے تو مکمل برہمچریہ دھارن کرنے اور چندرائن برت کے لئے اپنے ہموطنوں کو تیار کر لیتے لیکن اُن وحشی بد تہذیب اور غیر مہذب لوگوں کے لئے اس شریعت پر بھی چلنا کوئی آسان نہیں تھا۔ اس لئے اُنہوں نے اسی شریعت پر ہی اکتفا کی۔

محمدؐ صاحب کی تعلیم نیک اور با اخلاق بننے کی تلقین کرتی ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان میں اکثریت ایسے ہادیانِ مذہب کی ہو رہی ہے۔ جو کہ اُن کی تعلیم کو غلط معنوں میں پیش کر کے لوگوں میں نفرت، بُغض، کینہ، عداوت، خود غرضی پیدا کر رہے ہیں۔ ظاہرا طور پر وہ مذہب اسلام کو تقویت دینے کا دعوے کرتے ہیں۔ لیکن اُن کے افعال ایسے مکروہ ہیں۔ کہ مہذب دُنیا میں نفرت کے قابل ہیں۔ اور آخرت میں بھی وہ سزا کے قابل ہوں گے۔

دُنیا میں اوتار۔ پیر پیغمبر۔ رشی مُنی وقتاً فوقتاً اس کے سُدھار کے لیے آئے لیکن افسوس کہ کُتّے کی پونچھ کی طرح یہ دُنیا ٹیڑھی کی ٹیڑھی رہی۔

ایڈیٹر

خدا سے دعا

لتھری کا روشن پٹیالوی!

دعا تجھ سے ہے مالک دو جہاں | عطا کر ہمیں سینکڑوں خوبیاں
ہیں ہر خوبی میں سینکڑوں خوبیاں | تیری خوبیاں کس طرح ہوں بیاں
تیرا ذکر سب کے ہو وردِ زباں | محبت تیری ہو دلوں سے عیاں
جہاں بھر میں پھیلا ہو امن و اماں | اِدھر بھی، اُدھر بھی، یہاں بھی، وہاں
تو حاضر ہے، ناظر ہے، موجود ہے | ہر اک ذرے سے تیرا جلوہ عیاں
تیری یاد میں مست ہوں ہر گھڑی | جواں، عورتیں، بوڑھے، خورد و کلاں
تیری ذات پر ہے جنہیں اعتماد | انہیں مل گئی دولتِ دو جہاں
ہر اک شے سے ہوتا ہے تیرا ظہور | جہاں ہے خداوند تیرا مکاں
ملیں جس سے ہم اس سے نیکی کریں | بدی کا دلوں سے مٹا دے نشاں
ہمارے ہوں اعمال نیک اور بھلے | جہاں جائیں پھیلائیں شہرت وہاں
تیرا دھیان ہر شخص کے دل میں ہو | بڑائی کے تیری ہوں سب مدح خواں
مسلمان، عیسائی، ہندو و سکھ | رہیں بھائی بھائی کی طرح یہاں

دلوں میں ہو روشن محبت کی آگ
نہ پیدا ہو نفرت کا ہرگز دھوآں

مذہبِ اسلام کی قابلِ فخر ہستیاں

حضرت موسےٰ

سچی عظمت کی زندہ مثال ہونے کے باوجود انسانی انکسار کی ایک جیتی جاگتی مورت تھے۔ آپ اپنی قوم کو آزاد و منظم کرنے والے ایک نہایت ہی دانشمند رہنما تھے جنہوں نے مظلوم غلاموں کے ہجوم کو ایک ایسی بلند خیال قوم بنا دیا گویا اس کے مشترکہ قومی جسم میں ایک ہی روح کام کر رہی ہے۔ آپ نے اپنے مشن کی تکمیل کے لیے اپنی زندگی کو بھی خطرے میں ڈال دیا۔ مصر کے مرغن گوشت کے پیالوں اور انواع و اقسام کی دیگر نعمتوں کو کمال نفرت سے ٹھکرا کر ایک نئی قوم کو جنم دیا۔ آپ کی زندگی سے ہم سادگی۔ خود انکاری۔ حلیمی نیز بہادرانہ سرگرمی اور کوششوں کے شاندار سبق سیکھ سکتے ہیں۔

حضرت علی

آپ حضرت محمد صاحب کے شاگرد رشید تھے۔ اور داماد بھی۔ آپ مسلمانان عرب کے چوتھے خلیفہ تھے۔ آپ نے ۶۵۱ء سے ۶۶۱ء تک حکمرانی کی۔ اسلام کے ابتدائی سورماؤں کی مانند آپ بھی نہایت سادہ زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ جب آپ پہلے مدینہ تشریف لائے تو اپنی بسر اوقات کے لیے خود کام کیا کرتے تھے۔ آپ زرِ عامہ کے ایک نہایت دیانت دار محافظ ثابت ہوئے۔ ایک مرتبہ آپ نے حکومت کے خزانے سے اپنے بھائی عاقل کو بھی وقتِ مقررہ سے پہلے کسی طرح کی امداد دینے سے انکار کر دیا۔

حضرت عمرؓ

آپ حضرت محمدؐ صاحب کے ایک شاگرد اور مسلمانوں کے خلیفہ دوم تھے۔ آپ نے ۶۳۴ء سے ۶۴۴ء تک مسلمانوں کی نئی جماعت پر حکمرانی کی۔ باوجود اپنی کثیر الازدواجی کے سلطنت عرب کی حمایت میں جارحانہ جنگ جوئی اور عقیدت اسلامی سے آپ کے شمار نیک فرمانرواؤں میں کیا جا سکتا ہے۔ مسٹر ایس۔ اے سالک آپ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ حضرت عمر نہایت ہی بے غرض تھے۔ آپ اپنی غیر جانبداری زبردست قوت ارادی اخلاقی جرأت اور نظام قائم رکھنے کے متعلق سختی کے لیے خاص طور پر مشہور ہیں۔ آپ نے مالیۂ زمین مقرر کر کے اسے منصفانہ بنیادوں پر قائم کیا۔ آپ نے ایک نہایت وسیع پیمانے پر سڑکیں اور نہریں بنوائیں۔ مسافر خانے جاری کیے۔ انصاف رسانی میں

پاکیزگی کو محفوظ رکھا۔ عوام کو مفت تعلیم دلوائی۔ بوڑھوں اور اپاہجوں کی پنشنیں مقرر کی۔ مذہبی تحمل و برداشت کو ترقی دی۔ اور غیر مسلموں کے حقوق کی بھی حفاظت کی۔ ریاستی سرپرستی کی تقسیم میں آپ نے اپنے رشتہ داروں کی کبھی ذرہ بھی طرفداری نہیں کی۔ ایک مرتبہ رات کو گشت کرتے ہوئے آپ نے ایک عورت کو دیکھا جس کے ارد گرد کئی بچے رو رہے تھے۔ دریافت کرنے پر آپ کو معلوم ہوا کہ بچوں کو کئی گھنٹے سے خوراک نہیں ملی۔ آپ فوراً مدینے واپس آ گئے۔ اور آپ نے اپنے غلام اسلم کو حکم دیا کہ میری پیٹھ پر بہت سا سامان خوراک لاد دو۔ اس کے بعد آپ خود ہی وہ سب سامان اس عورت کے پاس لے گئے۔ اسلم نے بہتیرا عرض کیا۔ کہ حضور میری پیٹھ پر لاد دیجئے۔ میں لے جاؤں گا۔ مگر نیک دل خلیفہ عمر نے یہ درخواست منظور نہیں کی۔ آپ نہایت سادہ زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ آپ کی پوشاک اکثر پیوند دار ہوتی تھی۔ اور آپ کی خوراک بھی نہایت سادہ تھی۔ یعنی معمولی روٹی اور زیتون کا تیل آپ کی روزانہ خوراک ہوا کرتی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کئی گھنٹہ تک محض اس لئے آپ اپنے گھر سے باہر آ کر ملاقاتیوں سے نہیں مل سکے کہ آپ کے کپڑے دھوئے جا رہے تھے۔ اور آپ کے پاس پوشاک کا کوئی دوسرا جوڑا نہ تھا۔ جسے پہن کر باہر چلے آتے۔ یروشلم فتح کرنے کے بعد جب آپ اس مقدس شہر میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ کے گھوڑے کے سم اس قدر خراب ہو چکے تھے کہ وہ لنگڑانے لگا۔ آپ اپنے گھوڑے کی یہ قابل رحم حالت دیکھ کر فوراً گھوڑے سے اتر کر پیدل چلنے لگے۔ اس پر کسی شخص نے ایک نہایت بیش قیمت ترکی گھوڑا اور بہت بڑھیا پوشاک کا ایک جوڑا لا کر آپ کے سامنے پیش کیا۔ لیکن آپ نے اسے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ سنہ ۱۸ھ میں شمالی عرب میں سخت قحط پڑ گیا۔ اس لئے آپ نے یہ عہد کیا کہ جب تک قحط دور نہ ہو جائے گا۔ تب تک میں دودھ اور گوشت استعمال نہ کروں گا۔"

حضرت عبدالقادر جیلانی

بیرن کارا ڈی وا نے آپ کو اسلام کی چند عظیم الشان ہستیوں میں سے ایک مانا ہوا ہے آپ ایک درویش معلم تھے۔ اور ایک سلسلۂ اخوت کے بانی مبانی ہیں۔ سالہا سال تک بطور ایک درویش کے بغداد کے قریب رہتے تھے۔ اور ایک کالج میں قانون اور روحانیت کے معلم بھی بن گئے۔ آپ کے بعد آپ کے لڑکوں اور مریدوں نے ہی آپ کے عقاید کا پرچار کیا۔ اور عوام کو خیرات، بردباری۔ حلیمی۔ انکسار اور غریبوں کے ساتھ محبت اور پیار کی عظمت سکھلائی۔ آپ کے سلسلۂ اخوت کے واعظ اب بھی چین میں پائے جاتے ہیں۔

(بدرگاہ حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ)

شری ساجن بھارتی

زندگی کی ہے فضا آج تکدّر آسا! — کس مپرسی کا ہے طوفاں مری دُنیا میں بپا
پار طوفاں سے سفینے کو لگائے گا توہی! — کوئی پُرساں نہیں ساجن کا ترے۔ تیرے سوا

خضر ہے کوئی نہ ہادی نہ کوئی راہ نما! — نہ جرس ہے نہ کہیں کوس نہ نقشِ کفِ پا
راہِ غربت میں خبر لیجئے ساجن کی حضور — بہرِ حسنین و علی۔ بہرِ نبی۔ بہرِ خدا

نظر بھی۔ دل بھی خدا رکھے ضو بداماں ہے — یہ کون آج تصوّر میں جلوہ افشاں ہے
کمالِ حسنِ عقیدت کہ فیضِ شاہ جیلاں ہے — مری نگاہ میں ہر ذرہ مہر تاباں ہے
کسی کی یاد سے روشن ہے میری بزم دِل — کسی کے ذکر سے محفل میری فروزاں ہے
جھلک ہے آپ کے گنبد میں "سبز گنبد" کی! — مزار جلوہ گہ حسنِ شاہِ یزداں ہے
ادھر ہیں آپ۔ ادھر جلوہ کرشمہ والا — ہے شمع ایک۔ مگر دو جگہ فروزاں ہے
ستم ستم۔ کہ سعئ میری رائیگاں ہر اک — کرم کرم۔ کہ تیرا نام شاہِ جیلاں ہے

کہیں زباں پہ نہ آجائے واسطہ کوئی
حضور۔ آپ کا ساجن بہت پریشاں ہے

6

شوک سماچار

رسالہ آدم کے پاٹھکوں اور خصوصاً گوجرانوالہ کے ست سنگی پُرشوں کو یہ خبر پڑھکر افسوس ہوگا کہ لالہ بہاری لال جی وگ صراف آف گوجرانوالہ مورخہ ۲۴ نومبر رات کے تین بجے 25/2 تلک نگر نئی دہلی میں سورگباش ہو گئے۔ گرہست میں رہتے ہوئے وہ کسی تیاگی مہاتما سے کم نہ تھے۔ وہ عالم باعمل تھے۔ ہندی اور سنسکرت کے وِدوان تھے۔ انہوں نے تمام زندگی سادگی میں اور دھرم پرچار میں گذار دی۔ گوجرانوالہ کے برہم اکھاڑہ مندر اور اس سے ملحقہ دھارمک لائبریری کے انتظامیہ معاملات میں اُن کی نشکام سیوا کو کون نہیں جانتا۔ وہ گوجرانوالہ کے دھارمک لیڈر سمجھے جاتے تھے۔ رسالہ ہذا کے سالنامہ تُلسی رامائن انک اُردو کو شائع کرنے میں اُنہوں نے اپنی نشکام سیوا ارپن کی تھی۔ اُن کے سُپتر شری اندر دیو وگ اور اُن کے داماد شری بی۔ این پوری کنٹرولر سینٹرل بنک آف انڈیا لمیٹڈ دیگر رشتہ داران سے اظہارِ افسوس کرتے ہیں اور ایشور سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ وہ شری وگ صاحب کی آتما کو سدگتی دیں اور ان کے لواحقین کو شانتی پردان کریں +

گورکھ ناتھ نندہ ایڈیٹر